سرکارِ صابری

سوانح حیات قطب الاقطاب سرکار غریب نواز حضرت

خواجہ محمدؐ دیوان چشتی صابریؒ

مؤلفہ

صاحبزادہ ملک دیدار علیؓ صاحبؒ، اروپ شریف ضلع گوجرانوالہ

سرکارِ صابری

سوانح حیات قطبُ الاقطاب سرکار غریب نواز حضرت
خواجہ محمدؒ دیوان چشتی صابریؒ

مؤلفہ

صاحبزادہ ملک دیدار علیؒ صاحب
اروپ شریف۔ ضلع گوجرانوالہ

نام کتاب	سرکارِ صابری
مصنف	حضور عالی جناب خواجہ فضل الدین صاحبؒ
مؤلف	صاحبزادہ ملک دیدار علیؒ صاحبؒ
طابع	صاحبزادہ ڈاکٹر میاں رفیق احمد صاحب
مطبع	عزیز سنٹر کمرہ نمبر ۳-۴، اکبر منزل امین پور بازار فیصل آباد
کتابت	حسن واسطی
تعداد	۵۰۰
اشاعت اوّل	۱۹۶۲ء
اشاعت دوئم	۱۹۹۴ء

انتساب

بحضور قطبُ الاقطاب سرکار غریب نواز حضرت
خواجہ محمدؐ دیوان چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

؎

اے خضر دستگیرِ منِ بے قرار شو
آوارہ مے رَوم کہ ندانم دیارِ دوست

ترجمہ :۔ میں آوارہ پھر رہا ہوں اور دیارِ دوست کو نہیں پہچانتا۔ اے خضر مجھ بے قرار کی تو ہی رہنمائی فرما۔

سگِ درگاہ

دیدار علی رضؔ

اے بہارِ سرمدی اے جانِ ما — یک نگاہت قیمتِ ایمانِ ما
چشمِ تو مژگانِ تو ابروئے تو — مصحفِ روئے تو شد قرآنِ ما
گُم شدن در عشقِ تو توحیدِ ما — دیدنِ روئے تو شد عرفانِ ما
فخرِ آدم فخرِ عالم فخرِ کُل — خواجۂ ما پیرِ ما، سلطانِ ما

ترجمہ !

اے ہمیشہ کی بہار۔ اے ہماری جان۔ آپ کی ایک نظر ہمارے ایمان کی قیمت ہے۔
آپ کی آنکھیں۔ آپ کے بھروٹے۔ آپ کی پلکیں آپ کے چہرے کا مصحف ہمارے لیئے قرآن ہے
آپ کے عشق میں گم ہو جانا ہماری توحید ہے۔ آپ کے چہرے کو دیکھنا ہمارا عرفان ہے۔
ہمارے خواجہ۔ ہمارے پیر ہمارے سلطان فخرِ آدم فخرِ عالم فخرِ کُل ہیں۔

طبع دوئم

سرکارِ صابری کا پہلا ایڈیشن ۱۹۶۲ء میں طبع ہوا۔ یہ سوانح حیات سلطان العارفین حضور عالی جناب حضرت خواجہ فضل الدین صاحب چشتی صابریؒ تاقیامت مریدان سلسلہ کی ہدایت کے پیش نظر کمال مہربانی سے تصنیف فرمائی۔ یہ ایڈیشن ختم ہو جانے کے باعث پیر بھائیوں کے اسرار پر دوبارہ طباعت کی جا رہی ہے تاکہ یہ مایہ ناز اثاثہ قائم رہ سکے۔

طبع دوئم اب اللہ تعالیٰ کی عنایتوں سے من وعن شائع کی جا رہی ہے۔ اس بار فارسی اشعار کا اردو ترجمہ کر دیا ہے تاکہ مطلب سمجھنے میں دقت نہ ہو۔ اس کام کو مکمل کرنے میں جن احباب نے حصہ لیا اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دیں۔ (آمین)

سگِ درگاہ

رفیق احمد

دربار شریف کلووان

چک نمبر ۱۹۲ ر۔ب فیصل آباد

فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	پیش لفظ	۷
۲	ولادت شریف	۱۱
۳	بچپن	۱۲
۴	قبولِ اسلام	۱۵
۵	مکیریاں میں آمد و رفت	۱۹
۶	تلاشِ مرشد	۲۰
۷	شجرۂ طریقت	۲۲
۸	آدابِ شیخ	۲۹
۹	عشقِ مجازی	۳۲
۱۰	مختلف مشاغل	۳۴
۱۱	تھل شریف میں آمد و رفت	۳۵
۱۲	خانقاہوں کی تعمیر	۳۷
۱۳	حلقۂ ارادت	۳۹
۱۴	خلفاء	۴۲
۱۵	رشتہ داروں سے تعلقات	۴۴
۱۶	عبادت اور ریاضت	۴۵
۱۷	جانداروں پر شفقت	۵۰
۱۸	ذوقِ سماع	۵۳
۱۹	حُلیہ شریف	۵۸
۲۰	لباس مبارک	۵۹
۲۱	عادات و خصائل	۵۹
۲۲	بزرگانِ دین کے عُرس	۷۶
۲۳	وصال شریف	۷۸
۲۴	مدح شریف	۹۱
۲۵	سلام عقیدت	۹۳
۲۶	تعمیر مزار شریف	۹۵
۲۷	ملفوظات	۹۶
۲۸	شاعرانہ کلام	۱۶۵
۲۹	مناجاتِ صابریؒ	۱۷۱
۳۰	مریدوں کو تعلیم	۱۷۴
۳۱	کرامات	۱۸۷
۳۲	عرض حال	۲۰۰
۳۳	مختصر حالاتِ زندگی قبلۂ عالم حضرت خواجہ حافظ کرم بخش صاحبؒ	۲۰۱
۳۴	مولانا روم کے کچھ اشعار	۲۰۵

پیش لفظ

اولیائے کرامؒ کی سوانح حیات مکمل طور پر تحریر میں نہیں لائی جاسکتی۔ اُن کے احوال اور مقامات کی رفعتیں، ان کے سیر و سلوک کی منازل اہلِ ظاہر کے واسطے ناقابلِ فہم ہیں۔ ایک عام انسان تو ان کے اقوال اور کلام کو بھی سمجھ نہیں سکتا۔ ہم لوگ اعتقاداً کہہ دیتے ہیں کہ فلاں بڑے فقیر ہیں۔ لیکن فقیری کی حقیقت کو پانا ہمارے فہم و ادراک سے ماورا ہے۔ اور اگر بالفعل کوئی فقیر شناس بھی ہو تو اس کے لیے بھی فقیروں کی رُوحانی پرواز اور بلندی کو لفظوں میں بیان کرنا ممکن نہیں۔ اِس لیے اِنتہائی کوشش کے باوجود بھی فقیر کو معرضِ بیان میں نہیں لایا جاسکتا۔

سوانحِ حیات کے رقم کرنے سے مقصود، صاحب ممدوح کی صحیح تصویر پیش کرنا ہوتا ہے۔ مگر درویشوں کی صحیح تصویر تو کجا، خاکہ بنانا بھی سخت مشکل ہے۔

قطبُ الاقطاب سرکار غریب نواز حضرت خواجہ محمدؐ دیوان چشتی صابریؒ کے خلیفۂ اعظم، سِراجُ السالکین حضرت خواجہ برکت علیؓ صاحبؒ نے ایک دفعہ اِرشاد فرمایا کہ "میرا اِرادہ سرکار غریب نوازؒ کی سوانح حیات لِکھنے کا ہُوا۔ لیکن میں نے یہ محسوس کیا کہ میں سرکار غریب نوازؒ کی سوانح حیات کیا لِکھ سکتا ہوں، زیادہ سے زیادہ یہی لِکھ سکتا ہوں کہ ایک بہترین اِنسان کا نقشہ کھینچا جائے۔ اِس لیے اِرادہ ترک کردیا۔" ؎

شاہا ثنا حضور کی کیا لکھ سکے بشر
نخلِ قلم کہاں کہ ہو معنی سے بارور

اب یہ خیال آتا ہے کہ جب ایسے کامل ولی اللہ نے سرکار غریب نوازؒ کی سوانح حیات لکھنے کا بیڑا نہ اُٹھایا، تو پھر اور کون ہے جو اِس میدان میں قدم رکھنے کی جسارت کرے۔ اگرچہ ہم لوگ اِس قابل نہیں کہ اس برگزیدہ ہستی کی سوانح حیات ضبطِ تحریر میں لاسکیں۔ بایں ہمہ دل اس بات پر بھی رضامند نہیں ہوتا کہ مطلق سکوت اختیار کیا جائے۔ مکمل سوانح حیات نہ سہی مشتے از خروارے ہی سہی۔

اگر کوئی شخص سرکار غریب نوازؒ سے پڑھنے کے واسطے کتاب پوچھتا تو آپؒ بزرگوں کے سوانح حیات ہی پڑھنے کا ارشاد فرماتے۔ بزرگوں کی سوانح حیات کا مُطالعہ راہ روانِ راہِ طریقت کے واسطے بے حد مفید ہوتا ہے۔ وہ ایک کمزور اِنسان کو بھی ہمّت اور شوق بخشتا ہے۔ عاشقانِ الٰہی سے رشتۂ اُلفت پیدا کرتا ہے اور اُن کے فیضِ رُوحانی کا مورد بنا دیتا ہے۔ اُن کی زندگی ہر قدم پر ہمارے لیے مشعلِ راہ کا کام دیتی ہے۔ شیخ پاکؒ کے وصال کے بعد ان کا تذکرہ مہجوروں کو تازگیٔ ایمان، سرور اور تسکین بخشتا ہے اس لیے سوانح حیات کا لکھنا نہایت ضروری ہے ؎

تازہ خواہی داشتن گر داغ ہائے سینہ را
گاہے گاہے باز خواں ایں قصۂ پارینہ را

اگر سینے کے داغوں کو تازہ رکھنا چاہتا ہے تو کبھی کبھی اس پُرانے قصّے کو پھر پڑھ لیا کر۔

سرکار غریب نوازؒ کے وصال شریف کے بعد یہ خیال ہمیشہ چلا آیا کہ

کاش کوئی برادرِ طریقت سرکار غریب نوازؒ کی سوانح حیات تحریر کرے۔ لیکن بائیس سال گزر گئے، ابھی اس بارے میں کچھ نہ ہُوا۔ وائے حسرت کہ ایسے بے مثال درویش کے سوانحِ حیات قلمبند نہ ہوں۔ مُریدانِ سلسلہ تاقیامت کفِ افسوس ملتے رہیں کہ اُنھیں اپنے اس شیخِ عالی مقام کے حالات کا کچھ پتہ نہیں۔ اِن امور کو مدِ نظر رکھتے ہُوئے اپنی علمی فرومائیگی اور نااہلی کے باوجود مؤلف قلم اُٹھانے کی جُراُت کرتا ہے۔

اس تحریر میں ہر ممکن کوشش کی گئی ہے کہ حالات بالکل درست درج کیے جائیں۔ مبالغہ سے قطعاً اجتناب کیا گیا ہے۔ جہاں کہیں شک و شُبہ پیدا ہُوا ہے، وہاں یا تو وہ واقعات چھوڑ دیے گئے ہیں، یا پُوری تحقیقات کے بعد رقم کیے گئے ہیں۔

سرکار غریب نوازؒ کی ۷۳ سالہ زندگی کے پیشِ نظر یہ حالات بہت کم ہیں۔ ابھی سینکڑوں برادرانِ طریقت، زندہ ہیں۔ بارہا دعوت دی گئی کہ جو مستند حالات کسی کو یاد ہوں، تحریر فرماویں۔ لیکن سوائے چند ایک بھائیوں کے اور کسی نے اِس طرف اِلتفات نہ کیا۔

اس کتاب کی تالیف میں کئی ایک بھائیوں نے مدد فرمائی، مسوّدہ پر نظرِ ثانی کی اور مفید مشوروں سے ممنون فرمایا۔ بندہ اِن سب بھائیوں کا بہت مشکور ہے۔ نیز جن بھائیوں نے اس کی چھپائی کے اخراجات میں حصہ لیا ہے اللہ پاک اُنھیں جزا دے اور سعادتِ دارین عطا فرمائے۔ آمین

خُدا کرے یہ حقیر سعیٔ قبولِ بارگاہِ عالیہ ہو ؎

تیرے کرم کا سزا وار تو نہیں حسرتؔ   اب آگے تیری خوشی ہے جو سرفراز کرے

سگِ درگاہ: دِیدار علیؒ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

گزاری تھیں خُوشی کی چند گھڑیاں
اُنھیں کی یاد میری زندگی ھےَ

ولادت شریف

سرکار غریب نوازؒ کے والد لالہ پوہلو رام صاحب موضع کائیتھاں ضلع ہوشیار پور کے ساہو کار تھے۔ انکی تین صاحبزادیاں تھیں۔ اِن کے بعد دیر تک کوئی اَولادِ نرینہ نہ ہوئی۔ اسی خواھش سے آپ کے والدین فقیروں اور سادھوؤں کی خدمت کیا کرتے تھے۔ ہر ماہ کی گیارھویں تاریخ کو بھائی رحمت علی زنگریز کے ہاں رسد بھیج کر حضرت محبوبِ سُبحانی، قطبِ رَبّانی، غوثِ صمدانی، میراں محی الدین سیّد عبد القادر جیلانیؓ کا ختم شریف دِلواتے ایک دِن ایک فقیر نے کھانے کے واسطے سوال کیا۔ مائی صاحبہ نے فی الفور کھانا تیار کرکے پیش کیا۔ کھانا کھانے سے فارغ ہوکر فقیر نے دُعا دی کہ خُدا وندکریم فرزندِ ارجمند عطا فرمائے۔ چنانچہ سال گزرنے نہ پایا تھا کہ اللّٰہ پاک نے فرزند عطا فرمایا۔ آپ کا اِسمِ گرامی دِیوان چند رکھّا گیا۔ اس خوشی میں آپ کے والد ماجد نے دو گائے پنڈتوں کو دیں اور اس کے علاوہ اور بھی بہت خیرات کی۔ ع

قرنہا باید کہ تا یک مردِ حق پیدا شود

صدیاں چاہئیں کہ ایک مردِ حق پَیدا ہو۔

کہتے ہیں کہ چند سال بعد وُہی فقیر پھر تشریف لائے، اُنھوں نے دیکھتے ہی آپ کو پہچان لیا۔ گود میں اُٹھایا۔ سینہ سے لگایا اور بہت پیار کیا جب وہ واپس چلے تو آپ اِن کے پیچھے بھاگے۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے دوڑ کر پکڑ لیا۔ درویش مُسکراتا ہُوا چلا گیا۔

بچپن

آپ کی پرورش بڑے ناز و نعمت سے ہوتی رہی۔ والدین کو اس قدر محبت تھی کہ کبھی آنکھ سے اوجھل نہ ہونے دیتے۔ جب آپ چار پانچ برس کے ہُوئے تو بچّوں کے ساتھ کھیلنے چلے جاتے۔ اگرچہ آپ کے خاندان میں آپ کے ہم عُمر لڑکے بھی تھے، تاہم آپ زیادہ تر مُسلمان لڑکوں سے کھیلتے۔ اذان سُننے کا بے حد شوق تھا۔ مغرب کی اذان سے پہلے ہی مسجد میں تشریف لے جاتے۔ اور نماز کے اِختتام پر واپس آتے۔

چھ سال کی عُمر میں آپ کو سکول داخل کرایا گیا۔ آپ بڑے ذہین اور سمجھ دار تھے۔ جو پڑھا کبھی فراموش نہ کیا۔ سکول سے واپس آنے کے بعد آپ کے والد آپ کو اپنے ساتھ رکھتے۔ آپ کے دوست کھیلنے کے واسطے جمع ہوجاتے اور اِدھر اُدھر اسی اِنتظار میں قدرے دُور بیٹھے رہتے کہ کب آپ کو اجازت ہو، تو کھیلنے جائیں۔ سرکار غریب نوازؒ خاموش بیٹھے رہتے۔ نہ دوستوں کی طرف توجّہ کرتے اور نہ ھی اجازت طلب فرماتے، البتہ جُونہی آپ کو کھیل کی اجازت ملتی آپ زور سے بھاگ جاتے اور سب دوست بھی آپ کے پیچھے بھاگ جاتے۔

دوستوں سے آپ کو بہت محبّت تھی ، ان سے جُدا رہنا پسند نہ کرتے کھانے کے واسطے جو چیزیں گھر سے مِلتیں، رکھ چھوڑتے ۔ ان کے ساتھ مِل کر کھاتے اور کھیلتے ۔ گانے کا بھی آپ کو بہت شوق تھا ۔ آواز نہایت شیریں، دِلکش اور بلند تھی ۔ دوستوں کے ساتھ غزلیں ، کافیاں اور نعتیں گاتے ۔ کبھی کبھی آپ دیوان خانہ سُلطان محمّدؐ خاں ذیلدار میں بھی چلے جاتے ۔ وہ عالم فاضل اور بڑے صاحبِ ذوق تھے ، وہ آپ سے نعتیں سُنا کرتے ، بہت خوش ہوتے ، اور بہت محبّت کرتے ۔

سرکار غریب نوازؒ سے سُنا ہے کہ جب آپ سات برس کے ہُوئے تو آپ نے رمضان شریف کے روزے رکھنے شروع کردیے ۔ بوقتِ سحری رات کا بچا کُھچا کھانا کھاکر روزہ رکھ لیتے ، یا اگر کُچھ موجود نہ ہوتا تو چُپکے چُپکے گوندھا ہُوا آٹا ، ہاتھ کے دباؤ سے ہی توے پر پھیلا کر روٹی پکا لیتے ۔ کبھی کبھی آپ کے والد بیدار ہوجاتے ، پُوچھتے : "کاکا کیا کر رہے ہو ؟" ۔ چلم آپ کے پاس ہوتی ، فرمادیتے ۔ "آپ کے واسطے حُقّہ تیار کررہا ہوں" ۔

اس زمانہ میں رمضان شریف موسمِ گرما میں تھا ۔ آپ کا یہ عالمِ کم سِنی غیر موافق ماحول ، گرمیوں کے دِن ۔ اخفا کا خیال ۔ ان حالات میں ایسے صبرآزما روزے رکھنا کس قدر مشکل کام ہوگا ۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک سادھو آپ کے والد کے پاس آیا ۔ اُس نے ایک تانبہ کا پیسہ طلب کیا ۔ اس پیسے کو صاف کرکے اس نے ایک سلائی دوائی میں ڈبو کر پیسے پر چرخڑی کا نشان لگایا اور اس کو تھوڑے کوئلوں کی آنچ دی ۔ جب نکالا تو تانبہ ، سونا ہوچکا تھا ۔ اس وقت سرکار غریب نوازؒ پاس موجود تھے ۔ (یہ حکایت آپ ہی کی فرمُودہ ہے) سادھو نے آپ کے والد

صاحب کو کہا کہ یہ لڑکا مجھے دے دیں، تاکہ میں یہ فن اسے سکھادوں۔ انھوں نے کہا کہ لڑکے سے پُوچھ لو۔ اُس نے آپ کو مخاطب کیا۔ آپ نے فرمایا میں نہیں سیکھتا۔

رفتہ رفتہ آپ کی آمد و رفت دیوان خانہ ذیلدار صاحب میں بڑھتی گئی جُوں جُوں وقت گزرتا گیا، محبت بڑھتی گئی۔ وہ آپ سے نعت شریف سُنا کرتے اور آپ ان سے اِسلامی روایات اور احادیث نہایت غور، اور اِشتیاق سے سُنتے۔ اکثر اُن کے ہاں کھانا بھی کھالیتے۔

یہ سب کُچھ آپ کے والدین کو معلوم تھا۔ وہ آپ کے اِسلامی رُجحانِ طبع سے پُورے واقف تھے۔ دِل ہی دِل میں کُڑھتے رہتے۔ جب کبھی آپ کے والد نکتہ چینی کرتے آپ اِسلام کی عظمت کُچھ اس طرح بیان فرماتے کہ وہ خاموش ہوجاتے۔

جب آپ چوتھی جماعت میں تھے، آپ کی والدہ ماجدہ فوت ہوگئیں اور اسی سال والدِ مکرّم بھی راھیؔ مُلکِ عدم ہوگئے۔ اس وقت آپ کی عُمر دس برس کی تھی۔ ہمشیرگان کی شادیاں ہوچکی تھیں۔ وہ اپنے اپنے گھروں میں تھیں۔ چنانچہ آپ کے چچا آپ کے سرپرست بنے۔ آپ کے والدین نے ایک لاکھ کا اثاثہ چھوڑا۔

والدین کی وفات کا آپ کے دِل پر گہرا اثر ہُوا۔ چہرہ زرد ہوگیا اکثر اُداس رہتے۔ طبیعت میں اِضطراب پَیدا ہوگیا۔ خوشیاں کافور ہوگئیں سکول جانا چھوڑدیا۔ اور دوستوں سے دِلچسپی کم ہوگئی۔ تمام دِن گھر سے باہر رہتے اور شام کو دیر سے گھر تشریف لاتے۔ اکثر ویرانوں میں وقت گزارتے اگر کہیں قُرب و جوار میں قوالی یا ختم شریف ہوتا تو اس میں شرکت فرماتے۔

اگر کوئی فقیر شہر میں تشریف لاتے تو آپ سارا سارا دِن وہیں گزار دیتے۔ کبھی وہ وقت تھا۔ جب آپ دوستوں پر جان دیا کرتے تھے۔ اُن کی جُدائی شاق تھی۔ اور اب یہ حال تھا کہ طبیعت اُن سے بھی بے نیاز ہوگئی۔ جائیداد کا کوئی اِنتظام نہ رہا۔ گھر کا اسباب لُٹ گیا۔ اپنی ہمشیرگان کو آپ نے فرمادیا کہ اُن کو پُورا اِختیار ہے جو چاہیں۔ لے جائیں۔ باقی آپ نے اپنے ہاتھوں لوگوں کو دے دیا۔

ڈیڑھ دو سال کے بعد جب آپ کی طبیعت ذرا سنبھلی تو آپ نے گھر جانا چھوڑ دیا اور مستقل رہائش دیوان خانہ ذیلدار صاحب میں اِختیار کی۔ کھانا بھی وہیں تناول فرماتے۔ ایک کوٹھڑی آپ کو دے دی گئی۔ دوست بھی آنے جانے لگے اور اکثر گانا ہوتا رہتا۔

قبولِ اِسلام

ایک روز آپ نے ذیلدار صاحب سے کہا کہ مُجھے مُسلمان بنا دیجئے۔ ذیلدار صاحب نے جواب دیا کہ سمجھ سوچ لیں۔ آپ کی برادری ناراض ہو جائے گی۔ شادی بیاہ نہ ہوسکے گا۔ رشتہ داری ختم ہوجائے گی۔ آپ نے اِرشاد فرمایا کہ مجھے اِن باتوں کی کوئی پرواہ نہیں۔ اس پر ذیلدار صاحب خاموش ہوگئے۔ اور اِسی طرح کئی روز گزر گئے۔ چند روز کے بعد آپ نے ذیلدار صاحب سے دوبارہ کہا کہ مجھے مُسلمان بنادیں' اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ میں نے عہد کیا ہے کہ جب تک مُسلمان نہ ہوں گا۔ کھانا نہ کھاؤں گا۔ ابھی تک اس بارے میں ذیلدار صاحب کے دِل میں بہت تردّد تھا۔ لیکن آپ

کا عزم بالجزم دیکھ کر وہ رضامند ہوگئے ۔ حجام بُلایا گیا ۔ حجامت بنوائی ۔ غسل کروایا ۔ ایک مولوی صاحب نے آپ کو کلمہ شریف اور صفت ایمان پڑھائے اور آپ کو داخلِ اسلام کیا ۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کلمہ شریف اور صفت ایمان آپ کو پہلے ہی سے آتے تھے ۔

اس وقت آپ کے دوست اور چند ایک اور مُسلمان بھی آموجود ہوئے ۔ آپ ان سے بغل گیر ہُوئے ۔ اور اِرشاد فرمایا کہ شکر ہے خُدا کا جس نے مُجھے مشرّف بہ اسلام کیا ۔ آپ کا اِسم مُبارک محمدؐ دیوانؒ رکھا گیا اس وقت عُمر شریف تیرہ ۱۳ سال کی تھی ۔

آپ کے اِسلام لانے کا چرچا سارے شہر میں ہوگیا ۔ جابجا چہ میگوئیاں ہونے لگیں ۔ کوئی کُچھ کہتا اور کوئی کُچھ ۔ اہلِ ہنود کو اِس واقعہ کی بہت تکلیف ہُوئی ۔ بعض کہتے کہ وہ تو پہلے ہی سے مسلمان تھا' یہ کونسی نئی بات ہے ۔ غرضیکہ طرح طرح کی باتیں بناتے ۔ اُنھوں نے اپنا غُصّہ فرو کرنے کے واسطے آپ کے چچا صاحب کو مجبور کردیا کہ وہ ذیلدار صاحب کے خلاف مقدمہ دائر کریں ۔ کہ اُنھوں نے میرے نابالغ بھتیجے کو ورغلا کر مُسلمان بنالیا ہے ۔ سرکار غریب نوازؒ کو عدالت میں طلب کیا گیا ۔ آپ نے بیان دیا کہ مجھے کسی نے نہیں ورغلایا میں اپنی خوشی سے مشرّف بہ اِسلام ہُوا ہوں ۔ اِس پر مُقدمہ خارج ہوگیا ۔

اِسلام لاتے ہی آپ نے باقاعدہ پانچ وقت مسجد میں جانا شروع کردیا نماز آپ کو پہلے ہی سے آتی تھی ۔ نمازیں باجماعت ادا کرتے ۔ قرآن شریف حافظ غلام احمدؒ صاحب سے پڑھنا شروع کردیا ۔ اور بہت جلد ختم کرلیا ۔

قرآن شریف ختم کرنے پر ایک رہائشی مکان اُن کی نذر کیا ۔ مگر اس کے باوجود اُن کی اِس مہربانی کا احسان تمام عُمر فراموش نہ کیا ۔ سب جانتے

ہیں کہ آپ جناب حافظ صاحب کا کس قدر ادب کرتے رہے۔ قدموں کو ہاتھ لگاتے، روپیہ، کپڑے اور دیگر چیزیں دیتے۔ کئی بھینسیں بھی ان کی خدمت میں پیش کیں۔ غرضیکہ تمام عُمر ادب و اِحترام سے ان کی خاطر و مدارات فرماتے رہے۔

ایک دفعہ آپ ایک گاؤں میں ختنہ کی تقریب پر گئے ہوئے تھے۔ لڑکا بہت رو رہا تھا۔ آپ نے لڑکے کو مخاطب کر کے فرمایا کہ رونے کی کونسی بات ہے۔ میں نے اپنا ختنہ غسل خانہ میں جاکر خود ہی کرلیا تھا۔

اِسلام لانے کے بعد وہ حویلی جس میں آپ کے والدین رہتے تھے آپ نے ذیلدار صاحب کو اس شکرانہ میں دے دی کہ اُنھوں نے آپ کو اِسلام لانے میں مدد دی تھی۔ اِس کے علاوہ دو اور حویلیاں تھیں۔ ایک حافظ غلام احمدؒ صاحب کو (جیساکہ پہلے ذکر آچکا ہے) اور دُوسری کِسی اور کو دے دی۔ جو سامان رشتہ داروں کی دستبرُد سے بچا تھا، اُسے بھی لوگوں میں تقسیم کردیا۔ قرضہ کے کاغذات جلادیے، رہن زمینیں چھوڑ دیں۔ غرضیکہ کوئی شے بھی اپنی مِلکیت میں نہ رہنے دی۔ ؎

یہ عشقِ لایموت کا پہلا ظہور تھا
برقِ جمالِ یار سے ہر رخت جل گیا

آپ ذیلدار صاحب کے دیوان خانہ میں تین سال رہے۔ کچھ عرصہ آپ کا یہ معمول رہا کہ دِن بھر کوٹھڑی میں بند رہتے اور باہر تالا لگا رہتا۔ رات کو تالا کھول دیا جاتا۔ آپ باہر تشریف لے جاتے اور صبح سویرے لوگوں کی بیداری سے قبل پھر واپس آجاتے۔ اس کے بعد آپ نے دیوان خانہ بھی چھوڑ دیا، اور ذیلدار صاحب کے ایک چاہ پر کُٹیا بنالی۔ ذیلدار صاحب نے اشیائے خوردنی

گڑ۔ آٹا۔ تیل۔ گھی وغیرہ وہاں بھیج دیں۔ تاکہ کچھ دِن گزر اوقات ہوسکے۔ آپ نے سب ایک ہی روز پکاکر لوگوں کو کھِلا دیں۔ جب ذیلدار صاحب کو یہ معلوم ہُوا تو اُنھوں نے دوبارہ سامانِ خورد و نوش بھیج دیا۔ آپ نے پھر ایسا ہی کیا۔ اس پر ذیلدار صاحب کو رنج ہُوا اور بہت سرد مہری سے پیش آئے، سرکار غریب نوازؒ نے اِرشاد فرمایا' میں نے کب کہا ہے کہ آپ مجھے کچھ بھیجا کریں مُجھے میرے حال پر چھوڑ دیں' میرا اللہ مالک ہے۔ یہ سُن کر ذیلدار صاحب رنجیدہ خاطر ہُوئے اور رسد بھیجنا بند کردیا۔ اب آپ کا گزارہ توکّل پر ہوگیا' جب روٹی ملی کھالی۔

کچھ عرصہ آپ چاہ ذیلدار صاحب پر مقیم رہے۔ پھر اس جگہ کو بھی چھوڑ دیا۔ اِس کے بعد کچھ عرصہ ہوشیارپور شریف کی سڑک کے پُل پر بالمقابل اِسلامیہ ہائی سکول تشریف فرما رہے۔ اِس کے بعد کہیں مستقل قیام نہ کیا۔ بقول کسے ؎

آوارگانِ شوق کو منزل کی کیا خبر

جہاں دِل چاہتا' رات بسر کرتے۔ عشقِ الٰہی کی لہر یُوں موجزن ہُوئی کہ آپ کو کُچھ سُدھ بُدھ نہ رہی۔ سر برہنہ و پا برہنہ۔ ایک لمبا چولا و لنگوٹ پہنے محبوبِ حقیقی کے عشق میں سرشار، دُنیا و مافیہا سے بے خبر۔ سر تا پا سوز بن کر، جنگلوں اور ویرانوں میں پھرتے رہے۔ انہی ایام میں آپ نے بابا شاہ قطب صاحبؒ کے مزار شریف واقع موضع اُچی بستی (نزد دسُوہہ) پر جانا شروع فرما دیا۔ ابتدا میں ہر روز کا معمول تھا، بعد ازاں صرف جمعرات کے دِن جاتے۔ کبھی کبھی آپ وہیں ٹھہر جاتے۔ اُچی بستی میں ایک گُجری کے ہاں اولاد نہ تھی۔ اُس نے خدمتِ اقدس میں عرض کی، آپ کی دُعا سے اللہ پاک نے اس کو دو لڑکے عطا فرمائے اُس وقت عُمر شریف سولہ سترہ سال کی ہوگی۔

مکیریاں میں آمد و رفت

مکیریاں میں ایک بزرگوار مائی صاحبہ المعروف مائی بھاگن شاہؒ[1] تھیں۔ اُن کی خدمت میں آپ جایا کرتے تھے۔ وہ آپ کو بہت پیار کرتیں۔ اُن کی طبیعت مستانہ تھی۔ ایک دفعہ جب آپ حاضر ہُوئے تو مائی صاحبہ نے فرمایا کہ میرے بچّے کو بُھوک لگی ہُوئی ہے۔ آٹا گُوندھا رکھّا تھا۔ اُنھوں نے ریت کا خُشکہ لگا کر روٹی پکائی اور تھوڑا سا ٹکڑا سرکار غریب نوازؒ کو کھانے کے واسطے دیا، جب وہ ٹکڑا کھایا، تو معلوم ہُوا کہ اس میں ریت کا نشان بھی نہیں، اور بے حد لذیذ پایا۔ وہیں ایک پُرانے گھڑے سے ایک پیالہ پانی کا بھی عنایت فرمایا۔ سرکار غریب نوازؒ فرماتے تھے کہ وہ پانی بھی نہایت خوش ذائقہ تھا۔

ایک دفعہ مائی صاحبہؒ کے پاس ایک تربوز رکھّا ہُوا تھا۔ تھوڑا سا گُودا سرکار غریب نوازؒ کو کھانے کے واسطے دیا۔ اور باقی تمام سرکار غریب نوازؒ کے مُنھ اور سر پر مل دیا۔ کہ "مَیں اپنے بچّے کو تیل چڑھا دوں"۔

سرکار غریب نوازؒ نے ایک اور حکایت بھی بیان فرمائی:

آپ مائی صاحبہؒ کے سلام کے واسطے جارہے تھے کہ راستہ میں ایک شخص نے آکر عرض کی یا حضرت میری بیوی جس سے مُجھے بہت محبّت تھی، فوت ہوگئی ہے، دُعا فرمائیں کہ وہ زندہ ہوجائے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ کیسے ہوسکتا

---

[1] مائی صاحبہ غایت سیاہ فام تھیں۔ جب آپ کی شادی ہوئی تو واپسی پر برات مکیریاں میں آرام کرنے کے واسطے ٹھہری۔ دُولھا نے اچانک آپ کو دیکھ لیا۔ وہ اس قدر برگشتہ ہُوا کہ آپ کو وہیں چھوڑ کر گھر چلا گیا۔ اِس حادثہ کی آپ کے دِل پر ایسی چوٹ لگی کہ آپ نے واپس میکے جانے سے اِنکار کردیا دِل دُنیا سے مُتنفّر ہوگیا اور عشقِ الٰہی سے سرشار ہوگیا۔ عُمر بھر وہیں قیام فرما رہیں۔ آخر مزارِ شریف بھی وہیں بنا۔ سرکار غریب نوازؒ فرمایا کرتے تھے کہ وہ اپنے زمانہ کی ابدال تھیں۔

ہے۔ بہت سمجھایا۔ مگر اُس نے ساتھ نہ چھوڑا۔ اور دربار حضرت مائی صاحبہؒ تک پہنچ گیا۔ اُس کو آتے دیکھ کر مائی صاحبہؒ نے گالیاں دینی شروع کر دیں۔ کہ تُو میرے ماں باپ زندہ کردے۔ یہ کیا سَودا دِماغ میں لے کر آیا ہے۔ آخر سب کو مَوت کا مزہ چکھنا ہے۔ یہ سُن کر وہ واپس چلا گیا۔

تلاشِ مُرشد

گر در سرت ہَوائے وصال است حافظا
باید کہ خاکِ درگہِ اھلِ بصر شوی

اے حافظ اگر تیرے سر میں وصال کی آرزو ہے تو اہلِ نظر کی درگاہ کی خاک بن جا۔

دسُوہہ میں بابا حُسین شاہ صاحبؒ کے ہاں بھی آپ اکثر جایا کرتے تھے یہ بزرگ مستانہ طبیعت رکھتے تھے اور پیری مُریدی بھی کرتے تھے۔ پہلے آپ نے ان کی خدمت میں غلامی کی درخواست کی لیکن آپ نے فرمایا کہ آپ کا حصّہ میرے ہاں نہیں۔ اور بھی بہت سی جگہ بزرگوں کی خدمت میں گئے۔ لیکن جواب اِسی قسم کا مِلا۔ ہوشیار پور شریف کے ایک مشہور بزرگ نے اِرشاد فرمایا کہ جو مقام آپ کو اس وقت نصیب ہے۔ شاید مجھے کبھی بھی نصیب نہ ہو۔ میں آپ کو کیسے بیعت کرسکتا ہوں۔

ایک روز مائی بھاگن شاہ صاحبہؒ کے پاس تشریف لے گئے۔ طبیعت مُتفکر تھی۔ اِن دِنوں ہر وقت پیرِ کامل کی جُستجو دِل میں رہتی تھی۔ مائی صاحبہؒ نے آپ کو مُتفکر دیکھ کر فرمایا کہ میرے بھائی حافظ کرم بخش صاحبؒ

ہوشیار پور میں فلاں جگہ رہتے ہیں۔ کوئی فکر نہ کرو، اُن کے مُرید ہوجاؤ۔" میرا بھائی بڑا شیر ہے۔" سرکار غریب نوازؒ وہاں تشریف لے گئے۔ آپ فرماتے تھے کہ دیکھتے ہی مجھے یقین ہوگیا کہ یہی میرے صاحب ہیں، جن کی مُدت سے تلاش تھی۔ مُرید ہونے کے واسطے عرض کی، مگر قبول نہ ہُوئی۔ سرکار غریب نوازؒ واپس کیریاں آئے اور سب ماجرا بیان کیا۔ مائی صاحبہؒ نے فرمایا کہ میں خط لکھنا بُھول گئی، اب دوبارہ جاؤ۔ چنانچہ سرکار غریب نوازؒ پھر ہوشیار پور شریف حاضر ہُوئے۔ اس دفعہ حضرت خواجہ حافظ[ا] صاحبؒ نے غلامی میں منظور فرما لیا۔

سرکار غریب نوازؒ فرماتے تھے کہ جب میں مُرید ہُوا مجھے سبزہ آغاز ہو رہا تھا۔ اس سے قیاس کیا جاتا ہے کہ اُس وقت آپ کی عُمر شریف غالباً سترہ یا اٹھارہ سال کی ہوگی۔

◎

ا حضرت خواجہ حافظ صاحبؒ کے مختصر حالات کتاب کے اختتام پر درج ہیں۔

شجرۂ طریقت

۱ حضور سرورِ کائنات فخرِ موجودات شفیع المذنبین رحمتہ للعالمین سید المرسلین رسولِ خُدا احمدِ مجتبیٰ محمدؐ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

۲ امام الاولیاء سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ

۳ حضرت خواجہ حسن بصریؒ

۴ حضرت خواجہ عبدالواحد بن زیدؒ

۵ حضرت خواجہ فضیل بن عیاضؒ

۶ حضرت خواجہ ابراہیم بن ادھم بلخیؒ

۷ حضرت خواجہ حذیفہ المرعشیؒ

۸ حضرت خواجہ ہبیرۃ البصریؒ

۹ حضرت خواجہ ممشاد علو دینوریؒ

۱۰ حضرت خواجہ ابو اِسحاق شامیؒ سالارِ چشتیاں

۱۱ حضرت خواجہ ابو احمدؒ چشتیؒ

۱۲ حضرت خواجہ ابو محمدؒ چشتیؒ

۱۳ حضرت خواجہ ابو یوسف ناصر الدین چشتیؒ

۱۴ حضرت خواجہ قطبُ الدین مودود چشتیؒ

۱۵ حضرت خواجہ حاجی شریف زندنیؒ

۱۶ حضرت خواجہ عُثمان ہارُونیؒ

١٧ حضرت خواجۂ خواجگان نائب الرسول حضرت خواجہ غریب نواز معینُ الدین چشتی اجمیریؒ

١٨ حضرت خواجہ قطبُ الدین بختیار کاکیؒ

١٩ حضرت خواجہ فریدُالدین مسعود گنج شکرؒ

٢٠ حضرت خواجہ مخدوم علی احمدؒ علاؤالدین صابرؒ

٢١ حضرت خواجہ شمسُ الدین ترک پانی پتیؒ

٢٢ حضرت خواجہ جلالُ الدین کبیرالاولیاءؒ

٢٣ حضرت خواجہ عبدالحق صابر ثانیؒ

٢٤ حضرت خواجہ احمدؒ عارف صاحبؒ

٢٥ حضرت خواجہ محمدؒ صاحبؒ

٢٦ حضرت خواجہ شاہ عبدالقدوس گنگوھیؒ

٢٧ حضرت خواجہ جلال الدین صاحبؒ

٢٨ حضرت خواجہ نظام الدین بلخیؒ

٢٩ حضرت خواجہ ابوسعید گنگوھیؒ

٣٠ حضرت خواجہ محمدؒ صادق صاحبؒ

٣١ حضرت خواجہ داؤد گنگوھیؒ

٣٢ حضرت خواجہ عبدالقادر سنوریؒ

٣٣ حضرت خواجہ ابوالفتح سنوریؒ

٣٤ حضرت خواجہ محمدؒ یوسف سرہندیؒ

٣٥ حضرت خواجہ محمدؒ افضل صاحبؒ

٣٦ حضرت خواجہ یار محمدؒ صاحبؒ

۳۷ حضرت خواجہ جلال الدین صاحبؒ

۳۸ حضرت خواجہ امیر شاہ صاحبؒ

۳۹ حضرت خواجہ حافظ کرم بخش صاحبؒ

۴۰ سرکار غریب نواز حضرت خواجہ محمدؐ دیوان صابریؒ

شجرہ طریقت منظوم

بگردابِ بلا افتاد کشتی غریب و ناتواں راچوں تو پشتی
بحقِ حضرت عُثمان ہارُونیؒ مدد کُن یا مُعینُ الدین چشتیؒ

اوّل حمد خُداوند عالی جیں در سبھ مخلوق سوالی
اللہ رازق، کُل مرزوق اوہ خالق ہر شے مخلوق
میرے عمل سبھی بے کار
چشتی پیر کرم کر، تار

لکھ لکھ نعت نبی سروّر نوں آل اصحاباں پاک بیئیر نوں
واہ وا پاک محمدؐ پیارا دِین دُنی وِچ تارن ہارا
علیؓ وصی توں میں بلہار
چشتی پیرؒ کرم کر تار

شیخ حسنؒ جاں مہر کماوے گمُ گیاں نوں راہ دِکھاوے
عبدالواحدؒ پیر گرامی جس دے در پر خلق سلامی
برکت شیخ فضیلؒ کبار
چشتی پیر کرم کر تار

حضرت ابراہیمؒ پیارے دِتّے وحدت دے لشکارے
جدوں حذیفہؒ نظر اولارے معتقداں نوں نظروں تارے

پیر ہبیرہؒ واہ سرکار
چشتی پیر کرم کر تار

حضرت شاہ ممشادؒ دینوری جس نوں خاص حضوری پوری
حضرت خواجہ ابو اِسحاقؒ رمزِ معانی اندر طاق

خواجہ ابو احمدؒ سرکار
چشتی پیر کرم کر تار

خواجہ ابو محمدؒ چشتی پار کرو عاجز دی کشتی
ابو یوسف ناصر الدینؒ پیارا چشتیاں اندر روشن تارا

خواجہ قطبُ الدینؒ شمار
چشتی پیر کرم کر تار

حضرت خواجہ شیخ شریفؒ رات دِنے وچ ذکر لطیف
ہارونی خواجہ عُثمانؒ پاک منزّہ جس دی شان

وِچ اجمیر بڑی سرکار
چشتی پیر کرم کر تار

خواجہ پیر مُعینُ الدینؒ بے تسکیناں دی تسکین
وِچ اجمیر شریف سلامی رُوئے زمین دی خلق تمامی

کریں پُکار تیرے دربار
چشتی پیر کرم کر تار

خواجہ قطبُ الدّین بختیارؒ عشقِ الٰہی میں سرشار
گنج شکرؒ واہ پیر حقانی اندر قطباں قطب لاثانی
علی احمد صابرؒ سالار
چشتی پیر کرم کر تار

حضرت خواجہ شمسُ الدینؒ پانی پتی جلالُ الدینؒ
عبد الحقؒ مخدوم پیارا شاہ احمد عارفؒ پیرؒ دلارا
شیخ محمدؒ ہے سردار
چشتی پیر کرم کر تار

شاہ عبد القدوسؒ گنگوہی جس دی مُلکاں وِچ دھروئی
حضرت شیخ جلال الدینؒ رہبر پاک نظام الدینؒ
ابو سعیدؒ سعادت کار
چشتی پیر کرم کر تار

شیخ محمّد صادقؒ عالی پایا رُتبہ قُرب کمالی
شیخ داؤد گنگوھیؒ رہبر پیر سنوری عبد القادرؒ
ابو الفتحؒ توں تن من وار
چشتی پیر کرم کر تار

محمّد یوسفؒ پیر پیارے محمّد افضلؒ جی کے تارن ہارے
حضرت یار محمّدؒ پیر میری معاف کرو تقصیر
شیخ جلال الدینؒ نیکوکار
چشتی پیر کرم کر تار

حضرت امیر شاہؒ رہبر کامل ذکر اللہ وِچ ہر دم شاغل
حافظ کرم بخشؒ صاحبِ عرفان منبع فیض کرم دی کان
محمد دیوانؒ کے تارن ہار
چشتی پیر کرم کر تار

○

سرکار غریب نوازؒ عموماً یہ شجرہ شریف منجملہ دُوسرے شجروں کے مُریدوں کو پڑھنے کے واسطے دیتے رہے۔

○

سرکار غریب نوازؒ عموماً یہ شجرہ شریف منجملہ دُوسرے شجروں کے مُریدوں کو پڑھنے کے واسطے دیتے رہے۔

آدابِ شیخ

ادب تاجیست از لُطفِ الٰہی
بنہ بر سر برو ہرجا کہ خواہی

ادب اللہ تعالیٰ کی عنایت کا تاج ہے ،
اسے سر پر رکھ اور جہاں چاہے چلا جا۔

سرکار غریب نوازؒ فرماتے تھے کہ میں بارہ سال حضرت خواجہ حافظ صاحبؒ کی خدمت میں آتا جاتا رہا۔ جب جاتے' دوکان پر جو بھی کام ہوتا اس میں مشغول ہوجاتے۔ حضرت خواجہ حافظ صاحبؒ گنّا شوق سے چُوستے تھے۔ اِس موسم میں آپ گنّوں کا گٹھا سر پر اُٹھا کر دسوہہ شریف سے پَیدل ہوشیارپور شریف جاتے۔ ادب کا یہ عالم تھا کہ عُمر بھر آنکھ اُٹھاکر چہرۂ مُبارک نہ دیکھا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت میاں فخرالدّین صاحبؒ (حضرت خواجہ حافظ صاحبؒ کے بڑے صاحبزادے) مع اپنے ایک صاحبزادہ کے دربار تھلہ شریف میں آئے۔ کہنے لگے کہ سرکار صاحبزادہ کی شکل حضرت خواجہ حافظ صاحب سے مِلتی ہے۔ ارشاد ہُوا کہ مجھے کُچھ معلوم نہیں۔ میں نے تو پاؤں مُبارک کی ہی زیارت کی ہے۔

سرزمین ہوشیار پور شریف میں سرکار غریب نوازؒ ہمیشہ پا برہنہ جاتے رہے اور ادب اس قدر ملحوظِ خاطر تھا کہ زمین پر کبھی لعابِ دہن تک نہ پھینکا حوائجِ ضروریہ کے لیے شہر کی حدود سے دُور باہر نکل جاتے۔ دیگر مقامات پر

بھی جہاں بزرگانِ سلسلہ کے مزارات ہیں، یہی ادب مدِ نظر رہا۔ عُمر بھر ہوشیارپور شریف کی طرف پاؤں دراز نہ کیے۔ جو لوگ ہوشیارپور شریف سے سلام کے واسطے آتے، آپ اُنکی بہت خاطر و مدارات فرماتے اور تحفہ تحائف۔ اور نذرانہ دے کر رُخصت فرماتے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ہوشیارپور شریف کے ایک مولوی صاحب دربار تھلہ شریف میں حاضرِ خدمت ہُوئے۔ آپ نے ان کو کئی روز ٹھہرایا اور بہت خاطر و مدارات فرمائی۔ رُوپیہ۔ کپڑے اور بہت سی چیزیں دیں۔ جب مولوی صاحب جانے کے واسطے تیار ہُوئے، تو آپ نے عاجزانہ لہجے میں اِرشاد فرمایا کہ مولوی جی دِل تو چاہتا ہے کہ ابھی اور قیام فرمائیں۔ مولوی صاحب نے بر افروختہ ہوکر کہا جانے دیجیے میں نے تو آگے ہی بہت دِن ضائع کردیے ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا اچھا آپ کی مرضی۔ میرا دِل تو یہی چاہتا ہے کہ ابھی آپ اور قیام فرمائیں۔

افسوس صد افسوس! کہاں وہ نورِ خُدا اور عاجزی کا یہ عالم۔ اور کہاں ایک کور باطن اِنسان اور یہ گُستاخانہ گفتگو۔

عُمر بھر صاحبزادگانِ شیخ کا بھی وہ ادب کیا کہ باید و شاید۔ جب تشریف لاتے، آپ کمال ادب سے پیش آتے۔ اور بہت خاطر و مدارات کرتے۔ کبھی اُن کی طرف پاؤں دراز نہ کرتے۔ نہ ہی قدموں کو ہاتھ لگانے دیتے۔ راہ چلتے وقت کبھی آگے نہ بڑھتے۔ ہر دفعہ نقدی اور طرح طرح کے تحفہ تحائف دے کر رُخصت فرماتے۔ مُریدوں کو بھی نذرانہ دینے کی عجیب انداز سے ہدایت فرماتے۔ اپنے پاس سے روپیہ دیتے کہ حضرت صاحب کو نذرانہ دے دو۔ سرکار غریب نوازؒ کا کمال ادب دیکھ کر مرید اکثر ترساں رہتے کہ ایسا نہ ہو

کوئی بات صاحبزادگان کے خلافِ مزاج یا خلافِ ادب ہوجائے۔ آپ نے عُمر بھر اُن کو شیخ ہی بنائے رکھا۔ اُن کے باہمی تنازعوں میں دخل دینا یا اُن کو نصیحت کرنا خلافِ ادب گردانا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سرکار غریب نوازؒ حضرت میاں دولت علی صاحبؒ (حضرت خواجہ حافظ صاحبؒ کے چھوٹے صاحبزادے) کو وداع کرنے لگے۔ بھائی محمد علی ملنگ اُن کے بچّے کو کندھوں پر اُٹھائے ہُوئے تھا۔ حضرت میاں صاحبؒ کو سلام کرنے کے بعد آپ نے بچّہ کی طرف رجوع فرمایا اور بُوٹ جو وہ پہنے ہُوئے تھا، اس کو چُوم لیا۔

سرکار غریب نوازؒ نے حضرت خواجہ حافظ صاحبؒ سے کبھی بِن بلائے بات چیت نہ کی۔اور نہ ہی بظاہر کِسی قسم کی عرض معروض کی۔ حضرت خواجہ حافظ صاحبؒ کے مرض الوصال کے ایّام میں سرکار غریب نوازؒ تھلہ شریف میں تھے۔ حضرت خواجہ حافظ صاحبؒ نے آپ کو تین بار پُکارا۔ اور آپ آموجود ہُوئے۔ دِن رات جاگتے رہے اور تیمار داری میں ہمہ تن مصروف رہے۔ جب وقت وصال شریف آیا تو آپ آبدیدہ ہوگئے۔ حضرت خواجہ حافظ صاحبؒ نے اِرشاد فرمایا کہ کیوں روتے ہو، کیا کُچھ کمی باقی ہے۔ دُنیا کے قطب تمھیں سلام کریں گے۔ آپ خاموش رہے اور کُچھ عرض نہ کی۔

○

عشقِ مجازی

گر عشقِ حقیقی است وگر عشقِ مجاز است
مقصود ازیں ہر دو مرا سوز و گداز است

اگر عشق حقیقی ہے اور اگر عشق مجازی ہے
ان دونوں سے مجھے مُراد سوز و گداز ہے۔

دسوہہ کی ایک مائی امام بی بی کے ہاں غوثِ اعظم رحمۃُ اللہ علیہ کا ختم شریف تھا۔ اُس نے سرکار غریب نوازؒ کو ختم شریف پر مدعو کیا۔ اور آپ وہاں تشریف لے گئے۔ وہاں دسُوہہ کے ایک سوداگر شیخ نور ماھی کا اکلوتا بیٹا مُحمّدحسین بھی آیا ہُوا تھا۔ لڑکا بہت صاحبِ جمال تھا۔ اس کو دیکھتے ہی آپ کو اس سے محبت ہوگئی۔ دعوت سے فارغ ہو کر آپ موضع کاٹھاں بر دوکان سائیں رحمت علی رنگریز چلے گئے۔ رات بھر نیند نہ آئی۔ دِن چڑھے آپ شیخ نُور ماھی کے ہاں تشریف لے گئے۔ وہاں جاکر معلوم ہُوا کہ محمدحسین قرآن پاک حفظ کرنے حافظ اللہ دِتہ کے پاس گیا ہُوا ہے۔ آپ وہاں سے حافظ اللہ دِتہ کے پاس چلے گئے۔ جب تک محمّدحسین وہاں رہا، آپ وہیں تشریف فرما رہے۔ اس کے بعد آپ کا یہ وطیرہ ہوگیا کہ آپ ہر روز اس درس گاہ میں چلے جاتے اور کھڑے کھڑے محمدحسین کو دیکھتے رہتے۔ جب محمّدحسین پڑھنے سے فارغ ہوجاتا تو اس سے بات چیت بھی کرتے۔ اسی طرح کُچھ عرصہ گزر گیا۔ محمّدحسین کے والد شیخ نُور ماھی کو آپ کی اور محمّدحسین کی محبّت کا حال معلوم ہوگیا۔ شیخ صاحب امیر آدمی تھے۔ سرکار غریب نوازؒ کو اپنے گھر لے گئے۔

اور رہائش کے واسطے وہیں ایک کمرہ دے دیا۔ آپ تمام دِن محمدؐ حسین کی خاطر تواضع میں مصروف رہتے۔ کوئی کام اس کی مرضی کے بغیر نہ کرتے اور تمام دِن اس سے جُدا نہ ہوتے۔ رات کو آپ باہر تشریف لے جاتے۔ رفتہ رفتہ محمد حسین اور سرکار غریب نوازؒ کی محبت کا تمام شہر میں چرچا ہوگیا۔ لوگوں نے شیخ نُور ماھی سے کہنا شروع کردیا کہ اس محبت کا نتیجہ اچھا نہ ہوگا۔ تم دُنیا دار ہو۔ تمھارا ایک ہی لڑکا ہے، اگر وہ فقیر ہوگیا توتم کیا کروگے۔ اس وجہ سے شیخ صاحب نے آپ سے بے التفاتی شروع کردی۔ اور اکثر بے اِعتنائی سے پیش آنے لگے۔

محمدؐ حسین کی نسبت دریا پار موضع جلال آباد ضلع امرتسر میں ہوئی۔ بیاہ کی تاریخ مقرّر ہوگئی۔ سرکار غریب نوازؒ نے بھی برات کے ہمراہ جانے کا خیال ظاہر فرمایا۔ لیکن شیخ صاحب کو یہ پسند نہ آیا۔ شادی کے روز حسب معمول جب سرکار غریب نوازؒ باہر سے تشریف لائے تو دیکھا کہ برات جاچکی تھی۔ آپ کو سخت صدمہ ہُوا۔ جس کمرے میں آپ رہا کرتے تھے اس کی زنجیر تھامے زار زار روتے رہے۔ محمدؐ حسین کو راستہ میں شِدّت سے بخار ہوگیا اور دریا پر پہنچتے پہنچتے تمام جسم پر آبلے نکل آئے۔ اس کی خراب حالت دیکھ کر برات واپس آگئی۔ دسوہہ واپس آکر علاج معالجہ میں مصروف ہوگئے۔ لیکن کُچھ افاقہ نہ ہُوا بلکہ "مرض بڑھتا گیا جُوں جُوں دوا کی"

سرکارعزیب نوازؒ نے بھی معالجہ میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ شیخ نُور ماہی کے رشتہ دار ہوشیارپور سے حضرت خواجہ حافظ صاحبؒ کو بھی لائے۔ آپ نے اِرشادفرمایا کہ اب کُچھ نہیں ہوسکتا۔ خُدا ناراض ہوگیا ہے۔ چند دن کے بعد محمدؐ حسین راھیٔ ملکِ عدم ہوا۔ سرکار عزیب نوازؒ روتے ہوئے ان کے گھر سے چلے آتے اور پھر کبھی ان کے گھر کا دروازہ نہ دیکھا۔ یہ واقعہ تھلہ شریف کا دربار بنانے سے پہلے کا ہے۔

مُختلف مشاغل

مُرید ہونے کے بعد آپ نے کئی ایک مشاغل بھی اختیار کیے۔ ذہانت کا یہ عالم تھا کہ جو کام آپ دیکھ لیتے اس کو نہایت خُوبی کے ساتھ سر انجام دے سکتے۔ بلا اُجرت کنوئیں اُتارنا، جلد باندھنا، نیچہ باندھنا، گڑ بنانا، آتش بازی بنانا، ڈھول بجانا، گدھوں کو گڑ کھلانا، ڈھولک کے ساتھ گانا وغیرہ۔ وقتاً فوقتاً آپ کے مشغلے رہے۔

ایک دفعہ کنواں اُتارتے وقت آپ نے اُوپر سے کنوئیں میں چھلانگ لگائی۔ پاؤں مُبارک کوئی چیز لگنے سے زخمی ہوگیا۔ اِس کے بعد آپ نے یہ کام چھوڑ دیا۔

ایک دفعہ بارود کا گولہ چلانے لگے تو گولہ ہاتھ میں پھٹ گیا۔ ہاتھ بُری طرح زخمی ہُوا اور چہرۂ مُبارک جُھلس گیا۔ آپ نے آتش بازی بنانا چھوڑ دیا۔ گدھے کو گڑ کھلانے لگے تو اُس نے ہاتھ کاٹ لیا۔ لہٰذا آپ نے یہ بھی چھوڑ دیا۔

ڈھولک کے ساتھ گانا کُچھ مُدت آپ کا مشغلہ رہا۔ علمِ موسیقی سے آپ پُورے واقف تھے۔ اور مزامیر کے بھی ماہر تھے۔ اچھے اچھے گویّے آپ کے مُرید تھے۔ اور راگ میں آپ سے سبق حاصل کرتے تھے۔ آپ کی آواز نہایت شیریں، دِل کش اور بلند تھی۔ اِس پر عشقِ الٰہی میں سرشاری سونے پر سہاگہ تھی۔ رات کو جہاں تشریف فرما ہوتے اکثر گانا ہوتا رہتا۔ کبھی کبھی تمام رات گانے میں ہی گزر جاتی۔ تھلہ شریف کے بھائی عبد الغنی، عبد الحکیم اور گاما بھی آپ کے ساتھ گاتے۔

تھلہ شریف میں آمد و رفت

؎ مجنوں صفتم در بدر خانہ بہ خانہ
شاید کہ بہ بینم رُخِ لیلےٰ بہ بہانہ

مجنوں کی طرح در بدر اور گھر گھر پھرتا ہوں۔
شاید کہ اسی بہانہ سے لیلے کا چہرہ دیکھ سکوں۔

جیسا کہ پہلے ذکر آچکا ہے آپ مدّت سے بے خانماں ہوچکے تھے۔ دِن کہیں، رات کہیں۔ جہاں دِل آیا وقت گزار لیا۔ سوائے خُدا کے اور کوئی آسرا نہ رکھا تھا۔ زندگی کا دار و مدار عین توکل پر تھا۔

ایک روز آپ تھلہ شریف سے گزر رہے تھے، وہاں ایک موضع بلگن کا رہنے والا "حاکو" نامی ہندو جاٹ دوکان کرتا تھا۔ اڑھائی سو گھماؤں زمین کا مالک تھا۔ گانے بجانے کا بہت شوق رکھتا تھا۔ مزامیر خود تیار کرتا، فروخت کرتا۔ فقیروں کا مُعتقد اور فقیر منش تھا۔ اس نے آپ کو پہچان لیا گرمی کا موسم اور دوپہر کا وقت تھا۔ عرض کی کہ جناب کُچھ دیر یہاں آرام کریں، اور "لسی پانی" نوش فرمائیں۔ آپ نے منظور فرمالیا۔ اِس کے بعد آپ کا حاکو کی دوکان پر آنا جانا ہوگیا۔ اہالیانِ تھلہ شریف اور حاکو جاٹ، آپ سے بہت محبت کرنے لگے۔ جوں جوں محبت بڑھی آپ کی آمد و رفت بھی بڑھتی گئی۔ بھائی پیراں دِتہ تھلوی شام کو کاروبار سے فراغت پا کر آپ کو اکثر ڈھونڈ لاتا اور رات کو حاکو کی دوکان پر دیر تک گانے کا شغل رہتا۔ اس کے بعد کبھی کبھی آپ وہیں لیٹ جاتے۔ لیکن اکثر باہر نِکل جاتے۔

ایک روز حاکو جاٹ نے عرض کیا کہ اگر آپ قبول فرمائیں تو میں تین چار گھماؤں زمین آپ کے نام منتقل کرادوں ۔ نیز یہ کہ اس پر مکان بھی تعمیر کرادوں گا ۔ لیکن آپ نے یہ پیش کش منظور نہ فرمائی ۔ اس نے بہت اصرار کیا ۔ پھر بھی آپ رضامند نہ ہوئے ۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ بوقتِ شام سرکار غریب نوازؒ حاکو جاٹ کی دوکان پر رونق افروز تھے کہ حضرت خواجہ حافظ صاحبؒ بھی تشریف لے آئے ۔ رات کو آپؒ نے ارشاد فرمایا محمد دیوان سُنا ہے تم گایا بھی کرتے ہو؛ ہمیں بھی سُناؤ ۔ چنانچہ آپ نے یہ نظم شروع فرمائی :-

تینوں کتھے بِلاں دلدارا — کوئی دس مِلن دا چارا
عزازیل لُٹی میری ہٹی وے — گئی بیخ جھانوں پُٹی وے

ہویا صاف حساب ہمارا
تینوں کتھے بِلاں دلدارا

آدھی رات تک گانا ہوتا رہا ۔ بعد ازاں آرام فرمانے لگے ۔ جب صبح بیدار ہوئے تو دیکھا کہ حضرت خواجہ حافظ صاحبؒ تشریف لے جا چکے تھے ۔ سرکار غریب نوازؒ فوراً ہوشیار پور شریف روانہ ہوئے ۔ بھائی پیراں دتہ بھی ساتھ ہو لیا ۔ وہاں جاکر نہایت عاجزی سے معافی کے طلب گار ہوئے کہ حضور ہم سے کیا خطا ہوئی جو چپکے سے تشریف لے آئے ۔ حضرت خواجہ حافظ صاحبؒ خوش ہوئے اور تشفی فرمائی ۔

○

خانقاہوں کی تعمیر

ایک دفعہ حضرت خواجہ حافظ صاحبؒ پھر تھلہ شریف آئے۔ سرکار غریب نواز کو ساتھ لے کر وہاں پہنچے، جہاں اب دربار شریف ہے۔ آپ نے اِرشاد فرمایا کہ یہاں جھونپڑی بنالو۔ آپ نے ایسا ہی کیا۔ یہ جگہ جس کا رقبہ قریباً چھ گھماؤں تھا، شاملاتِ دیہہ میں سے تھی۔ تھلہ شریف کے زمینداروں نے سرکار غریب نوازؒ کے نام کرادی۔ اب آپ نے دربار شریف میں رہائش اِختیار کی۔ کھانا گاؤں سے آتا۔

پہلے سائیں بابا رستم علی شاہؒ، پھر بابا امام دین شاہؒ اور بھائی کاکے شاہؒ ملنگ بن کر آئے۔ کھانا دربار شریف میں پکنے لگا۔ ملنگوں نے بڑی محنت سے آموں کا باغ لگایا۔ کچھ عرصہ بعد بٹالہ کے ایک کھتری نے کنواں لگوایا اور غسل خانے تعمیر کروائے۔ آپ نے مسجد کی بنیاد بھی رکھی۔ لیکن تعمیر سے پہلے ہی وصال فرمایا۔

دربار شریف کی تعمیر کے بعد بھی آپ یہاں قیام پذیر نہ ہوئے، بلکہ تمام عُمر اِدھر اُدھر آتے جاتے رہے۔ پہلے پہل اکیلے، پھر جب ملنگ تعداد میں بڑھ گئے، تو تین چار ملنگ ہمیشہ ساتھ رہتے۔

منصور پُور شریف اور جگت پُور شریف میں بھی خانقاہیں بنوائیں۔ باغ لگائے اور مسافروں کی خدمت کے واسطے ملنگ تعین فرمائے۔

سکرالہ شریف میں بابا علی بخش صاحبؒ بڑے بلند مرتبہ، صاحبِ کرامت مست درویش ہوئے ہیں۔ آپ ضلع سہارن پُور کے رہنے والے

تھے ۔ مدتوں یہیں قیام فرما رہے ۔ یہیں وصال فرمایا اور یہیں مدفن مُبارک ہُوا۔ سرکار غریب نوازؒ نے اُن کا مزارِ پاک تعمیر کروایا اور مُسافروں کے واسطے چند پختہ اینٹ کے کمرے بھی تیار کروا دیے ۔ اور ایک ملنگ کو برائے خدمت مقرّر فرمایا ۔

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ خانقاہوں میں لنگر جاری تھے ۔ مسافر کثرت سے آتے جاتے تھے ۔ مست اور مجذوب فقیر بھی اکثر قیام پذیر رہتے ۔

○

حلقۂ اِرادت

ما جامِ جہاں نمائی ذاتیم
ما ہادیٔ عالمِ صفاتیم

کو مردہ بیا کہ رُوح بخشیم
کو تشنہ در آ کہ ما فراتیم

ہم ذاتِ پاک کے جامِ جہاں نما ہیں ۔ ہم
عالمِ صفات کے ہادی ہیں ۔
کہاں ہے مُردہ ' اسے لاؤ کر ہم اسے رُوح
بخشیں ۔ کہاں ہے پیاسا، اندر آجاؤ کہ ہم
دریائے فرات ہیں ۔

غالباً تیئیس چوبیس سال کی عُمر میں آپ کو خلافت عطا ہُوئی ۔ آپ کے پیر و مُرشد حضرت خواجہ حافظ صاحبؒ نے پہلے بھائی پیراں دِتّہ تھلوی کو اور پھر سائیں بابا رستم علی شاہؒ کو سرکار غریب نوازؒ کا مُرید کروایا ۔ مُرید ہوتے ہی سائیں صاحب ملنگ بن کر دربار تھلہ شریف چلے آئے ۔

سرکار غریب نوازؒ کے مُریدوں کی تعداد زیادہ سے زیادہ ایک ہزار ہوگی ۔ شروع زمانے میں آپ نے بہت کم لوگوں کو شرفِ بیعت بخشا ۔ عرض بمشکل منظور فرماتے ۔ بہتوں کو تو برسوں اِنتظار کے بعد شرفِ بیعت نصیب ہُوا ۔ زیادہ تر مُرید آخر کے دس سالوں میں کیے ۔ اس زمانہ میں تو شاید ہی کوئی نامراد پھرا ہو ۔ جب کوئی مُرید ہونے کی درخواست کرتا، تو

آپ اکثر یہ فرماتے کہ بابا میں بہت گنہگار ہوں۔ مجھ میں ہزاروں عیب ہیں میرے کوڑھ آپ نہیں جانتے۔ کوئی نیک آدمی تلاش کرلو۔ میں اِس قابل نہیں۔ کسی کو آپ یہ فرمادیتے: تم ابھی اپنا اعتقاد پختہ کرو۔ کسی کو یہ فرماتے کہ اب سوچ لو' پھر نہ کہنا کہ میں کہاں پھنس گیا۔ کسی کو یہ فرماتے کہ اگر بعد کو چھوڑ جانا ہے تو اب مُرید نہ بنو۔ وغیرہ وغیرہ۔ بہرحال لوگوں کو یہ دولت بآسانی نصیب نہ ہوتی۔

جو لوگ آپ سے بطور امتحان ملنے آتے، آپ اُن کی مطلق پروا نہ کرتے اور وہ دوبارہ کبھی نہ آتے۔ جو آدمی پہلے کہیں مُرید ہوچکا ہو، اس کو مُرید نہ فرماتے۔ مُرید کرنے سے پیشتر ہمیشہ دریافت فرماتے کہ پہلے کہیں مُرید تو نہیں۔

ایک دفعہ اِرشاد فرمایا کہ جو شخص خُدا کی محبّت میں دیوانہ ہے وہ میرا مُرید ہے، چاہے وہ کہیں بھی مُرید ہو۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ آپ نے وصال شریف سے نو روز قبل حالتِ بیماری میں ایک شخص نور محمدؐ تھلوی کو شرفِ بیعت بخشا۔ پہلا اور آخری مُرید' دونوں تھلہ شریف کے ہی تھے۔

مُرید کرنے کے بعد چند ایک نصیحتیں بھی فرماتے۔ مثلاً نماز روزہ نہیں چھوڑنا۔ جھوٹ نہ بولنا۔ چغلی نہ کرنا۔ ماں باپ کی خدمت کرنا۔ حلال و حرام میں تمیز کرنا۔ وغیرہ۔ عموماً آپ وظیفہ بھی بتلاتے۔ جو طویل نہ ہوتا۔ چند منٹ کا ہی ہوتا۔ وظائف مُختلف ہوتے۔ یہ بھی فرمادیتے کہ کسی کو بتانا نہیں۔ وظیفہ، قبلہ رُو اور دو زانو بیٹھ کر پڑھنے کی تلقین فرماتے۔ کِسی کِسی مُرید کو ہر دو شنبہ (پیر) اور قمری ماہ کی ۱۳، ۱۴، اور ۱۵، کے روزے رکھنے کا بھی حکم دیتے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ نے بھائی فضل الدینؒ سے پُوچھا کہ کیا تو وظیفہ پڑھا کرتا ہے۔ اُنھوں نے عرض کی کہ سرکار وظیفہ لمبا ہے۔ سارا نہیں پڑھا جاتا۔ اِرشاد فرمایا کہاں لمبا ہے۔ اتنی بار یہ پڑھنا، اتنی بار یہ، اتنی بار یہ۔ غرضیکہ آپ نے سب کا سب دُہرا دیا۔ حالانکہ وظیفہ بتائے ہُوئے برسیں گزر چکی تھیں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت خواجہ حافظ صاحبؒ کے عُرس کے ایّام میں ایک مشہور پیر صاحب بھی تشریف لائے ہُوئے تھے۔ لوگوں کا انبوہِ کثیر دیکھ کر کہنے لگے کہ سرکار مُریدوں کا رجسٹر تیار کرلیں۔ آپ نے مُسکرا کر فرمایا بہت اچھا۔ یہ اِرشادِ مُبارک محض اُن کی خوشنودی کے واسطے تھا۔ ورنہ آپ کو اس سے کیا مطلب۔ ؎

فکر ہر کس بقدرِ ہمت اُوست

ہر شخص کی سوچ اس کی ہمت کے مُطابق ہے۔

○

خُلفاء

اِک ستارہ کتنی آنکھوں میں چمک پھیلا گیا
اِک چراغِ ضو فشاں سے جل اُٹھے کتنے چراغ

خلفاء کے اسمائے گرامی یہ ہیں :

۱۔ سُلطان العارفین حضرت خواجہ برکت علیؒ صاحبؒ [۱]
۲۔ سلطان العارفین حضور عالیجناب خواجہ فضل الدینؒ صاحبؒ [۲]
۳۔ سائیں بابا رستم علیؒ صاحبؒ [۳]
۴۔ حضرت میاں دولت علیؒ صاحبؒ [۴]
۵۔ سائیں ولایتی شاہ صاحبؒ

---

[۱] آپ اروپ شریف ضلع گوجرانوالہ کے رہنے والے تھے ۔ پیدائشی فقیر تھے ۔ بچپن ہی سے شوقِ عبادات اور مجاھدات تھا ۔ راتیں اکثر جنگل میں گزارتے ۔ زراعتی کالج لائل پور میں تکمیل تعلیم کی ۔ وہیں بطور ریسرچ اسسٹنٹ ملازم ہُوئے ۔ باوجودیکہ ملازمت کا سارا زمانہ بھی رنگا رنگ کی ریاضتوں میں گزرا ۔ پھر بھی آپ نے فرضِ منصبی کو اس خوش اسلوبی سے نباہا کہ سائنس کی دنیا میں آپ کا نام ہوگیا ۔

چند سال ملازمت کی ، پھر سب کچھ چھوڑ چھاڑ سرکار غریب نوازؒ کی بارگاہ میں پہنچ گئے ۔ قریباً بارہ سال آپ کی خدمت میں رہے ۔ آخر آپ کے حکم سے اروپ شریف میں قیام فرما ہوئے ۔ سینکڑوں کرامات ظہور میں آئیں ۔ یہیں وصال فرمایا اور یہیں روضۂ مُبارک بنا ۔ سرکار غریب نوازؒ آپ کو "بابوجی" کہہ کر مخاطب کیا کرتے تھے ۔

آپ کے والدِ بزرگوار حضرت میاں فیض علی صاحبؒ بھی بڑے صاحب کرامت مجذوب فقیر ہوئے ہیں ۔ اکیس برس کی عمر میں تارکُ الدنیا ہوگئے ۔ دریائے راوی کے کنارے گھومتے رہے ۔ ان کا مزار شریف لاہور شریف میں پیر مکی صاحبؒ کے دربار کے نزدیک ہے ۔ سرکار کنگ ایڈورڈ کے نام سے مشہور تھے ۔ [۲] صفحہ ۴۳

۶۔ سائیں لانے شاہ صاحبؒ۔
۷۔ سائیں عُمر دین صاحب شامیؒ۔
۸۔ سائیں حسین بخش صاحبؒ
۹۔ سائیں عُمر دین صاحب سیالکوٹیؒ
۱۰۔ پیر جمیل حسین شاہ صاحبؒ

○

سرکار غریب نوازؒ پیروں کی بہت قدر کرتے۔ فرماتے کہ یہ لوگ صحیح اسلام پیش کرتے ہیں۔ ان کے ملنے والے راسخ الاعتقاد ہوجاتے ہیں۔

ک آپ کی ولادت مبارک ۱۸۹۸ء میں آپکے ننھال موضع فتوآل ضلع ہوشیار پور مشرقی پنجاب میں ہوئی آپ دھوگڑی شریف ضلع جالندھر کے باسی تھے۔ ابتدائی تعلیم دھوگڑی اور جالندھر میں مکمل کی۔ گریجوایشن علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے کی اور زرعی انسٹیٹیوٹ پوسا (بہار) سے پوسٹ گریجوایشن کیا۔

اوائل عمر سے ہی آپ کی ذات بابرکات سے ولایت کے آثار نمایاں ہونے لگے آپ میں خوف کا نام ونشان تک نہ تھا۔ جنگلوں ویرانوں میں دن رات گزارنا اور دریاؤں میں بے خوف و خطر نہانا آپ کا مشغلہ تھا۔ کچھ عرصہ امپرائیر آبزرویٹری آگرہ (بھارت) میں ملازمت کی پھر زرعی کالج اور ریسرچ انسٹیٹیوٹ فیصل آباد (لائل پور) میں بطور ریسرچ اسسٹنٹ ملازمت اختیار کی۔ بطور اسسٹنٹ ایگریکلچرل بیکٹیریالوجسٹ ۱۹۵۵ء میں ریٹائر ہوئے سروس شیخ پاکؒ کے حکم سے ہی کی ورنہ ابتدائی دور میں ہی خدا حافظ کہہ دیا ہوتا۔ گوناگوں عبادات و ریاضات کے باوجود اپنی ڈیوٹی کو بطریق احسن سرانجام دیا بے شمار ریسرچ پیپرز اندرون اور بیرون ممالک چھپے اور سائنس کی دنیا میں نام پیدا ہوا۔

سرکار غریب نوازؒ کی خدمت اقدس میں باقاعدہ جاتے رہے۔ چھٹیاں وہیں گزارتے واپس آتے ہی دن گننا شروع کر دیتے کہ پھر حاضری کب نصیب ہو گی۔ پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد تقریباً ہر سال حاضری دیتے رہے۔ آخری سانس تک بے مثال ضبط سے کام لیا باوجود یکہ جسم کئی بیماریوں کا شکار تھا۔ تب بھی عبادات و روزمرہ کے معمولات میں ذرہ بھر فرق نہ آنے دیا۔

بقیہ صفحہ ۴۴

رشتہ داروں سے تعلقات

ساری دُنیا سے دُور ہو جائے
جو ذرا تیرے پاس ہو بیٹھے

گھر بار چھوڑنے کے بعد آپ نے رشتہ داروں کو ملنے کی مطلق آرزو نہ کی۔ آپ کی تینوں ہمشیرگان دیر تک حیات رہیں، لیکن آپ کبھی ان کو ملنے کے خواہاں نہ ہُوئے۔ ہاں وہ کبھی کبھی آپ کو ملنے آجاتیں۔ آپ دو چار رُوپے دے کر رُخصت فرمادیتے۔ اُس کے علاوہ اور کوئی اِمتیازی سلوک نہ ہوتا۔ چونکہ وہ آپ کو حقیقی بھائی سمجھ کر ملنے کے لیے آتیں۔ اس لیے مایوس ہوکر لوٹتیں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ کی ایک ہمشیرہ نے آکر رونا شروع کر دیا، یہ دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ روتی کیوں ہو۔ تمھارا راستہ اور، میرا راستہ اور۔ مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔ تم اپنے گھر جاؤ۔

آپ کا ایک چچا زاد بھائی سادھو ہوگیا تھا۔ وہ کبھی کبھی آپ کے پاس آتا رہا اور قیام بھی کرتا رہا۔

۲۸۔ جنوری ۱۹۷۸ء بمطابق ۱۸ صفر ۱۳۹۸ھ کو فیصل آباد میں وصال فرمایا۔ اور یہیں آپ کے گاؤں کلوواں چک نمبر ۱۹۸ ر ب میں روضہ اطہر بنا۔ عُرس مُبارک ۸-۹-۱۰ اپریل کو ہوتا ہے۔

۳ے حضرت سائیں رستم علیؒ کا پیدائشی وطن یو پی تھا۔ بسلسلہ کاروبار ہوشیارپور شریف میں رہتے تھے۔ قبلہ خواجہ حافظ جی صاحبؒ نے آپ کو سرکار غریب نوازؒ کا مرید کروایا مرید ہوتے ہی سائیں صاحب ملنگ بناکر دربار ہردو تھہ شریف بھیج دیئے گئے۔ دربار شریف میں آموں کا باغ آپ نے ہی لگایا۔ سرکار غریب نوازؒ کے وصال مبارک کے بعد متفقہ طور پر آپ کو گدی نشین بنایا گیا۔ پاکستان بننے کے بعد آپ موضع

بقیہ صفحہ ۴۹

عبادت اور ریاضت

زندگی آمد برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

زندگی، بندگی کے لیے عطا کی گئی ہے۔ بغیر
بندگی کے زندگی محض شرمندگی ہے۔

اکثر اکابر اولیائے کرامؒ پیدائشی فقیر ہوتے ہیں۔ سرکار غریب نوازؒ کی سوانح حیات سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ بھی پیدائشی فقیر تھے۔ آپ ہندوؤں کے گھر پیدا ہوئے اور اسی ماحول میں پرورش پائی۔ لیکن دِل میں اِسلام کی زبردست محبّت لیے ہوئے تھے۔ بچپن میں ہی روزانہ مسجد میں جانا۔ نعت شریف پڑھنا۔ مُسلمان بچّوں سے کھیلنا اور محبت رکھنا۔ خُفیہ رمضان شریف کے روزے رکھنا۔ لڑکپن میں اِسلام لانا۔ بہن بھائی، سب رشتہ دار چھوڑ دینا۔ تمام جائیداد کو لُٹا دینا اور خود عین توکّل پر گزر اوقات کرنا۔ یہ سب باتیں اِس بات کی شاہد ہیں کہ آپ پیدائشی فقیر تھے۔ بچپن ہی میں عشقِ الٰہی کی وہ لہر موجزن ہوئی کہ سب خس و خاشاک کو بہا کر لے گئی۔ دُنیاوی کدورتوں کا آپ کے دِل پر کوئی نشان نہ آنے پایا، آپ مکمل تارک الدّنیا اور ایسے سرمست عاشقِ الٰہی ہوئے کہ سوائے کُوچہٴ یار کے، اور کُچھ پیشِ نظر نہ رہا۔ کبھی کبھی بیوقوف لوگ زبان درازی کرتے کہ یہ ٹھیک نہیں، وہ ٹھیک نہیں۔ لیکن آپ یہی فرماتے کہ میں نے کب کہا ہے کہ آپ میرے پاس آیا کریں۔ یا میری مدد کریں۔ مُجھے میرے

حال پر چھوڑ دیں ۔ میرا خُدا مالک ہے ۔

آپ نے صوم و صلوٰۃ اور شریعت کو لازم گردانا ۔ شروع شروع میں جب آپ نے راہِ توکّل اِختیار کیا' تو جنگل سے جڑی بوٹیاں توڑ لاتے اور پکاکر ان سے گزر اوقات کرتے اور روزے بھی اسی طرح رکھتے ۔ چند سال آپ مغلوب الاحوال رہے ۔ پا برہنہ ، سر برہنہ ۔ اِدھر اُدھر گھومتے رہے ، دُنیا و مافیہا کی کوئی سُدھ بُدھ نہ رہی ۔ بسا اوقات یک بیک آپ سب کچھ چھوڑ چھاڑ زور سے اُٹھ کر بھاگ جاتے اور کئی کئی دِن پتہ نہ چلتا کہ آپ کہاں ہیں ۔ اس عرصہ میں آپ نے نماز نہ پڑھی ۔ سُلطان محمدؐ خان ذیلدار نے حضرت خواجہ حافظ صاحبؒ کے پاس شکایت کی کہ آپ نے نماز چھوڑ دی ہے ۔ آپ نے فرمایا کہ وہ مغلوب الاحوال ہیں ، اُن کی نماز کا کچھ فکر نہ کریں ؎

در کوئے خرابات کسے راکہ نیاز است
ہُشیاری و مستی اش ہمہ عین نماز است

شراب خانے کے کُوچے میں جس کسی کو نیاز مندی ہے ،
اس کی ہوشیاری اور مستی تمام عین نماز ہے ۔

اس کے بعد آپ نے نماز پھر شروع کردی اور اس پابندی سے ادا کرتے رہے کہ آخری طویل بیماری میں بھی قضا نہ کی ۔ اور وِرد و وظائف مثل سابق ادا کرتے رہے ۔ فرضی روزے تو تھے ہی نفلی روزے بھی رکھتے رہے ۔

آپ ہمیشہ علی الصّبح اُٹھتے ۔ دیر سے سوتے ۔ نمازِ فجر سے فارغ ہوکر ڈیڑھ دو گھنٹہ مصلیٰ پر بیٹھے رہتے ۔ اور عشاء کی نماز کے بعد بھی عموماً گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ

مُصلّیٰ پر بیٹھتے ۔ کبھی کبھی گھنٹوں گزر جاتے ۔ تسبیح استعمال نہ کرتے ۔ آپ نے نہ تو چِلّہ کشی کی اور نہ ہی عزلت گزیں ہُوئے ۔

نمازِ فجر کے وظیفہ کے بعد بغداد شریف کی طرف مُنہ کر کے چند منٹ دست بستہ کھڑے رہتے ۔ اور ایسا ہی بعد نمازِ مغرب بھی کرتے، غالبًا کچُھ پڑھتے ۔

رات کو سوتے وقت مندرجہ ذیل وظیفہ پڑھ کر سینہ اور دستِ مُبارک پر دم کرتے ۔ اور دستِ مُبارک سارے جسم پر پھیرتے اور دائیں کروٹ لیٹ جاتے اور پھر گفتگو نہ فرماتے ۔

۱ ــ درود شریف ھزارہ : ــــــــــــــــ ۱۱ بار

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ ذَرَّۃٍ مِّائَۃَ اَلْفِ اَلْفِ مَرَّۃٍ ○ ــــ

۲ ــ اٰیۃ الکرسی ــــــــــــــــ ۱ بار

۳ ــ الحمد شریف ــــــــــــــــ ۱ بار

۴ ــ قُلْ ھُوَاللہ شریف ــــــــــــــــ ۳ بار

۵ ــ تیسرا کلمہ ــــــــــــــــ ۱ بار

۶ ــ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ ○ ــــ ۱۱ بار

۷ ــ درود شریف ھزارہ ــــــــــــــــ ۱۱ بار

○

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ نے یہ وظیفہ بیان فرما کر حاضرین کو فرمایا کہ جو بھائی چاہے یہ پڑھا کرے ۔

ایک زمانہ میں آپ احسنُ القصص یعنی تفسیر سُورۂ یوسف بہت

پڑھا کرتے تھے۔ تمام رات پڑھتے رہتے۔ کہیں کہیں سے چھوڑ دیتے۔ اور صبح تک ختم کر دیتے۔ اگر رات کو نماز میں کھڑے ہوتے تو تمام رات دو رکعت میں گزر جاتی۔ کبھی رکوع میں، کبھی سجود میں گھنٹوں گزار دیتے۔ دن کے وقت بیکار نہ بیٹھتے۔ کسی نہ کسی کام میں مصروف رہتے۔ اکثر نعت شریف کی کتابیں پڑھتے رہتے۔ یا جو نعتیں روزانہ نقل کی جاتیں، اُن کی درستی فرماتے رہتے۔

کھانا بہت تھوڑا کھاتے۔ ایک آدھ چپاتی سے زائد نہ کھاتے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سال بھر کچھ ایسی اِضطراری کیفیت رہی کہ کھانا برائے نام رہ گیا۔ اس عرصہ میں دو تین لقمہ سے زائد بالکل نہ کھاتے۔ اور سالن برائے نام لگاتے۔ اس کے علاوہ تمام وقت اور کچھ نہ کھاتے۔ دِن رات جاگتے رہتے۔ سب لوگ سوئے ہوتے مگر آپ تنِ تنہا بیٹھے ہوتے۔ آنکھوں سے ہر وقت آنسو رواں رہتے۔ اِن ایام میں اکثر یہ شعر بلند آواز سے پڑھتے: ؎

ڈردے رہیئے اللہ قادر کولوں گھڑی نہ لاوے چھن اک پل
پل وِچ سیاں سیس گوندا دن، پل وچ زلفاں پیاں گل

اگرچہ تمام دِن طرح طرح کی اشیائے خوردنی آتی رہتیں۔ پیٹ بھر کھانا تو درکنار شاذ و نادر کوئی شے مُنھ میں ڈالتے۔

حضرت خواجہ حافظ صاحبؒ کے وصال شریف کے بعد آپ پاک پتن شریف عرس مُبارک پر تشریف لے گئے۔ واپسی پر آپ نے لنگر سے پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور بارہ سالہ روزہ رکھ لیا۔ اس دَوران اناج بالکل نہ کھایا۔ بوقتِ شام ایک پیالہ "لسی" سے روزہ اِفطار فرماتے۔ کبھی کبھی دو ایک

اُنکو بھی کھا لیتے۔ ہمیشہ سفر میں رہتے اور کام کاج میں بمثلِ سابق مصروف رہتے۔ سالہا سال آپ پاک پتن شریف اور کلیر شریف سالانہ عُرس پر جاتے رہے۔

آپ کے طرزِ زندگی سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ ہر وقت نفس سے بر سرِ پیکار رہے۔ دِن بھر کبھی پاؤں دراز نہ کرتے۔ اگرچہ دیوار کے پاس بیٹھتے لیکن سہارا نہ لیتے۔ کم کھاتے۔ کم سوتے اور کم گفتگو کرتے۔ بیماری کے ایام میں بھی معمول میں فرق نہ آتا۔ ایک دفعہ تین سال متواتر بخار رہا اور قے بھی بہت ہوتی رہی۔ نہ علاج کیا۔ نہ آرام کیا۔ معمول وہی رہا، جو اس سے پیشتر تھا۔ وصال شریف سے تین گھنٹہ قبل آپ تقریباً ایک گھنٹہ بلا سہارا بیٹھے رہے۔ غرضیکہ مجاہدہ آخر دم تک نہ چھوڑا۔ مرحبا صد مرحبا ؏

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

یہ کام آپ ہی کے کرنے کا ہے اور مرد یُونہی
کیا کرتے ہیں۔

کائنھاں تحصیل و ضلع فیصل آباد (لائلپور) میں تشریف لے آئے۔ وہیں آپکا وصال ۵ مارچ ۱۹۵۱ء کو ہوا۔ موضع کائنھاں میں ہی آپ کا مزار پُرانوار باعثِ فیوض و برکات خاص و عام ہے۔

۴ حضرت دولت علیؒ صاحبؒ حضور حافظ کرم بخش صاحبؒ چشتی صابری کے چھوٹے صاحبزادے تھے۔ آپ نہایت حلیم الطبع تھے۔ بہت سادہ زندگی بسر کرتے ہمیشہ فقیرانہ لباس زیب تن رکھتے اور پاؤں میں کھڑاویں پہنتے سرکار غریب نوازؒ آپ کا کمال ادب فرماتے۔ بہت خاطر مدارت کرتے اور تحفہ و تحائف دے کر رخصت فرماتے۔

آپ کا وصال ۲۵۔ رمضان المبارک ۱۳۷۹ھ بمطابق ۲۳ مارچ ۱۹۵۹ء کو ہوا۔ آپ کا مزار پاک محلہ غلام محمد آباد برلبِ سڑک مرجع خاص و عام ہے۔ آپ کا عرس مُبارک زیر سرپرستی صاحبزادہ میاں غلام مصطفٰے چشتی صابری ہر سال اپریل کی پہلی

بقیہ صفحہ ۵۸

جانداروں پر شفقت

انساں ہی پر ضروری نہیں ساری شفقتیں
ہیں جانور بھی اُنس و محبّت کے مُستحق

مزاج مُبارک ہر جاندار کے واسطے محبّت سے معمور تھا۔ جانوروں سے اِس طرح گفتگو فرماتے جیسے ماں بچوں سے۔ مُریدوں کو شکار کھیلنے سے منع فرماتے۔ بیمار جانوروں کا علاج کرتے۔ ایسے ایسے جانوروں کا علاج کرتے کہ جن کے پاس سے بھی لوگ گزرنا گوارا نہ کرتے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک گدھے کی کمر پر بڑا بھاری زخم تھا۔ جس کی وجہ سے وہ بہت کمزور ہوگیا تھا اس کے مالک نے اس کو گھر سے نکال دیا۔ سرکار غریب نوازؒ اس کو دربار شریف لے آئے اور کئی ماہ اس کا علاج کرتے رہے۔ جب تندرست ہوگیا تو اُس کے مالک کو واپس دے دیا۔ ایسے ہی زخمی کُتّوں کو بھی پکڑ کر اُن کے زخم دھوتے کیڑے نکالتے۔ دوائی لگاتے اور روٹی کھلاتے۔ زمینداروں کو بیلوں وغیرہ سے سخت کام لینے اور بے رحمی سے مارنے سے منع فرماتے۔

دھوگڑی میں ایک کُتا جس کا نام "بھُور" تھا' سرکار غریب نوازؒ کی تشریف آوری سے چند روز قبل ڈیرہ شریف پر آجاتا۔ روزانہ آپ کو ریلوے سٹیشن پر لینے کے واسطے جاتا۔ لوگوں کو خیال ہُوا کہ شاید ہم میں سے کسی کے ساتھ آجاتا ہے۔ اِمتحاناً اِس کو دھوکہ دے کر ریلوے سٹیشن پر جاتے۔ لیکن پھر بھی وہ گاڑی آنے سے قبل آموجود ہوتا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ چند مہمان آئے، "بھُور" نے اُن کو بہت حیران کیا۔ سرکار غریب نوازؒ نے ارشاد فرمایا کہ

یہاں سے چلا جا۔ وہ فوراً ڈیرہ شریف سے چلا گیا۔ اور ڈیرہ شریف سے بیس تیس گز کے فاصلہ پر گاؤں کی راہ پر جا بیٹھا۔

صبح شام سرکار غریب نوازؒ اس راستہ سے کھانا کھانے تشریف لے جاتے۔ کُتّا عجیب انداز سے اِستقبال کرتا۔ چُوں چُوں کرتا۔ دُم ہِلاتا۔ زمین پر رِینگتا۔ قربان ہو ہو جاتا۔ غرضیکہ اس کا طرزِ محبت نہایت دِل پذیر اور دِل خوش کُن ہوتا۔ چند قدم ساتھ جاتا اور پھر واپس آکر وہیں بیٹھ جاتا۔ جب تک سرکار غریب نوازؒ وہاں رہے، کُتّے کا یہی معمول رہا۔ ڈیرہ شریف پر کبھی نہ گیا۔ ایک دفعہ سرکار غریب نوازؒ ہمیرہ کو دو روز کے واسطے تشریف لے گئے۔ ساتھ ریلوے سٹیشن پر گیا، اور دو روز وہیں بیٹھا رہا۔ جب آپ واپس تشریف لائے تو پھر وہاں سے آیا۔ سٹیشن ماسٹر کہتا تھا کہ ہم نے ہر چند کوشش کی کہ روٹی وغیرہ کچھ کھائے لیکن مطلق کسی چیز کی طرف دھیان نہیں کیا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ "بھور" بغیر روٹی کھائے کہیں چلا گیا باوجودیکہ سرکار غریب نوازؒ تپِ محرقہ سے بہت کمزور ہو چکے تھے۔ آپ روٹی لیے رہے اور کئی بار اس کا پتہ کیا کہ آیا ہے یا نہیں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سرکار غریب نوازؒ بوقتِ دوپہر دربار تھلہ شریف میں کمرہ کے باہر تشریف فرما تھے، ایک خرگوش بھاگا ہُوا آیا اور آپ کی چادر مبارک میں چھُپ گیا۔ اتنے میں شکاری کُتّے بھی پہنچ گئے اور وہ اِدھر اُدھر گھوم کر چلے گئے۔ ان کے جانے کے کچھ دیر بعد آپ نے خرگوش کو باہر نکالا، پیار کیا اور چھوڑ دیا۔ اِس حکایت سے ظاہر ہے کہ آپ کی طبیعتِ پاک میں جانوروں سے کس قدر محبت تھی۔ ایک جنگلی جانور کو بھی یقین تھا کہ اس کو آپ سے کوئی خدشہ نہیں اور آپ اسے دُشمنوں سے پناہ دیں گے۔

سرکار غریب نوازؒ کسی جان دار پر سواری نہ کرتے اور نہ ہی گھوڑا گاڑی، یا بیل گاڑی وغیرہ پر سوار ہوتے۔

دربار شریف میں ایک کُتیا تھی۔ اُس نے آپ کی عدم موجودگی میں بچے دیے۔ جب سرکار غریب نوازؒ سفر سے واپس آئے تو کُتیا بھاگتی ہُوئی آئی۔ اور سرکار غریب نوازؒ کے قدموں میں لیٹنے لگی۔ سرکار غریب نوازؒ نے اس کو کہا کہ" توں بچے دِتے آ، میں ویکھے ہی نئیں"۔ کُتیا جھٹ گئی اور ایک ایک کر کے سب بچے اُٹھا لائی۔ سرکار غریب نوازؒ نے ان کو پیار کیا اور ارشاد فرمایا کہ بہت سوہنے ہیں۔ اور اسی طرح وہ پھر اُٹھا کر واپس لے گئی۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سرکار غریب نوازؒ جیٹھ کے ختم شریف کے واسطے سودا خریدنے دسوہہ تشریف لے جا رہے تھے۔ سخت گرمی تھی، اور ایک کُتّا دسوہہ کی طرف سے بھاگا چلا آرہا تھا۔ آپ نے فرمایا:"تمھیں کیا مُصیبت پڑی ہُوئی ہے۔ سایہ میں آرام کرلو"۔ وہ کُتّا وہیں درخت کے سایہ تلے بیٹھ گیا۔ جب آپ عصر کے وقت واپس آئے تو دیکھا کہ وہ کُتّا وہیں بیٹھا ہے۔ پھر آپ نے اُس کو ارشاد فرمایا کہ تمھیں یہ تو نہیں کہا تھا کہ یہیں بیٹھے رہو۔ میرا مطلب یہ تھا کہ دھوپ کے وقت آرام کرلو۔ چنانچہ یہ سُن کر وہ چلا گیا۔

سرکار غریب نوازؒ کے سب درباروں میں باغات تھے، جہاں ہمیشہ شہد کی مکھیوں کے چھتے لگے رہتے۔ نہ آپ خود شہد نکلواتے اور نہ ہی اوروں کو نکالنے کی اجازت دیتے۔

جب راستہ چلتے تو نگاہیں نیچی رکھتے تاکہ ایسا نہ ہو کہ کوئی کیڑا مکوڑا پاؤں کے نیچے آکر مرجائے۔ البتہ موذی جانوروں کو مارنے سے منع نہ فرماتے۔

○

ذوقِ سماع

کرتی ہے یادِ یار کو کچھ اور تیز تر
بزمِ سماع اصل میں ذکرِ حبیب ہے

جیسا کہ پہلے ذکر آچکا ہے، بچپن ہی سے آپ کو نعت شریف گانے کا شوق تھا۔ آواز بلند، سُریلی اور دل کش تھی۔ جہاں آپ رونق افروز ہوتے وہاں اکثر گانا ہوتا رہتا۔ رفتہ رفتہ آپ علمِ موسیقی سے پُورے واقف ہوگئے۔ ڈھولک، طبلہ اور دیگر ساز بخوبی بجانا جانتے تھے۔ بڑے بڑے گویّے آپ کے مُرید تھے۔ جو آپ سے اس علم میں بھی سبق حاصل کرتے۔ بزرگوں کے عُرسوں پر رفیقوں سمیت تشریف لے جاتے، وہاں چوکی کرتے۔ دِل عشقِ الٰہی سے لبریز۔ طبیعت میں غضب کا سوز۔ قوالی ایسی مقبول ہوتی کہ تمام میلہ آپ کی طرف اُمنڈ آتا۔ اور قوالوں کو کوئی نہ سُنتا۔ اس لیے ان کو سخت تکلیف ہوتی۔ لہٰذا آپ نے ایسے موقعوں پر قوالی کرنا بند کردیا۔ گانے بجانے کا سلسلہ صرف چند سال جاری رہا۔ پھر آپ نے یہ چھوڑ دیا۔

قوالی سُننے کے آپ بہت شائق تھے۔ محفل میں آخر وقت تک بیٹھتے، حتیٰ کہ تمام قوال اپنی باری پُوری کر چکتے۔ جب کبھی آپ کو سماع میں کیفیت ہوتی، نہ عام لوگوں کی طرح رقص کرتے، نہ ہی شور و غُل کرتے بلکہ خاموشی سے آنسو بہائے جاتے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ بستی شیخ درویش میں میاں مبارک علی خان قوال کے ہاں ختم شریف پر گئے ہُوئے تھے۔ ختم شریف کے بعد بستی کے

چیدہ چیدہ قوال[1] مل کر قوالی کرنے لگے۔ انھوں نے یہ نعت شروع کی:

کوئی کاش جاکے کہدے یہ عرب کے دِل ستاں سے
تیرے غم میں اے مسیحا کوئی جارہا ہے جاں سے

اس شعر پر آپ کو کیفیت ہوگئی۔ سر زانو پر رکھ کر بیٹھ گئے۔ تمام محفل کو کیفیت ہوگئی۔ اور جو کچھ کسی کے پاس تھا قوالوں کو دے دیا۔

ایک دفعہ کا ذِکر ہے کہ چک مہرہ میں ختم شریف تھا۔ بعد نمازِ عشاء قوالی شروع ہُوئی۔ قوالوں[1] نے یہ نظم شروع کی:

تُو گھر آجاوے شام میرا سُنڑا دیس
نیر پئی رونی آں ہنجو مُکھ دھونی آں

مینوں روندی نوں گل لا، لا میرا سُنڑا دیس

برج کی ناری سب پھگوا کھیلت
میں کیا کھیلوں، میرا پیا پردیس

سرکار غریب نوازؒ کو پہلے مصرع پر ہی کیفیت ہوئی۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ رُوپے، کپڑے، جو کچھ پاس تھا، قوالوں کو دے دیا۔ اور خود بھی قوالوں کے ساتھ گانا شروع کردیا۔ قوال بھی سرکار غریب نوازؒ کی کیفیت دیکھ کر دِل کھول کر گانے لگے۔ مگر پھر بھی اُن کی آوازیں سرکار غریب نوازؒ کے مُقابلہ

---

[1] مُبارک علی خان فتح علی خان قوال گارہے تھے۔ جو اُن دِنوں ہندوستان میں چوٹی کے قوال تصور کیے جاتے تھے۔

یں ہیچ معلوم ہوتی تھیں۔ تمام محفل پر کیفیت طاری ہوگئی۔ سب کے سب سرکار غریب نوازؒ کے جذب و بےخودی کے اثر سے سرشار ہوگئے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے سکرالہ شریف میں بابا مست صاحبؒ کے عُرس کے موقع پر صرف دو قوالوں کی ایک پارٹی گا رہی تھی۔ دونوں بہت بُوڑھے ہوچکے تھے۔اور ایک کی تو بینائی بھی نہ رہی تھی۔اُن کی آوازیں بھی کمزور ہوچکی تھیں۔ کوئی آدمی اُنھیں غور سے نہ سُنتا تھا۔ جب اُنھوں نے مندرجہ ذیل شعر پڑھا تو سرکار غریب نوازؒ کو کیفیت ہوگئی۔

کہتی ہے خُدائی تجھے کونین کا خواجہ
اِمداد کو آجا!
بےکس کی خبر کون یہاں تیرے سوالے
اے گیسوؤں والے!

آپ نے چادر، عمامہ اور جتنے رُوپے پاس تھے سب قوالوں کو دے دیے۔ قوالی کے بعد لوگ پگڑیاں لے کر آئے۔ آپ نے پہننے سے اِنکار کردیا۔ فرمایا کہ جب ایک بار پگڑی اُتار دی، تو اب کیا پہننا۔ پھر ایک دانا آدمی نے عرض کی کہ سرکار آپ کے مُرید زیادہ تر دُنیا دار ہیں، اگر آپ پگڑی نہ پہنیں گے تو پھر اُن کو مُشکل ہوجائے گی۔ اس پر آپ نے اُس کی پگڑی قبول فرمائی اور باندھ لی۔

ایک دفعہ قوالوں نے امیر خسروؒ کی یہ غزل شروع کی:

عیدگاہِ ماغریباں کُوئے تُو انبساطِ عید، دیدن رُوئے تو

ہم غریبوں کی عیدگاہ آپ کا کوچہ ہے۔ آپکے چہرے کی زیارت ہمارے لیئے عید کی خوشی ہے۔

سرکار غریب نوازؒ ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوگئے اور آنکھیں بند کیے زار زار روتے رہے۔ بعد ازاں پھر بھی کئی بار اس شعر پر یہی کیفیت ہُوئی۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ موضع بھاگڑاں میں رونق افروز تھے۔ گاؤں میں ایک برات آئی ہُوئی تھی۔ علی الصبح جب ڈولی وداع ہُوئی تو عورتوں نے ایک گیت گانا شروع کیا، جس کا پہلا مصرع یہ تھا: ع

ساجن وداع کردیے، ہُن کیونکر لگّے جی

یہ سُنتے ہی آپ پر کیفیت طاری ہوگئی۔ آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے اور یہی مصرع ترنّم سے پڑھنا شروع کردیا۔ گھنٹوں گزر گئے، لیکن اضطراب میں ذرا بھی فرق نہ آیا۔ یہ دیکھ کر سرکار کے غلاموں نے یہ مصرع چند لڑکیوں کو بُلاکر پڑھوایا۔ لیکن بے سود۔ تین روز تک حال متغیّر رہا۔ مگر نماز بدستور بروقت ادا فرماتے رہے۔

مندرجہ ذیل اشعار پر بھی آپ کو مختلف موقعوں پر کیفیت ہوئی:

۱ — آؤ سہیلیو میریو نی سدا راج نئیں رہنا ماپیاں دا

۲ — گر میں اوگن ہار ہاں پر ہاں تیرے حوالے
کملی والیا! صابریؒ کملی ہیٹھ چھپالے

۳ — پچھدا ناہیوں حال میرا رانجھا بے پرواہیاں کردا

۴ — اے میرے داتا سرور سخی میرے سُتڑے بخت جگاؤ
صابریؒ آپ دے در دا بھکاری خیر وصل دا پاؤ۔ مست الست بناؤ

۵ — وائے دگ نی ٹھنڈی ٹھار والئے، اِک بار توں طرف مدینے دی جا
پہلے رو کے نبی پاکؐ دے پَیر چُمیں، نالے حال آکھیں میرا پاس سائیں

۶ ـــ اچھے رہیں نزدیک، بُرے جائیں کدھر کو
گُل ہیں تو تمھارے ہیں، اگر خار، تمھارے

مندرجہ ذیل اشعار پہلے ایام میں اکثر دھیمی آواز سے گایا کرتے تھے:۔

۱ ـــ کُتنا چھوڑا، تنبنا چھوڑا۔ ماھی نُوں نُوں عشق رچایا، ماھی اِت گُن پایا

۲ ـــ ایک جا بیٹھ جا تُو کرکے تصوّر گُل کا
کیوں اُڑی پھرتی ہے، ہر جھاڑ اور ڈالی بُلبل

۳ ـــ اے زاھدِ افسردہ تقریر مکن بیجا
در خلوتِ خاموشی تکرار نمے گنجد

اے زاھدِ افسردہ بے جا تقریر نہ کر
خاموشی کی خلوت میں تکرار کی گنجائش نہیں۔

پہلے ایّام میں آپ کے منعقدہ عُرسوں پر قوالی زوروں سے ہوتی رہی پھر آپ نے بند فرمادی۔ کبھی کبھی قوال آجاتے۔ قوالی بھی ہوتی۔ لیکن آپ شاذ و نادر ہی سُنتے۔ ایسا معلوم ہوتا کہ آپ کو قوالی سے مطلق دِل چسپی نہیں رہی۔

حضور "بابوجی" صاحبؒ فرماتے تھے کہ آپ کی چھیالیس سال کی عُمر شریف میں تکمیل راہِ توحید ہُوئی۔ اور یہی وہ زمانہ ہے جب آپ نے قوالی کو چھوڑا حضور داتا صاحبؒ کا اِرشادِ مُبارک ہے کہ عارف، تکمیل ہونے پر قوالی سے بے نیاز ہوجاتا ہے۔

قوالی چھوڑنے کے بعد آپ اکثر بعد نمازِ جُمعہ نعت شریف پڑھواتے۔ جس کے بعد شیرینی پر ختم شریف نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم پڑھا جاتا۔ کبھی کبھی بعد نمازِ عشاء بھی نعت شریف سُنتے رہے۔

حُلیہ شریف

ز فرق تا بہ قدم ہر کُجا کہ مے نگرم
کرشمہ دامنِ دِل می کشد کہ جا اینجاست

سر سے پاؤں تک جہاں کہیں میں دیکھتا ہوں کرشمہ دِل کے
دامن کو کھینچتا ہے کہ یہی جگہ ہے ۔

قد، قدرے لمبا۔ جسم مُبارک نازک ۔ رنگ سُرخی مائل سفید ۔ چہرہ مُبارک غایت نُورانی۔ آنکھیں عشقِ الٰہی میں سرشار ۔ اور تر ۔ دیکھنے سے ایسے معلوم ہوتا کہ نہ صرف آنکھیں بلکہ دِل بھی رو رہا ہے ۔ دستِ مُبارک کُشادہ ۔ اُنگلیاں لمبی اور موٹی ۔ اگرچہ ہمیشہ کھڑاؤں پہنتے، مگر پاؤں ریشم کی طرح ملائم ۔ مُوئے مُبارک نہ گھنے اور نہ کم ۔ ریش مُبارک موزوں (ایک مُشت اور دو اُنگلی لمبی) آخر عُمر میں مُوئے مُبارک سفید ہو گئے تھے ۔ المختصر آپ کی صُورتِ پاک اس قدر جاذبِ نگاہ اور دِل کش تھی کہ بے اختیار زبان پر یہ شعر آجاتا : ؎

چہ حُسن است آنکہ دریکدم رخت راصد نظر بینم
ہنوزم آرزو باشد کہ یکبارِ دِگر بینم

کیا حسن ہے کہ جسے یکدم میں آپ کے چہرے کو سو نظروں سے
دیکھتا ہوں، تب بھی آرزو رہتی ہے کہ ایک بار اور دیکھوں

جمعرات ، جمعہ کو منعقد ہوتا ہے۔
آپ کا فیض عام اہالیان فیصل آباد پر جاری و ساری ہے۔

لباس مُبارک

ململ کا عمامہ ۔ موٹے سُوتی کپڑے کا کُرتا اور تہبند زیب تن فرماتے کُرتے کے نیچے دوہرا سلوکا پہنتے ۔ اکثر چادر اوڑھے رہتے ۔ رنگین لباس کبھی نہ پہنتے ۔ جُوتے کے بجائے بحکم شیخ پاک "کھڑاؤں" پہنتے رہے ۔ شروع شروع میں کچھ عرصہ آپ سر اور پا برہنہ رہے ۔ صرف ایک لمبا کُرتا زیب تن فرماتے۔ لوہے کی زنجیر کمر کے گرد رہتی جس میں لنگوٹ بندھا رہتا ۔

عادات وخصائل

اے مظہرِ حُسنِ لایزالی
مِرآۃ جمالِ ذوالجلالی

سرکار غریب نوازؒ سرتا پا عجز ۔ مجسّم نور ۔ ہمہ تن عشق تھے ۔ باوجودیکہ آپ بڑے بلند پایہ فقیر تھے ۔ آپ نے کبھی فقیری کا دم نہ مارا ۔ پیر و مُرید ایک ہی صف پر بیٹھتے اور سوتے ۔ کسی قِسم کا اِمتیازی لباس زیب تن نہ فرماتے ۔ کوئی نہ پہچانتا کہ پیر کون ہے اور مُرید کون ۔ بسا اوقات اجنبی لوگ سرکار غریب نوازؒ کے بجائے حضور بابو جی صاحبؒ کو سلام کر دیتے ۔ آپ فوراً از رُوئے ادب فرماتے کہ سرکار غریب نوازؒ وہ تشریف فرما ہیں ۔ سرکار غریب نوازؒ اکثر فرمادیتے کہ بابو جی کوئی حرج نہیں سلام کر لینے دیا کریں ۔ بارہا ایسا ہُوا کہ سرکار غریب نوازؒ کسی کاروبار میں اِدھر اُدھر گھوم رہے ہوتے

اور لوگ اگر آپ سے ہی پُوچھتے کہ سرکار کہاں ہیں، سلام کرنا ہے ۔ آپ مُسکرا کر فرما دیتے۔یہیں کہیں ہوں گے، آجائیں گے ۔ وہاں جاکر بیٹھو ۔

مزاج مُبارک میں غضب کی اِنکساری اور عاجزی تھی ۔ اندازِ گفتگو ایسا تھا، جس سے صاف ظاہر ہوتا کہ خودی کا نام و نشان تک نہیں ۔ زبان مُبارک سے یہ سُنا گیا کہ میں ایک بات کہتا ہوں آپ سچ تسلیم نہیں کریں گے ۔ بارہا یہ اِرشاد فرمایا کہ میرا تو یہ حال ہے : "کپڑے صابونی دال الونی"۔

ایک دفعہ آپ کسی سے یہ پُوچھ رہے تھے کہ سُناؤ مہر جی بچھڑا کیسا نکلا"۔ مہر جی نے جواب دیا: سرکار بہت سُست نکلا ۔ ارشاد فرمایا اچھا میرا تو خیال تھا کہ بڑا چالاک نکلے گا ۔

اپنی مدح مُطلق پسند نہ فرماتے ۔ اگر کوئی شخص آپ کے رُوبرو مدح سرائی کرتا تو آپ فوراً روک دیتے ۔ طبیعت اِنتہائی جمالی اور برد بار تھی ۔ کسی حکم کی تابعداری پر آپ اِصرار نہ کرتے ۔ اور تو اور دربار شریف کے خادموں پر بھی آپ کبھی چیں بجبیں نہ ہوتے ۔ اگر کوئی آپ کی بات نہ سنتا تو یہ کہہ کر بات ختم کردیتے کہ "اچھا سائیں لوکا تیری مرضی"۔ اور جب کوئی قصور کرتا تو اگر کسی نے پاس سے بھی عرض کردیا کہ سرکار معافی دیدیں تو فوراً معاف فرما دیتے ۔

کسی دُنیاوی شے کو بھی جو آپ کی تحویل میں ہوتی، اپنی نہ سمجھتے ۔ بلکہ اکثر یہ فرماتے کہ یہ تو سب لوگوں کا مال ہے ۔ ایک دفعہ ختم شریف" کے موقع پر یہ اِرشاد فرمایا کہ ہمیں اس سے کیا فائدہ ۔ فائدہ تو اُن کو ہے جو اس میں خرچ کرتے ہیں، دربار شریف کو بھی آپ نے لوگوں کا مال فرمایا ۔

آپ اکثر دیوار کے نزدیک بیٹھتے۔ لیکن کبھی سہارا نہ لیتے۔ زیادہ تر پاؤں کے بل بیٹھتے۔ کھانے کے بعد نماز ظہر سے پہلے دس پندرہ منٹ قیلولہ بھی فرماتے۔ اِس کے علاوہ تمام دِن کبھی نہ لیٹتے۔ اور نہ ہی کبھی پاؤں دراز کرتے۔ ہمیشہ اپنے آپ کو کسی نہ کسی کام میں مصروف رکھتے۔

آپ عشقِ الٰہی میں سرشار تھے۔ آنکھیں پُرنم رہتیں۔ ایسا معلوم ہوتا کہ نہ صرف آنکھیں بلکہ دِل بھی رو رہا ہے۔ مُریدوں پر بے حد شفقت فرماتے۔ ماں باپ سے زیادہ شفیق۔ ہر رفیق سے بہتر رفیق۔ ہرکس و ناکس سے آپ کا حُسنِ سلوک ایسا دِلپذیر تھا کہ ہر کوئی یہ خیال کرتا کہ مجھے سرکار سب سے زیادہ محبّت فرماتے ہیں ؎

اے کہ باتُو ہر کسے رازِ دِگر
ہر گدا را بر درت نازِ دِگر

آپ کے ساتھ ہر کسی کا راز الگ ہے۔
ہر گدا کو آپ کے دروازے پر الگ ناز ہے۔

بارہا ایسا بھی دیکھا گیا کہ آپ نے دستِ مبارک سے غلام کے مُنھ میں لُقمہ ڈالا۔

بارہا ایسا ہُوا کہ مُرید کو دِن بھر آپ کی تلاش میں چلنا پڑا۔ جب بارگاہ میں پہنچا تو دریائے رحمت کو موجزن پایا۔ جتنی کوفت اُسے پہنچنے میں ہوئی ہوتی، اس سے کہیں زیادہ شفقت نصیب ہوتی۔

یہ واقعہ اکثر بھائیوں سے پیش آیا کہ اگر وہ دربار شریف رات کو بے وقت پہنچے تو سرکار غریب نوازؒ کو لالٹین لیے مُنتظر پایا۔ ع

خوش اقبال اوہا جس تیرے جان قدم توں واری

مہمانوں کی بہت خاطر و مدارات فرماتے۔ "لسی"۔ چائے۔ کھانا، جیسا بھی موقع ہوتا، دیتے۔ اور ان کو کئی کئی دِن جانے کی اجازت نہ دیتے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ امرتسر سے جو بھائی آئے تھے وہ ختم شریف کے دُوسرے روز ہی اجازت کے خواہاں ہُوئے، آپ نے یہ منظور نہ فرمایا۔ کچھ دیر کے بعد پھر اجازت کے واسطے حاضر ہوگئے۔ آپ نے اِرشاد فرمایا کہ اتنی جلدی نہیں جانے دُوں گا۔ لیکن وہ مُصر ہُوئے کہ ہمیں آج ہی اجازت ہو۔ اِس پر آپ نے ناراضگی سے فرمایا۔ "اچھا چلے جاؤ"۔ وہ تمام آبدیدہ ہوئے اور اپنے رویہ پر شرمسار ہوکر معافی کے خواستگار ہُوئے۔ سرکار غریب نوازؒ خوش ہُوئے اور پھر اُنھیں ایک دِن ٹھہرا کر رُخصت فرمادیا۔

آپ مُریدوں کو کھانا کِھلاتے۔ ان کے لیے بستر بچھاتے۔ کپڑے، لحاف وغیرہ تقسیم فرماتے۔ سونے کے واسطے جگہ تعین فرماتے۔ اور صبح سویرے سب کو جگاتے۔ مہمانوں کو آرام پہنچاتے اور اپنے آرام کا ہرگز خیال نہ کرتے بارہا ایسا ہُوا کہ آپ کے اوڑھنے کے واسطے کوئی لحاف نہ بچا اور آپ نے دلائی میں ہی رات گزار دی ؎

اے زہے مرشد، زہے احسانِ اُو
صد ہزاراں ہمچو من قربانِ اُو

کیا خوب مرشد ہیں اور کیا خوب آپ کے
اِحسان ہیں۔ مجھ جیسے لاکھوں ان پر قربان ہوں

ظاہری تعظیم و تکریم پسند نہ فرماتے۔ کوئی سلام کرے یا نہ کرے۔ کوئی نذرانہ لائے یا نہ لائے۔ آپ کے سلوک میں کچھ فرق نہ آتا۔

حاضری کے وقت کبھی حسبِ منشا سلام نہ ہوتا۔ شاذ و نادر ہی قدم

مُبارک تک ہاتھ پہنچتا۔ لیکن رُخصت کے وقت تو یہ موقع نصیب ہوجاتا۔ اکثر بھائی قدموں پر سر رکھ دیتے۔ بعض بوسہ دیتے۔ بھائی اقبال احمدؐ پاؤں مُبارک کے سامنے سر زمین پر رکھ دیتے۔ آنکھوں سے آنسو رواں ہوتے۔ سرکار غریب نوازؒ دستِ مُبارک سے پیشانی صاف کرتے۔ آپ نے اُنھیں ایسا سلام کرنے سے کبھی منع نہ فرمایا۔ ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ بعض آدمی میرے ہاتھ چومتے ہیں، پاؤں چُومتے ہیں، ان کے واسطے یہ سراسر گناہ ہے۔

آپ مہمانوں کو وِداع کرنے کے واسطے کُچھ دُور نکل جاتے۔ وِداع فرماتے وقت گلے سے لگا لیتے۔ رُخصت کے بعد پھر کھڑے دیکھتے رہتے، حتیٰ کہ وہ نظر سے غائب ہوجاتے۔ بقول کسے ؏

دیکھا کیے ہیں اُن کو جہاں تک نظر گئی

جانے والوں پر اس وقت بے حد خوف طاری ہوتا۔ زبان سے بے اِختیار اِستغفار جاری ہوجاتا۔ بوجہ ادب پیچھے مُڑ کر دیکھنے کی ہمّت نہ ہوتی۔ یہی خیال دِل کو کھائے جاتا کہ ایسے گنہگار اور یہ بارشِ کرم۔

پہلی یا دُوسری بار آنے والے مہمانوں سے کھانا وغیرہ پُوچھنے کے بعد کُچھ گفتگو نہ فرماتے۔ یہ بھی نہ پُوچھتے کہ کون ہو، کہاں سے آئے ہو، اور کیوں آئے ہو۔ بسا اوقات انھیں بیٹھے چھوڑ کر کار و بار میں مصروف ہوجاتے۔ یُوں معلوم ہوتا کہ آپ نئے آنے والوں کو خوش آمدید نہیں کہتے ہزاروں آدمی ایک دو دفعہ آکر پھر کبھی نہ آئے۔ اگر کوئی اس کے باوجود بھی آتا رہتا تو پھر اس کو پتہ چلتا کہ آپ سراپا محبّت ہیں۔

بارہا ایسا دیکھنے میں آیا کہ کئی بھائی بیماری کی حالت میں ہی آجاتے جتنے دِن رہتے، ایسا معلوم ہوتا کہ بیماری تقریباً ختم ہوچکی ہے، آرام سے وقت

گزرتا رہتا۔

حضور "بابوجی" صاحبؒ اِرشاد فرماتے تھے کہ اگر مُرید کو پتہ چل جائے کہ پیر کو اُس کے ساتھ کس قدر محبت ہے تو لیلیٰ مجنوں کے قصّے بھول جائے۔

آپ کم کھاتے۔ کم سوتے، اور کم گفتگو کرتے۔ عموناً ایک چپاتی سے زائد نہ کھاتے۔ اگر کھانے میں دُوسری چیز بھی ہوتی تو آپ آدھی روٹی ہی تناول فرماتے۔ دِن بھر مٹھائی اور پھل وغیرہ کئی اشیاء آتی رہتیں، لیکن کِسی چیز کا شوق نہ فرماتے۔ کبھی کبھار ایک آدھ بتاشہ یا کِسی چیز کا تھوڑا سا بچا کُھچا چُورا مُنہ میں ڈال لیتے۔ آموں کے موسم میں دِن بھر آم تقسیم کرتے رہتے اور خود کبھی ایک آم میں سے ذرا سا دبا کر ہاتھ پر رس نِکال لیتے اور نوش فرماتے۔ ایسا بھی دیکھنے میں آیا کہ آم کو ایک دو دفعہ چُوسا اور کِسی کو دے دیا۔ اوروں کو روزانہ دُودھ پلاتے اور خود شاید ہی کبھی دو تین گھُونٹ پیتے۔

علی الصّبح رفعِ حاجت کے واسطے باہر تشریف لے جاتے۔ کم خوردنی کی وجہ سے معدہ میں کبھی شکایت نہ ہوتی۔

انڈا اور گوشت نہ کھاتے۔ ختم شریف کے دِن تبرّکاً کِسی کی پیالی میں ایک لُقمہ ذرا سا شوربا لگاکر تناول فرما لیتے۔ کھانا عموماً مہمانوں کے ساتھ بیٹھ کر کھاتے۔ اپنے کھانے میں سے تھوڑا تھوڑا ساتھ والوں کو بھی عنایت فرماتے۔ جب مہمان زیادہ ہوتے تو خود بھی کھانا کھلانے میں مصروف ہوجاتے اگر کوئی مہمان دیر تک کھانا کھانے میں مصروف رہتا تو آپ اس کو پُوچھتے رہتے کہ کُچھ اور چاہیے۔ ایسا بھی فرماتے سُنا گیا کہ یہ زیادہ نہیں کھاتا، اس کو بہت آہستہ کھانے کی عادت ہے۔ غالباً یہ اس لیے فرماتے کہ شرمساری نہ ہو۔

اور کھانے سے ہاتھ نہ کھینچ لے۔ بعض آدمی چند لقمے پلیٹ میں چھوڑ دیتے۔ آپ یہ پسند نہ فرماتے۔ روٹی ہمیشہ اُوپر سے اُٹھاتے۔ نیچے سے نکالنے کو منع فرماتے۔

کھانے پر کسی قسم کا اعتراض روا نہ رکھتے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ دعوت میں حلوہ دیا گیا، جس میں گھر والے چینی ڈالنا بُھول گئے۔ بپاسِ ادب سب نے خاموشی سے کھا لیا۔ جب گھر والے خود کھانے لگے تو معلوم ہُوا کہ چینی نہیں ڈالی گئی، وہ معذرت کے واسطے حاضر ہُوئے۔ آپ نے اِرشاد فرمایا: کچھ مضائقہ نہیں، کھایا ہی گیا ہے۔

سردیوں میں بمشکل پانچ گھنٹے۔ اور گرمیوں میں اس سے بھی کم اِستراحت فرماتے۔ دوپہر کے کھانے کے بعد دس پندرہ منٹ قیلولہ فرماتے۔ باقی تمام وقت آدمیوں میں بیٹھے رہتے۔ سبحان اللہ، اِتنے بڑے فقیر اور کوئی وقت علیحدگی کا نہ ہوتا۔ حضور "بابوجی" صاحبؒ فرمایا کرتے کہ ایسا شاید ہی کسی فقیر نے کیا ہو۔ شاذ و نادر ہی بیکار بیٹھتے۔ کسی نہ کسی کام میں مصروف رہتے۔ جو مہمان پڑھے لکھے ہوتے ان کو تمام دِن نعت شریف نقل کرنے کا کام رہتا۔ بعض وقت تو عشاء کے بعد بھی یہ کام شروع رہتا۔ سرکار غریب نوازؒ نقل کردہ نعت شریف پڑھتے اور کتابت کی غلطیاں درست فرماتے رہتے۔ تمام عُمر عشقِ الٰہی میں وارفتہ اور حُبِ رسولؐ کے نشہ میں سرشار رہے اور اِسی جذبۂ شوق سے اکثر نعتیں اور کافیاں تصنیف فرمائیں۔ آپ کی چند ایک نعتیں تبرکاً آئندہ صفحوں میں درج کی گئی ہیں۔ (ملاحظہ ہو صفحہ ١٦٥)

آپ بِلا ضرورت گفتگو نہ فرماتے۔ عمُوماً خاموش رہتے۔ ناسمجھ لوگ آپ کی مجلس میں آپس میں گفتگو کرتے رہتے۔ نہ انھیں باز رہنے کی ہدایت

فرماتے اور نہ ہی شریکِ گفتگو ہوتے۔ دِن میں کئی بار زبانِ پاک سے "فضلِ کرم" کے الفاظ نکلتے۔ کبھی باقاعدہ وعظ و نصیحت نہ فرماتے۔ ہاں دَورانِ گفتگو اگر کوئی بات آجاتی تو ہدایت بھی فرماتے۔ اگر کوئی مسئلہ پوچھتا تو فرماتے مجھے معلوم نہیں کسی عالمِ دِین سے پُوچھ لو۔ بحث مُباحثہ میں نہ پڑتے۔ اوروں کو بھی اس سے باز رہنے کی ہدایت فرماتے۔ باوجودیکہ سرکار غریب نوازؒ سے گفتگو کا بہت کم موقع مِلتا لیکن دِل خوشی سے معمور رہتا۔

آپ قہقہہ مار کر نہ ہنستے۔ دُوسروں کو بھی اس سے باز رہنے کی ہدایت فرماتے۔ کبھی کبھی مسکراتے اور معمولی سا مذاق بھی کرتے۔ ایک دفعہ کا ذِکر ہے کہ بھائی فتّہ شاہ نے عرض کی کہ سرکار حاجی صاحبؒ عرض کرتے تھے کہ اِن دِنوں اندھیر رہتا ہے۔ اِرشاد فرمایا کہ "توں لالٹین لے کر کھڑا ہوجایا کر"۔

شدت کی گرمی میں بھی ننگے بدن نہ ہوتے۔ پنڈلی یا نصف ساق سے اُوپر ٹانگ کو ننگا نہ دیکھا گیا۔

تمام عُمر کسی کی بُرائی یا نکتہ چینی نہ کی، بلکہ جب کسی کو یاد کیا اس کی خوبی سے ہی یاد فرمایا۔ جو لوگ حضور کے خلاف بھی گفتگو کرتے ان سے اور بھی زیادہ حسنِ سلوک روا رکھتے۔

اپنے مہمانوں اور غلاموں کی لغزشوں کو خندہ پیشانی سے برداشت فرماتے ایک دفعہ بھائی عبدالرشید اور بھائی اِقبال احمد کافی عرصہ کے بعد سرکار غریب نوازؒ کی درگاہ میں اکٹھے ہُوئے۔ سردیوں کے دِن تھے۔ رات کو بستر پاس پاس تھے۔ سرکار غریب نوازؒ بھی پاس ہی آرام فرماتے تھے۔ ان دونوں نے آہستہ آہستہ سرگوشیوں میں باتیں شروع کردیں کہ شاید سرکار پاکؒ سو گئے ہیں۔

لہ بھائی فتّہ شاہ اور حاجی صاحب پیر بھائی تھے اور دوست بھی۔

آدھی رات سے زیادہ وقت گزر گیا، لیکن انھوں نے باتیں ختم نہ کیں۔ سرکارِ پاکؒ نے نہ اشارۃً اور نہ کنایۃً منع فرمایا۔ صبح سویرے "بابوجی" صاحبؒ نے اُنھیں تنبیہہ فرمایا کہ افسوس، تم نے شوقِ گفتگو میں اپنے مرشدِ پاک کو بے آرام رکھا۔

ضبط اِس قدر تھا کہ کیسی بھی جسمانی تکلیف کیوں نہ ہوتی اس کا ہرگز اظہار نہ کرتے۔ عُمر بھر کِسی نے زبانِ مُبارک سے ہائے کا لفظ نہ سُنا۔ بارہا دیکھا کہ شدّت کا بخار ہے۔ آپ اسی طرح بیٹھے ہیں، یا کِسی کاروبار میں مشغول ہیں اور کِسی کو اس کا علم تک نہیں۔ بائیں بازو میں برسوں درد رہا بازو قدرے سُوکھ گیا۔ پٹھے سخت ہوگئے۔ ہاتھ پُورے طور پر حرکت کرنے سے رہ گیا۔ بازو اُوپر نہ اُٹھتا۔ کُرتا پہننے میں تکلیف ہوتی۔ لیکن آپ نے کبھی کِسی سے اس کا تذکرہ نہ کیا۔ کبھی کبھی آپ داہنے ہاتھ سے بازو کو دبایا کرتے جس سے پتہ چلتا کہ بازو میں تکلیف ہے۔

بیماری کے ایّام میں بھی آپ کے معمول میں فرق نہ آتا۔ آخری طویل علالت کے دُوران بھی آپ مثلِ سابق وِرد و وظائف ادا کرتے رہے۔ عِلاج کی طرف بہت کم توجّہ دیتے۔ اور لوگ آپ کے لیے شربت۔ مُرتّبہ جات و یاقوتیاں وغیرہ بنواکر لاتے۔ مگر آپ خود اِستعمال کرنے کی بجائے لوگوں میں تقسیم فرما دیتے۔ انگریزی دوائی مُطلق اِستعمال نہ کرتے۔ لیکن دُوسروں کو اس کے اِستعمال سے منع نہ فرماتے۔ ایک دفعہ دھوگڑی میں ایک فوجی افسر نے آپ کو چائے کی دعوت دی۔ جس میں ولایتی[1] بسکٹ پیش کیے۔ آپ نے ان کو مطلق نہ کھایا لیکن دُوسروں کو کھانے سے منع بھی نہ فرمایا۔

ہر حالت میں راضی برضا رہے۔ موسم کیسا بھی شدید کیوں نہ ہو

---

[1] ولایتی بسکٹ حرام چربی سے بنے ہوتے ہیں۔

حالات کیسے بھی ناموافق کیوں نہ ہوں کبھی بھی حرفِ شکایت زبانِ مُبارک پر نہ لاتے۔ یہی معلوم ہوتا کہ آپ ہر حال میں خوش ہیں۔ ع

سرِ تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں آئے

لوگوں کے دُنیاوی جھگڑوں میں دخل نہ دیتے۔ اکثر دیکھا گیا کہ لوگ اپنے تنازعات کے فیصلوں کے واسطے آپ کے پاس حاضر ہوتے لیکن آپ یہی اِرشاد فرماتے: "مینوں کُجھ پتہ نہیں' آپے ہی جیداں مرضی ہے بنڑ جو۔" ؎

ما قصۂ سکندر و دارا نہ خواندہ ایم

از ما بجز حکایتِ مہر و وفا مپرس

ہم سکندر اور دارا کا قصہ نہیں پڑھے ہُوئے
ہم سے تو سوائے مہر و وفا کی کہانی کے اور کچھ نہ پوچھ

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سرکار غریب نوازؒ کا ایک غلام جو غایت درجہ کا نحیف تھا اور بمشکل چل پھر سکتا تھا' سلام کے واسطے دربار شریف آرہا تھا۔ دربار شریف کے نزدیک آکر گر گیا۔ ٹٹی خطا ہوگئی اور چادر ناپاک ہوگئی۔ اسی طرح اُٹھ کر چل پڑا کہ دربار شریف جاکر غسل خانہ میں نہا دھو کر سلام عرض کرے گا۔ دِل ہی دِل میں دُعائیں کرنے لگا کہ یا خُدا، سرکار غریب نوازؒ کی زیارت بعد طہارت ہو۔ جب دروازۂ اقدس پر پہنچا تو سرکار غریب نوازؒ کو مُنتظر پایا۔ آپ نے مُسکراتے ہُوئے اِرشاد فرمایا' پہنچ گئے' اور ملنے کے واسطے آگے بڑھے۔ اس نے عرض کی کہ سرکار بندہ ناپاک ہے، کپڑے غلیظ ہوگئے ہیں۔ آپ نے ان باتوں کی کوئی پرواہ نہ کی اور گلے سے لگا لیا۔ جتنے دِن وہ بھائی صاحب دربار شریف میں رہے' سرکار غریب نوازؒ اُنھیں بے حد پیار فرماتے اور بار بار گلے سے لگاتے۔ سرکار غریب نوازؒ کی یہ شفقت

اور خُدا کی بے نیازی دیکھ کر بے ساختہ زبان سے نکلتا۔ سُبحان اللہ۔ سُبحان اللہ۔

اپنے غلاموں پر اتنی کرم فرمائی تھی کہ شاذ و نادر ہی دیکھنے میں آئی ہوگی۔ اکثر اُن سے فرماتے کہ اگر ایک طرف کا کرایہ بھی ہوجائے تو ہل جایا کرو۔ واپسی کا کرایہ میں دے دیا کروں گا۔ اگر کوئی مفلوک الحال مُرید ندرانہ پیش کرتا تو حضورؒ فرماتے رہنے دو، مُجھے آگیا۔ کبھی کبھی حضورؒ ایسے غلاموں کو کچھ عطا بھی فرماتے۔

غلاموں کو صحیح راستہ دِکھلانے کا انداز بھی نرالا تھا۔ یوں اشاروں سے سمجھاتے کہ دُوسروں کو پتہ بھی نہ چلتا کہ کِس کو ہدایت فرمائی جارہی ہے۔

ہر جمعرات کو کپڑے صاف کراتے اور بہ یک وقت آپ ایک جوڑے سے زائد کپڑے نہ رکھتے۔ کپڑوں کو کلف نہ لگاتے اور نہ ہی عطر وغیرہ کا شوق فرماتے۔ جمعہ کے روز غسل فرماتے۔ کبھی کبھی نمازِ جمعہ کا خطبہ بھی پڑھتے۔ لیکن امامت نہ کرتے۔ جب راستہ چلتے، سرِ مُبارک پر چادر اوڑھے، نیچی نگاہ سے چلتے۔ سفر میں قدم مُبارک لمبا اور تیز ہوتا۔ رفیقِ راہ اکثر بہت پیچھے رہ جاتے۔ کبھی کبھی آپ پیچھے مُڑکر دیکھ لیتے اور ان کو ساتھ بلا لیتے۔ اِگر ہمراہی کُچھ زیادہ ہوتے تو بیشتر حِصّہ پہلے روانہ فرمادیتے۔ اور خود دو چار آدمیوں کی معیت میں سفر کرتے۔ آپ ہمیشہ سفر میں ہی رہتے۔ اکثر دوپہر کا کھانا کھا کر روانہ ہوتے۔ آبادی سے کُچھ دُور نِکل کر کھڑاؤں اُتار دیتے ریت خواہ کِتنی ہی گرم کیوں نہ ہوتی، ننگے پاؤں گزر جاتے۔

ہندو، سِکھ، عیسائی، چوہڑے، چمار۔ غرضیکہ ہر مذہب و ملت کے لوگ آپ کے عقیدت مندوں میں شامل ہیں۔ ان میں سے اکثر لوگوں کو سرکار غریب نوازؒ سے اس قدر محبت ہے کہ اُن کے آداب و نیاز، خلوص دلی اور

جذبۂ ایثار دیکھ کر شرم محسوس ہوتی ہے کہ ہم بھی سرکار کے مُرید ہیں۔ درحقیقت یہ تو سرکار غریب نوازؒ کا کرم ہے کہ ہم جیسے لوگوں کو آپ نے اپنے حلقۂ ارادت میں قبول فرمایا۔ ورنہ ہم اس قابل کہاں تھے ؎

اکسیر خاک کو تیرے پَرتُو نے کردیا
ورنہ میں جانتا ہوں جو تھی آبرُو میری

عموماً سرکار غریب نوازؒ کشف کا اظہار نہ فرماتے۔ ہر معاملہ میں اِس طرح عمل پیرا ہوتے جیسے وہ معاملہ آپ کے حضور میں پیش کیا جاتا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک ملنگ حضور "بابوجی" صاحبؒ کے خلاف زہر اُگل رہا تھا۔ پاس سے بھائی فضل الدّینؒ نے کہا: بھائی صاحب ایسی گفتگو کرنا مُناسب نہیں۔ ہم سب دُنیا دار مُرید تو حضور "بابوجی" صاحبؒ کے جُوتے کی خاک کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔ یہ بات ان کو سخت ناگوار گزری اور کئی جھُوٹی شکائتیں ان کے خلاف سرکار غریب نوازؒ کی خدمت میں کہہ سُنائیں اس کا اثر یہ ہُوا کہ سرکار غریب نوازؒ بظاہر ان سے ناراض ہوگئے۔ اور دیر تک یہی صُورت رہی۔

اس قسم کے اور بھی دو تین واقعات گزرے۔ جن کو اِختصار کے خیال سے تحریر نہیں کیا گیا۔ دُوسرے بھائی اُن کے لیے معافی کی عرض کرتے اس پر آپ فرمایا کرتے کہ رگڑا لگ جائے تو اچھا ہے۔

جب تک مُرید صادق الیقین نہ ہوجاتا آپ یہ ہرگز ظاہر نہ فرماتے کہ انھیں اس کے حال کا علم ہے۔ لیکن جب مُرید صادق الیقین ہوجاتا تو پھر آپ کشف ظاہر فرمادیتے اور اس کو پتہ چلتا کہ اس کے شیخ کو اس کا سارا حال معلوم ہے۔ بارہا دیکھا گیا کہ ایسے افعال کے متعلق بھی آپ نے تنبیہ

فرمائی، جن کا ذکر اُس مُرید نے کبھی کِسی سے نہ کیا تھا۔

جب آپ کِسی گاؤں میں تشریف لے جاتے تو بچے دیکھ کر بھاگے آتے اور آپ سے لپٹ جاتے۔ جب آپ جاتے تو اکثر بچے روتے۔ پھر اُن کو پیار، دِلاسا دیتے اور پیسے دے کر خوش کرتے۔

جہاں آپ جاتے' غرباء کو کھانا، کپڑے اور روپیہ پیسے عنایت فرماتے اور بہت محبّت سے پیش آتے۔

دھوگڑی میں ایک عجیب منظر دیکھنے میں آتا۔ دوپہر کو جب آپ کھانا کھانے کے واسطے تشریف لے جاتے تو راستہ کے دونوں طرف مرد و زن، بچے اور بُوڑھے شوقِ زیارت سے چشم براہ ہوتے۔ سرکار غریب نوازؒ سرِ مُبارک کے اُوپر چادر اوڑھے، نیچی نگاہوں سے گزر جاتے۔ جہاں جہاں آپ زیادہ قیام فرماتے' ایسا ہی منظر دیکھنے میں آتا ؎

سُلطانِ خُوباں میرود ہر سُو ہجومِ عاشقاں
چابک سواراں یک طرف۔ مسکیں گدایاں یک طرف

محبوبوں کے سُلطان جارہے ہیں۔ ہر طرف عاشقوں کا ہجوم ہے
چُست سوار ایک طرف ہیں اور مسکین گداگر دُوسری طرف۔

ہر گاؤں میں جہاں کہیں ڈیرہ شریف بن جاتا' آپ کبھی تبدیل نہ فرماتے جس سے ایک دفعہ تعلّقات قائم ہوجاتے وہ چاہے کتنا بدل جائے لیکن آپ کے سلوک میں فرق نہ آتا۔ ؏

زہے نصیب کہ تو دستگیرِ ما شدہ ای
کیسی خوش نصیبی ہے کہ آپ ہمارے دستگیر بنے ہیں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سرکار غریب نوازؒ سکرالہ شریف میں رونق افروز

تھے۔ عُرس شریف بابا مست صاحبؒ ختم ہو چکا تھا۔ سرکار غریب نوازؒ تھکے ماندے قیلولہ فرمانے لگے کہ اتنے میں بھائی منشی نائی نے آکر پوست کے واسطے کچھ مانگا۔ صبح سے وہ کئی بار پوست کے واسطے پیسے لے چکا تھا۔ سرکار غریب نوازؒ نے اس کو جواب دیا کہ جا اب تو آرام کرنے دے۔ لیکن وہ تکرار سے باز نہ آیا۔ جو کچھ اس نے کہا اس کا جواب پایا مگر پیسہ نہ مل سکا۔ آخر وہ مایوس ہوگیا اور کہا سرکار پیری مریدی بس۔ یہ سُن کر سرکار غریب نوازؒ نے سکوت فرمایا اور مطلق جواب نہ دیا۔ کسی نے سچ کہا ہے: ؎

لج پال پریت نوں توڑ دے نئیں
جہدی بانھ پھڑدے اوہنوں چھوڑدے نئیں

آپ کبھی ناشائستہ الفاظ زبانِ مُبارک پر نہ لاتے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک ملنگ نے بھینس کو گالی دی۔ آپ نے اس کو اِرشاد فرمایا کہ تمھیں یہاں آئے ہُوئے اتنے سال ہُوئے کبھی میرے مُنہ سے بھی گالی سُنی۔

رات کو زمین پر سوتے کتنی بھی سردی کیوں نہ ہو توشک نہ بچھاتے حتیٰ کہ آخری بیماری کے ایام میں لوگوں نے ہر چند کوشش کی کہ روئی دار کپڑا نیچے بچھادیں، لیکن آپ نے اجازت نہ دی۔ سرہانہ ہمیشہ چوتھی وغیرہ کا ہی رکھتے۔ چونکہ مہمان زیادہ ہوتے، پاس پاس سوتے۔ بارہا دیکھا گیا کہ لوگ سرکار غریب نوازؒ کے بدن مُبارک پر ٹانگیں رکھ لیتے یا لپٹ کر سوجاتے۔ لیکن آپ کبھی نہ اٹھاتے، بلکہ اگر کوئی اُٹھانا بھی چاہتا تو آپ فرماتے کہ رہنے دو۔ سونے سے قبل آپ پیشاب کرنے کے واسطے لوٹا لے کر باہر جاتے اور پھر رات کو کبھی نہ اُٹھتے۔

کبھی کبھی رات کو سوتے وقت سادہ سُرمہ بھی آنکھوں میں لگاتے۔ زیادہ تر پاؤں کے بل بیٹھتے۔ کبھی چار زانو بھی بیٹھ جاتے۔ پاؤں دراز کرکے ہر گز نہ بیٹھتے۔ اگرچہ دیوار کے پاس بیٹھتے لیکن سہارا نہ لیتے۔ اُونی کپڑے۔ کمبل۔ قالین وغیرہ پر پاؤں مُبارک نہ رکھتے۔ سبز رنگ کا بہت اِحترام کرتے۔ اگر لحاف میں سبز رنگ لگا ہوتا تو وہ بھی از رُوئے ادب نہ اوڑھتے۔ سبز شلوار۔ تہبند اور جُوتے میں سبز رنگ پہننے سے منع فرماتے علمائے کرام اور سادات کو نذرانہ دیتے اور بڑا اِحترام کرتے۔ سیّدوں کو قدم مُبارک کو ہاتھ نہ لگانے دیتے۔ اگر کوئی کہتا کہ فلاں بناوٹی سیّد ہے تو فرماتے کہ سیّد کے نام کو سلام ہے، ہمیں اور کسی بات سے کچھ غرض نہیں۔

جب کبھی آپ سودا خرید فرماتے۔ قیمت گرانے کی بہت کوشش فرماتے۔ بارہا دیکھا کہ صفیں اور جُوتے بیچنے والے دربار میں آجاتے تو آپ قیمت گرانے کے واسطے بہت تقاضا کرتے۔ جب سودا طے ہو جاتا تو پھر آپ بخشش کا دریا بہا دیتے۔ اشیائے خوردنی کی گٹھڑیاں باندھ دیتے۔ اور وہ نہایت خوش ہوکر دُعائیں دیتے رُخصت ہوتے۔

عُمر بھر مُجرّد رہے۔ عورتوں کو بہت کم نزدیک آنے دیتے اور بہت جلد رُخصت فرمادیتے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ دربار تھلہ شریف میں منصور پُور شریف کی بہت سی عورتیں سلام کرنے کے واسطے آئیں۔ ابھی وہ آٹھ دس گز کے فاصلہ پر ہوں گی کہ سرکار غریب نوازؒ نے اِرشاد فرمایا کہ جاؤ سلام ہو گیا بھائی محمد علی ملنگ بھی پاس تھا۔ اس نے عرض کی کہ سرکار ان کے تو دُودھ

دہی وغیرہ لاتے لاتے سربھی گھس گئے۔ اِنھیں تو سلام کر لینے دیجیے۔ یہ سُن کر سرکار غریب نوازؒ خاموش رہے۔ عورتیں بڑھی چلی آئیں۔ قریب آکر سلام کیا اور واپس ہوگئیں۔

کسی چیز کو ضائع نہ ہونے دیتے۔ معمولی چیز کو بھی اس قدر اِحتیاط سے سنبھالتے کہ کوئی دُنیا دار بھی ایسا نہ کرتا ہوگا۔ لوگ اس قدر تحفہ تحائف لاتے رہے کہ اگر آپ جمع رکھتے تو کہیں رکھنے کو جگہ نہ ملتی لیکن سوائے ان چیزوں کے جو مہمانوں کے آرام کے واسطے درکار ہوتیں، باقی سب تقسیم فرمادیتے۔ بارہا ایسا دیکھا گیا کہ چیز پیش ہوتے ہی کسی کو عنایت فرمادی۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ نے سب دیگیں، پراتیں، گیس لیمپ وغیرہ اور کچھ مویشی لوگوں کو دے دیئے۔ یہ دیکھ کر لوگوں کو خیال پیدا ہوگیا کہ شاید آپ کا سفر نزدیک ہے۔

آپ غریبوں سے مل کر بہت خوش ہوتے اور ان سے بہت محبت کرتے اس لیے آپ کا لقب سرکار غریب نوازؒ مشہور ہُوا۔ بعض "سچی سرکارؒ" بھی کہتے۔

حضورؒ کا معمول تھا کہ اپنے صاحب حیثیت غلاموں کو فرماتے کہ سردیوں کے موسم میں کچھ کمبل یا لحاف لیتے آئیں، جُونہی وہ لحاف اور کمبل آتے اُسی وقت غرباء میں تقسیم ہوجاتے۔

غریبوں کو رُوپے، کپڑے اور اشیائے خوردنی دیتے۔ حضورؒ کا ایک مُرید نہایت غریب تھا۔ اس کی پانچ صاحبزادیاں تھیں۔ آپ نے پانچوں کی شادی ایک ہی رات میں کردی اور کھانے، کپڑے۔ زیورات وغیرہ کا تمام

خرچ حضورؒ نے اپنی گرہ سے ادا کیا۔

لوگ آپ کے پاس اکثر آتے جاتے رہتے۔ اگر کوئی پوچھتا کہ یہ کون ہے تو آپ فرماتے کہ یہ میرا ملنے والا ہے۔ کبھی یہ نہ فرماتے کہ میرا مُرید ہے، یا بچّہ ہے۔ یا یہ فلاں افسر ہے۔ اس کی پانسو یا ہزار روپیہ ماہوار تنخواہ ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ دُنیا آپ کی نگاہوں میں ہیچ تھی۔

کبھی کبھی مریدوں کو خط کا جواب بھی تحریر فرماتے اور اکثر یہ دُعا تحریر فرماتے: "خدا وند کریم اپنی اور اپنے حبیبِ پاکؐ کی محبت عطا فرمائے"۔

جواب بہت مُختصر اور مضمون ہمیشہ ایک ہی سا ہوتا۔ بایں ہمہ نامۂ مُبارک آنے پر اس قدر خوشی ہوتی کہ بیان سے باہر ہے۔ بھائی بار بار پڑھتے چُومتے۔ آنکھوں سے لگاتے اور کئی کئی دِن جُدا نہ کرتے۔ جب جواب لکھنے بیٹھتے تو گھنٹوں عرض و معروض میں گزر جاتے۔ بالآخر کچھ لکھنے کی جرأت نہ ہوتی جواب میں ہمیشہ دو حرفی خط ہی لکھا جاتا ؎

بشرحِ شوق تو طے شُد تمام نامۂ عُمر

ہنوز نامۂ شوقت نمے رسد تمامی

آپ کے شوق کی تفصیل میں تمام عُمر کا خط مکمل ہُوا لیکن
اب بھی آپ کے شوق کی چٹھی مکمل نہیں ہوئی۔

جیسا کہ پہلے ذکر آچکا ہے جانوروں پر بے حد شفقت کرتے۔ کسی جانور بیل گاڑی، گھوڑا گاڑی وغیرہ پر سواری نہ کرتے۔ چمڑے کا جوتا بھی نہ پہنتے۔ پہلے ننگے پاؤں رہے اور پھر حضرت خواجہ حافظ صاحبؒ کے حکم سے کھڑاؤں پہننا شروع کیا۔ ہمیشہ زمین پر سوتے چارپائی، کرسی وغیرہ پر نہ بیٹھتے۔ مکانوں کی چھتوں پر تشریف نہ لے جاتے۔ کبھی کسی کھیل تماشا کی محفل میں شرکت نہ فرماتے۔ طوائفوں کا راگ بھی نہ سُنتے۔

بزرگانِ دین کے عُرس

گر عارفانِ حق سے چاہتے ہو رسم و راہ
تو اعراس ان کے دل سے منایا کرو سدا

سرکار غریب نوازؒ بزرگانِ دین کے ختم شریف بڑے اہتمام سے کرواتے، محرم الحرام کی پانچویں تاریخ کو حضور بابا فرید الدین گنج شکر مسعودؒ کا ختم شریف کرواتے اور نویں دسویں کو روزہ رکھتے۔ اور دسویں کو ختم شریف سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کرواتے۔ علاوہ ازیں گرمیوں میں شربت اور سردیوں میں چائے کی سبیل شاہراہِ عام پر لگواتے۔

بارہ ربیع الاوّل کو قبل دوپہر محفلِ میلاد اور دوپہر کو ختم شریف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوتا۔ اس تقریب پر اور کھانوں کے علاوہ دُودھ کی کھیر ضرور پکواتے۔ کبھی کبھی ختم شریف کے بعد سرکار غریب نوازؒ دست بستہ کھڑے ہوجاتے اور غایت عجز و نیاز کے ساتھ مندرجہ ذیل شعر بار بار پڑھتے ؎

کن نظر بر حالِ زارم بے سروپا بے نوا
لَیْسَ فِی الدَّارَیْنِ غَیْرُکَ یا محمدؐ مُصطفیٰ

مجھ بے سروپا بے نوا کے حالِ زار پر نظر کیجیے۔ یا محمدؐ مصطفیٰ
آپ کے سوا دونوں جہانوں میں میرا اور کوئی نہیں ہے۔

آواز میں سوز۔ دِل میں اِضطراب اور آنکھیں اشکبار ہوتیں۔ ایسا معلوم ہوتا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رُو برو کھڑے عرض گزار رہے ہیں۔ سب حاضرین پر رِقت طاری ہوجاتی اور دیر تک محفل کی یہی کیفیت رہتی۔

تیرہ اور چودہ ربیع الاوّل کو مخدوم علی احمد صابرؒ اور خواجہ قطب صاحبؒ کے ختم شریف ہوتے۔ چھ رجبُ المرجب کو قبل دوپہر میلاد شریف ہوتا۔ دوپہر کو ختم شریف خواجۂ خواجگان خواجہ غریب نواز، معینُ الدین حسن سنجریؒ کا ہوتا۔ نَو رمضان المبارک کو حضرت شرف الدین بُو علی قلندرؒ کا اور اِکیس کو حضرت امیرالمؤمنین علی کرم اللہ وجہٗ کا ختم شریف ہوتا۔

دو تین جیٹھ کو حضرت خواجہ حافظ صاحبؒ کا عرس مبارک ہوتا۔ لوگوں کا بڑا اِجتماع ہوتا۔ تمام رات محفلِ میلاد جاری رہتی۔ پہلے قوالی بھی ہوتی تھی۔ بعد ازاں آپ نے بند فرمادی۔ فرماتے کہ زیادہ تر وہ لوگ محفلِ سماع میں شامل ہوتے ہیں جو اس کے اہل نہیں ہوتے۔ اور لوگ حُقّہ، سگریٹ نوشی کرتے رہتے ہیں جوکہ خلافِ آدابِ محفلِ سماع ہے۔ سرکار غریب نوازؒ نے حضرت خواجہ صاحبؒ کے تینتالیس ۴۳ عُرس کروائے۔

مکیریاں میں مائی بھاگن شاہؒ کا۔ اُچّی بسّی میں بابا قطب صاحبؒ کا اور سکرالہ میں بابا مست صاحبؒ کا ختم شریف بھی کرواتے۔ ان عُرسوں پر قوالی بھی ہوتی۔ محفلِ میلاد شریف بڑے اہتمام سے کرواتے۔ محفل کی زیبائش بھی کوشش سے کرواتے۔ ہر ماہ کی گیارھویں کو محبوبِ سبحانی، قطبِ رّبانی غوثِ صمدانی میراں محی الدین سید عبد القادر جیلانیؒ کا ختم شریف ہوتا۔

وصال شریف

ہرگز نہ میرد آں کہ دِلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

وہ شخص جس کا دِل عشق سے زندہ ہوگیا، ہرگز نہیں مرتا
دُنیا کے رسالہ پر ہمارا دوام ثبت ہوچکا ہے۔

سرکار غریب نوازؒ چند سالوں سے ختم شریف خواجۂ خواجگان خواجہ غریب نواز معین الدّین حسن سنجریؒ دہوگڑی میں کرواتے۔ موسم برسات ۱۹۴۰ء میں بارش بہت زیادہ ہُوئی۔ جابجا نکیریاں ریلوے لائن ٹوٹ گئی اور آمد و رفت رُک گئی۔ اس لیے سرکار غریب نوازؒ حسبِ پروگرام دہوگڑی نہ پہنچ سکے۔ ادھر بہت سے خُدّام عُرس خواجہ غریب نوازؒ میں شرکت کے لیے آچکے تھے۔ سرکار غریب نوازؒ کی تشریف آوری کے اِنتظار میں ہر روز سب مِل کر سٹیشن پر اِستقبال کے لیے جاتے۔ جب گاڑی آتی تو شوقِ زیارت سے ہر بُنِ مُو سراپا چشم بن جاتا نگاہیں اسی جُستجو میں تیزی سے گاڑی کیساتھ ساتھ دوڑتیں۔ ہر کس شوقِ دید میں ایسا محو ہوتا کہ اور کُچھ خبر نہ رہتی۔ اس منظر کو امیر خسروؒ نے کیا ہی خوب پیرایہ میں بیان فرمایا ہے ؎

خبرم رسید امشب کہ نگار خواھی آمد
سرِ من فدائے راہے کہ سوار خواھی آمد
ہمہ آھوانِ صحرا سر خود نہادہ برکف
بہ امید آنکہ روزے بشکار خواھی آمد

آج رات مجھے خبر پہنچی کہ محبوب تشریف
لائیں گے ۔ میرا سر اس راستہ پر قربان جہاں سے
آپ کی سواری گزرے گی ۔ صحرا کے تمام ہرن اپنا
سر اس امید پر ہتھیلی پر رکھے ہوئے ہیں کہ
کسی روز آپ شکار کے لیے تشریف لائیں گے۔

آخر خدا خدا کرکے اِنتظار کی گھڑیاں ختم ہُوئیں اور چھ اگست کو آپ دھوگڑی[۵] تشریف لے آئے ۔ آپ کی زیارتِ پاک سے جو خوشی نصیب ہُوئی اس کا اندازہ وُہی لگاسکتا ہے جس نے اِنتظارِ یار میں طویل گھڑیاں گزاری ہوں ۔

سلام دُعا سے فارغ ہوکر آپ فرداً فرداً بات چیت کرنے لگے ۔ حضورؒ نے بھائی فضل الدینؒ سے پُوچھا کہ کتنی رُخصت لے کر آیا ہے ۔ بھائی صاحبؒ نے ڈرتے ڈرتے عرض کیا کہ سرکارؒ چھتّیس[۳۶] دِن کی ۔ اس پر آپ نے کوئی اِعتراض نہ کیا ۔ ورنہ قبل ازیں تو آپ ایک ہفتہ کی رُخصت بھی ناپسند فرمایا کرتے تھے ۔ جب یہ رُخصت ختم ہونے لگی تو آپ نے بھائی صاحب کو حکم دیا کہ اور رُخصت لے لو ۔ بھائی صاحب نے تعمیلِ حکم میں چار روز کی مزید رُخصت کی درخواست لِکھی ۔ دریافت فرمایا کہ کِتنی رُخصت اور لِکھی ہے ۔ عرض کی، چار روز کی ۔ اِرشاد فرمایا کہ دس روز کی تو اور لِکھو ۔ یہی ماجرا بھائی عنایت اللہ سے ہُوا ۔ اس اثناء میں اور بھی بہت سے غلاموں کو مزید ٹھہرنے کے واسطے فرماتے رہے ۔ یہ خلافِ مزاج عمل شاید اسی لیئے تھا کہ وصال شریف قریب تھا ۔

جب اس دفعہ سرکار غریب نوازؒ تھلہ شریف سے دھوگڑی کو روانہ

---

۵ سرکار غریب نوازؒ ریلوے لائن کی خرابی کی وجہ سے دسوہہ سے پیدل ٹانڈہ شریف پہنچے تھے ۔ اور پھر وہاں سے ریل گاڑی پر سوار ہوکر دھوگڑی تشریف لائے ۔

ہونے لگے تو بھائی عمر دین لانگری نے عرض کی کہ سرکار آپ کے جانے کے بعد دِل نہیں لگتا اور طبیعت پریشان رہتی ہے۔ آپ نے مُسکرا کر فرمایا کہ فکر نہ کرو ۔ اب کی دفعہ ہی جانا ہے پھر ہمیشہ تمھارے پاس ہی رہنا ہے ۔

ختم شریف کے روز آپ نے بھائی فضل الدینؒ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اگلے سال یہ ختم شریف یہاں نہ کرائیں گے، تمھیں بہت تکلیف ہوتی ہے۔ یہ سُن کر بھائی صاحب کو بہت صدمہ ہُوا ۔ اس خیال سے کہ یقیناً کوئی خطا ہُوئی ہوگی، جس کی پاداش میں وہ سب اس سعادت سے محروم کیے جا رہے ہیں ۔

یہ ارشادِ مبارک بھی وصال شریف پر اشارہ تھا، لیکن اس وقت سمجھ میں نہ آیا ۔

ختم شریف کے چند روز بعد غالباً پندرہ یا سولہ اگست کو نمازِ جمعہ سے فارغ ہو کر سلام کرنے لگے تو معلوم ہُوا کہ آپ کو شدّت سے بخار ہے چہرۂ مُبارک سُرخ تھا، ہاتھ پاؤں بہت گرم تھے۔ جب کئی روز بخار نہ اُترا تو معلوم ہُوا کہ مُحرِقہ بخار ہے ۔ رفتہ رفتہ جسم مُبارک کمزور ہوتا چلا گیا۔ مروڑ شروع ہو گئے ۔ دس بیس بار جانا پڑتا ۔ باوجودیکہ اس قدر نقاہت ہو چکی تھی ۔ نہ لکڑی ہاتھ میں لیتے اور نہ ہی کسی کا سہارا لیتے ۔ حکیم آنے شروع ہو گئے ۔ دوائیاں بہت جمع ہونے لگیں ۔ لیکن آپ جو شربت اور یاقوتیاں وغیرہ آتیں وہ لوگوں میں تقسیم کر دیتے ۔ خود عرق گاؤ زبان اور سفوف اسپغول کے سوا اور کوئی دوا اِستعمال نہ کرتے ۔

آپ کی علالت کی خبر ہر جگہ پھیل گئی ۔ لوگ مزاج پُرسی کے لیے کثرت سے آنے لگے ۔ ایک محرقہ بخار، دُوسرے لوگوں کی آمد و رفت کا

بوجھ آپ کے لیے ایک زبردست مُجاہدہ ہوگیا۔ ہر ایک کی مہمان نوازی کرتے اور سب سے بات چیت پہلے سے زیادہ کرتے۔ روزانہ بیس تیس مہمان آتے اور اتنے ہی رُخصت ہوتے۔ جب کبھی کوئی پُوچھتا کہ کیا حال ہے تو آپ اِرشاد فرماتے کہ خُدا کا شکر ہے، اب میں راضی ہوں۔ معمولی سی تکلیف باقی ہے۔ کبھی ہائے ہائے نہ کرتے اور کسی تکلیف کا اِظہار نہ فرماتے۔ بستر بدستور زمین پر ہی رہا۔ دن کو اندر اور رات کو باہر۔ لوگوں نے ہر چند کوشش کی کہ رُوئی دار کپڑا نیچے بچھا دیا جائے تاکہ کچھ آرام رہے۔ لیکن آپ نے یہ منظور نہ فرمایا۔ نیند بالکل ختم ہوگئی۔ زیادہ تر بیٹھے رہتے اور کسی چیز کے ساتھ ٹیک نہ لگاتے۔ نماز پنجگانہ، وِرد و وظائف حسبِ دستورِ سابق ادا فرماتے رہے۔ چونکہ رات کو نیند نہ آتی، اس لیے اکثر بات چیت میں مشغول رہتے۔ حکیم "پاشویا" اور "مالش" کی تاکید کرتے۔ آپ مُطلق ان باتوں کی اجازت نہ دیتے۔ ایک روز سرکار غریب نوازؒ نے بھائی عنایتُ اللہ کو اِرشاد فرمایا کہ میرے جسم پر ہاتھ پھیرو، مجھے آج سینتیس[۳۷] روز ہوچکے ہیں اور ایک منٹ نیند نہیں آئی۔

ایک رات بھائی فضل الدینؒ خدمت میں حاضر تھے۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ تُو کون ہے؟ اُنھوں نے عرض کی فضل الدینؒ۔ فرمایا: کون فضل الدینؒ؟ عرض کی بابو نور دین کا لڑکا۔ ارشاد ہُوا کہ کون بابو نور دین؟ عرض کی: بابُو نُورِ دین پنشنر سب اِنسپکٹر دھوگڑی۔ یہ سُن کر آپ خاموش ہوگئے۔

لوگوں نے آپ کو اس طرح کلام کرتے سُن کر خیال کیا کہ بیماری کا اثر دِماغ پر ہوگیا ہے۔ نعوذ باللہ دماغ درست نہیں رہا۔ آپ کسی کو پہچانتے نہیں۔ یہ خبر لے کر لوگ اپنے اپنے گاؤں کو چلے گئے اور اِس بات کا گرد

و نواح میں چرچا ہوگیا کہ سرکار غریب نوازؒ زیادہ بیمار ہیں۔ لوگ اور بھی کثرت سے بیمار پُرسی کے واسطے آنے لگے۔ آپ ہر ایک کی تشفّی فرماتے۔ اور فرماتے خُدا کا شکر ہے میں راضی ہوں، تھوڑی سی تکلیف باقی ہے۔ انہی ایام میں بھائی محمد علی ملنگ حاضر ہوکر رونے لگا۔ آپ نے اِرشاد فرمایا چُپ کر تجھے اَوروں کی نِسبت زیادہ محبّت ہے۔

تقریباً چھ ہفتہ کے بعد بخار خود بخود ہلکا ہوکر اُتر گیا۔ اور آپ نے غسلِ صحت فرمایا۔ بھائی عنایت اللّٰہ نے اس شکرانے میں نیاز پکائی اور کُچھ چاول آپ نے بھی تناول فرمائے۔ سرکار غریب نوازؒ نے ایک بڑی بھاری دیگ، دربار مخدوم علی احمد صابر صاحبؒ بطور نذرانہ بھیجی۔

چند روز بعد۔ بخار پھر عَود کر آیا۔ تکلیف پہلے سے بھی زیادہ ہوگئی، جسم مُبارک پر کُھجلی شروع ہوگئی اور تمام جسم دھپڑوں سے بھر گیا۔

انہی ایام میں سرکار غریب نوازؒ کے ایک ملنگ نے دو بار خودکشی کی کوشِش کی لیکن وہ کامیاب نہ ہُوا۔ لوگوں نے سرکار غریب نوازؒ کے پاس اس، کی شکایت کی۔ آپ نے اس کو تنبیہ کی کہ ایسا نہ کرنا چاہیے اور یہ بھی اِرشاد فرمایا کہ مجھے بیماری تو کوئی نہیں، تم ہی لوگوں نے مجھے بیمار کر رکھا ہے۔

بھائی فضل الدینؒ کی رُخصت ختم ہوگئی۔ روانگی کی اجازت کے لیے حاضرِ خدمت ہُوئے۔ کمرہ آدمیوں سے بھرا ہُوا تھا۔ مُختصراً یہ ارشاد فرمایا کہ "بابا سوچ سمجھ کر خرچ کیا کرو، تُو عیالدار ہے، چار پیسے ہوں گے تو تیرے بال بچوں کے کام آئیں گے تو افسر مال ہے، ڈپٹی کمشنر ہے تُو ہے کیا۔" بار بار یہی نصیحت فرمائی۔ آخری الفاظ "تُو افسر مال ہے، تُو ہے کیا۔" کئی بار دہرائے۔ وہ یہ سُن کر خاموشی سے زار و قطار روتے رہے۔

ان ارشادات سے ان کو اس قدر صدمہ ہُوا کہ ہوش خطا ہوگئے۔ چند باتیں سرکار غریب نوازؒ نے کان میں ارشاد فرمائیں۔ وہ مطلق سُنائی نہ دیں۔ اور نہ ہی جرأت ہوئی کہ دوبارہ پُوچھ لیں۔

آپ نے میاں رحمت شاہؒ اور میاں محمد شاہؒ کے مزار پر ختم شریف کروایا اور خود بھی وہاں جانے کا قصد کیا۔ لیکن راستے سے لوٹ آئے۔

تین اکتوبر کو آپ نے تھلہ شریف جانے کا خیال ظاہر فرمایا۔ لوگوں نے بہت عرض کی کہ سرکار ابھی بخار نہیں اُترا۔ طبیعت بہت کمزور ہے۔ رمضان شریف تک یہیں قیام فرما رہیں، لیکن آپ نے عرض قبول نہ فرمائی۔ جانے سے پیشتر آپ سب گھروں میں تشریف لے گئے اور سب کو خُدا حافظ فرمایا۔

یہ واقعہ خلافِ معمول تھا۔ پیشتر ازیں سرکار غریب نوازؒ گھروں میں الوداع کہنے نہیں جایا کرتے تھے۔ لیکن آخری بار سب گھروں میں تشریف لے گئے اور خُدا حافظ کہا۔ اُسی روز تھلہ شریف روانہ ہوگئے۔ چلتے وقت ہاتھ اُٹھا کر دُعا فرمائی اور باآوازِ بلند یہ فرمایا: "نگر کھیڑےؔ دی خیر"۔

رمضان شریف کا چاند دسُوہہ پہنچ کر دیکھا۔ باوجودیکہ اس قدر نقاہت تھی، ریلوے سٹیشن دسوہہ سے تھلہ شریف پیدل ہی تشریف لے گئے۔ بخار بدستور تھا۔ جسم دھپڑوں سے بھرا ہُوا تھا۔ آپ نے رمضان شریف کے روزے موقوف کردیے اور اس سلسلہ میں ایک ٹین گھی، ایک بوری آٹا اور دالیں وغیرہ مساکین میں تقسیم فرمائیں۔ دربار شریف آکر آپ بستر پر

ؔ اگرچہ دھوگڑی چاروں طرف سے سِکھوں کے مواضعات سے گھری ہوئی تھی تاہم ۱۹۴۷ء کے اِنقلاب میں حملہ سے بالکل محفوظ رہی۔ راقم الحروف کے خیال میں یہ آپ کی دعا کی برکت تھی جو اس فِتنہ سے محفوظ رہی۔

نہ لیٹے۔ بلکہ اِدھر اُدھر آتے جاتے رہے۔ اگرچہ آپ سخت بیمار تھے لیکن آپ کے چلنے پھرنے اور بیٹھے رہنے سے یہ گمان نہ ہوتا کہ آپ اس قدر بیمار ہیں۔ چودہ اکتوبر کو بھائی فضل الدینؒ لائل پور سے حاضرِ خدمت ہوئے دیکھا کہ سرکار غریب نوازؒ اپنے کمرہ میں تشریف فرما تھے۔ شدت کا بخار تھا' اور دربار شریف میں کسی کو اس بات کا علم نہ تھا۔ لوگوں کو خیال تھا کہ آپ کچھ تندرست ہوگئے ہیں۔ اگر کوئی بیماری کے متعلق پوچھتا بھی تو آپ یہی فرماتے کہ خداوند کریم کے فضل سے اب راضی ہوں' ذراسی تکلیف باقی ہے۔

دھپڑوں کے علاوہ کئی ایک بڑے بڑے پھوڑے بھی نکل آئے تھے۔ جسمِ مُبارک پر بے حد خارش ہوتی تھی۔ آپ پُورے زور سے کُھجلانے کی تاکید فرماتے۔ اگرچہ سردی کا موسم تھا، رات کو بھی کُھجلانے والے کا جسم پسینہ پسینہ ہوجاتا۔ اس قدر تکلیف کے باوجود کوئی باقاعدہ علاج نہ تھا۔

ایک رات کا ذکر ہے کہ سرکار غریب نوازؒ بیٹھے تھے۔ بھائی فضل الدینؒ جسم مُبارک کُھجلا رہے تھے۔ مہمان سوئے ہُوئے خراٹے لے رہے تھے۔ اِرشاد مُبارک ہُوا کہ یہ لوگ بھی کہتے ہوں گے کہ ہم اپنے پیر کے ہاں آئے ہُوئے ہیں۔ ایسے سو رہے ہیں کہ کچھ خبر نہیں۔ فیض بھی تو پھر ایسا ہی ہوگا۔

جب بھائی صاحبؒ رُخصت کے لیے حاضر خدمت ہُوئے تو اِرشاد فرمایا چلو میں تمھیں وِداع کر آؤں۔ حضورؒ کی نقاہت اور بیماری کے پیشِ نظر انھوں نے بصد عجز و نیاز عرض کی کہ سرکار بندہ کو یہیں سلام کرنے کی اجازت ہوجائے۔ اِصرار کرنے پر ہی یہ عرض قبول ہوئی اور وہ وہیں سلام کرکے رُخصت ہُوئے۔

جیسا کہ پہلے ذکر آچکا ہے۔ وصال شریف سے نو روز قبل بھائی نور محمدؒ

تھلوی کو مُرید فرمایا۔

گاؤں والوں نے ملّو نائی کو دیوار بنانے سے روک دیا تھا۔ ۲۳ر اکتوبر کو دیوار بنانے کے واسطے موقع پر تشریف لے گئے۔ جب تک دیوار بنتی رہی آپ وہیں تشریف فرما رہے۔ اسی روز واپس آکر آپ نے بات چیت کرنا چھوڑ دیا۔ لوگوں نے گھبرا کر باہر والے بھائیوں کو تار دے دیے۔ چنانچہ ایک تار حضور "بابو جی" صاحبؒ کو بھی دیا گیا۔ آپ آدھی رات کو جالندھر پہنچے اور اُسی وقت سالم بس کرایہ پر لے کر دربار شریف پہنچ گئے۔ ۲۴ر اکتوبر کو مست رحمت علی شاہ صاحبؒ نے اندر آکر عرض کی کہ سرکار اُٹھ بیٹھیے۔ گُنبد بہت بڑا ہے۔ اور ایک ملنگ کو مخاطب کر کے فرمایا: "بگڑا تسیں سرکار نوں بیمار کیتا ہویا ہے۔ آپ نوں بیماری تاں کوئی نہیں"۔

ڈاکٹر۔ حکیم آئے، لیکن خاموشی کی وجہ معلوم نہ ہو سکی۔ حکیموں نے تجویز کیا کہ فصد کیا جائے۔ حضور "بابو جی" صاحبؒ نے ارشاد فرمایا کہ: "میں ہرگز فصد نہ کرنے دوں گا، اور جو علاج ہے کرو"۔

۲۶ر اکتوبر کی صبح کو آپ تقریباً ایک گھنٹہ بیٹھے رہے۔ خاموشی بدستور رہی۔ بعد میں لیٹ گئے اور آنکھیں بند کر لیں۔ کبھی کبھی آنکھ کھول کر بھی دیکھ لیتے۔ آخر صبح دس بجے مورخہ چھبیس ۲۶ اکتوبر ۱۹۴۰ء بمطابق ۲۳ر رمضان المبارک ۱۳۵۹ھ کو آپ نے وصال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اندازہ لگایا گیا ہے کہ عُمر شریف [1] تہتر ۷۳ سال کی ہوئی۔

---

[1] سرکار غریب نوازؒ ارشاد فرماتے تھے کہ جب میں مُرید ہوا تو میرے سبزہ آغاز ہو رہا تھا اور یہ بھی فرمایا کہ میں اپنے شیخ پاک کی خدمت میں بارہ سال جاتا رہا۔ سرکار غریب نوازؒ نے حضرت خواجہ حافظ صاحبؒ کے تینتالیس ۴۳ عرس کرائے۔ اگر مرید ہوتے وقت سن مبارک اٹھارہ سال کا فرض کیا جائے تو عمر شریف ۱۸ + ۱۲ + ۴۳ کل ۷۳ برس ہوتی ہے۔

لوگوں کا بے شمار ہجوم تھا۔ دربار شریف کے چاروں طرف راستے آنے جانے والوں سے بھرے ہُوئے تھے۔ جابجا مرد و زن زار و قطار رو رہے تھے۔ عجیب ہنگامہ برپا تھا۔ بوقتِ عصر نمازِ جنازہ ہوئی۔ اس کے بعد پھر بھی مُتعدّد بار نمازِ جنازہ ہوتی رہی اور نمازِ عشا کے وقت تابوتِ مُبارک قبر میں اُتارا گیا اور دُوسرے روز مزارِ مُبارک تیار ہُوا۔

وصال شریف کو بائیس سال ہوچکے ہیں۔ غلام داغِ مفارقت سے بدستور بیتاب و مضطرب ہیں۔ بصد یاس و افسوس یہی خیال آتا ہے کہ ؎

حیف در چشم زدن صحبتِ یار آخر شُد
رُوئے گُل سیر ندیدیم و بہار آخر شُد

افسوس کہ آنکھ جھپکنے میں صحبتِ یار ختم ہوگئی۔ پھول کا چہرہ
جی بھر کر نہ دیکھا تھا کہ بہار ختم ہوگئی۔

چند مُریدوں کو حکم تھا کہ اگر کوئی نذرانہ بھیجنا ہو تو بذریعہ ڈاک بابو نُور دین صاحبؒ کو دھوگڑی بھیج دیا کریں۔ سرکار غریب نوازؒ سالانہ عُرس خواجۂ خواجگان خواجہ غریب نوازؒ دھوگڑی میں کرواتے۔ اور اس موقع پر نذرانہ کا حساب کرکے زکوٰۃ ادا کرتے۔ بوقتِ وصال آپ کا ساڑھے چار ہزار کے قریب روپیہ جمع تھا۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ آپ نے اس روپیہ کا مُطلق کسی سے ذِکر نہیں کیا۔ اور نہ ہی بابو نور دین صاحب کو اس کے اِستعمال کے بارے میں کوئی ہدایت فرمائی۔ بالآخر وہ رُوپیہ آپ کے مزارِ اقدس کی تعمیر میں خرچ کیا گیا۔

اپنا جانشین بھی مقرر نہ فرمایا۔ اور مُختلف درباروں کے اِنتظام کے متعلق بھی کوئی وصیّت نہ فرمائی۔ سچ ہے کہ اہل اللہ کو خُدا کے سوا اور

کسی چیز سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ آپ اکثر یہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ سب لوگوں کا مال ہے، مجھے اِس سے کوئی تعلق نہیں ۔

ان کا مقام کیا ہے کرے کیا بیاں کوئی
جن کی نظر میں ہیچ ہو ہر تاجِ خسروی

وصال شریف کے بعد بہت سے لوگوں نے آپ کو جسم عنصری میں دیکھا۔ لوگوں سے گفتگو کی اور ایک کو آپ نے کشمش بھی عطا فرمائی ۔ لیکن بوقتِ زیارت کسی کو بھی یہ خیال نہ آیا کہ آپ وصال فرما چکے ہیں وصال شریف کے چند ماہ بعد یہ سلسلہ ختم ہوگیا۔

سرکار غریب نوازؒ نے بھائی فضل الدینؒ کو خواب میں شرفِ زیارت بخشا اور اِرشاد فرمایا کہ تو کہا کرتا ہے کہ جی بھر کر سلام نہ کیا۔ آج جتنا چاہے سلام کرلے ۔ بھائی صاحب دیکھتے ہی قدموں پر گر گئے اور فرطِ محبّت سے زار زار رونے لگے ۔ اپنے رونے کی آواز سے آنکھ کُھل گئی ۔چہرہ آنسوؤں سے تر تھا اور رو رہے تھے ۔ دِل کی عجیب کیفیت تھی، جو بیان میں نہیں آسکتی ۔

سپنے میں موہے پی ملے کر نہ سکی کچھ بات
سوتی تھی روتی اُٹھی مَلَت رہی دو ہاتھ

یہ درست ہے کہ اولیاء اللہ فوت نہیں ہوتے ۔ قرآن کریم اس بات کا شاہد ہے ۔ لیکن جسم مبارک سے علیحدگی کے بعد عام آدمیوں کے واسطے پہلی سی بات نہیں رہتی ۔ جسم مُبارک کی بے شمار برکتیں ہوتی ہیں ۔ جسم مبارک کی تھوڑی سی خدمت سے بھی رُوحانی تعلق پیدا ہوجاتا ہے جو بعد میں مشکل ہے ۔ حضور "بابوجی" صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ شیخ کا جسم مُبارک مُریدوں کے واسطے آبِ حیات ہوتا ہے ۔ وصال کے بعد بھی وہ اِلتجائیں سُنتے ہیں ،

لیکن ان کا جواب ہر کس و ناکس نہیں سُن سکتا۔

دُنیا دار غلاموں پر وصال شریف کا بے حد اثر ہُوا۔ رفتہ رفتہ وہ ذوق و شوق اور وَلوَلے جاتے رہے۔ جُوں جُوں یاد کم ہوتی گئی، دُنیا کا غم بڑھتا چلا گیا۔ اب ہم لوگوں کا حال اِس شعر کے مصداق ہے ؎

ہر ہر قدم پہ منزلِ راہِ حیات میں
محسوس ہو رہی ہے تمھاری کمی مجھے

سرکار غریب نوازؒ کی ظاہری حیات کے زمانہ میں دِل نہ صرف دُنیا کے غم سے ناآشنا تھے بلکہ عقبیٰ کا خیال بھی نام کو نہ آتا تھا۔ بقول شاعر ؎

تم مِرے ، دُنیا مِری ، عقبےٰ مِری
اب کمی مجھ کو بھلا کِس بات کی

جب سلام کے واسطے روانہ ہوتے ، دِل میں آرزوؤں کا ہجوم ہوتا طرح طرح کے خیال دِل میں آتے کہ یہ عرض کریں گے' وہ عرض کریں گے۔ زیارت سے مشرف ہوتے ہی سب کچھ پاک نظارے پر قربان ہوجاتا۔ دُنیا و مافیہا نگاہوں میں سب ہیچ ہوجاتے۔ خوشی سے سب غم غلط ہوجاتے اور کچھ عرض کرنا یاد نہ آتا۔

در کُوئے تو نشستم و دُنیا گزاشتم
ہم در خیالِ روئے تو عقبیٰ گزاشتم

آپ کے کوچہ میں بیٹھا تو دُنیا چھوڑ دی۔ اور آپ
کے چہرے کے خیال میں عقبیٰ بھی فراموش کردیا۔

یہ نہایت ضروری ہے کہ مُرید، شیخ کے وصال کے بعد اُن کے مزارِ پاک پر کثرت سے حاضر ہوتا رہے اور اس راستہ کو نہ چھوڑے۔ بدقسمتی سے مُسلمانوں

کو مشرقی پنجاب سے جلاوطن ہونا پڑا اور ہمارا درِ اقدس پر حاضری کا راستہ بند ہوگیا۔ ؎

کس قدر بدنصیب ہیں ہم لوگ
تیرے کُوچے سے دُور بیٹھے ہیں

عہدِ گزشتہ کا خیال دِل پر عجیب کیفیت پیدا کرتا ہے۔ اکثر بے اختیار آنسو رواں ہوجاتے ہیں۔ یقیناً ہم لوگ بڑے گنہگار اور بدنصیب ہیں۔ جو حرمِ پاک سے نکالے گئے۔ یہی دُعا ہے کہ سرکار غریب نوازؒ تقصیریں معاف فرمائیں اور از راہِ کرم پاس بُلالیں ؎

گرچہ ہیں روسیاہ اور گنہ گار ہیں بہت
دِل پیرجی کے فضل پر اب تو لگا ہُوا

مُریدوں کو شیخ عالی مقام سے بے حد محبت تھی۔ جُدائی شاق گزرتی۔ اکثر وِداع ہوتے وقت روتے۔ یہی چاہتے کہ زندگی کی تمام ساعتیں اسی بارگاہ میں گزریں۔ واپس آتے ہی دِن گننے شروع کردیتے۔ کہ اب فلاں تاریخ کو حاضری ہوگی۔ اور دُنیا سے بے خبر اسی اِنتظار میں دِن گزرتے رہے۔ جب سے اِنقلاب ہُوا ہے۔ سال میں ایک مرتبہ سَو زائرین کو حاضری کی اجازت مِل جاتی ہے۔ اس خوش نصیبی کے واسطے سب بھائی حضور "بابوجی" صاحبؒ کے مرہونِ مِنّت ہیں۔ جنھوں نے از راہِ کرم پہلی بار جانے کی منظوری ۱۹۵۰ء میں دِلوائی۔ اور یہ راستہ کھول دیا۔ اگر حضورؒ یہ اِلتفات نہ فرماتے۔ تو شاید جانے کی اجازت ہی نہ مِلتی اور کبھی سلام نصیب نہ ہوتا۔ یہ اِجتماعی شوقِ زیارت حضور "بابوجی" صاحبؒ کے ہی کرم سے ہے۔

زائرین گورنمنٹ ایسکورٹ کے ساتھ ہندوستان جاتے ہیں اور تین روز

وہاں قیام کر کے بصد حسرت و یاس واپس لوٹ آتے ہیں۔ اگرچہ فرداً فرداً سلام کے واسطے جانا بوجہ راہداری نہ ملنے کے، ممکن نہیں ہے۔ مگر دلدادگانِ صابریؒ کی رُوحیں تو بارگاہِ عالی کی جالیوں سے سدا ٹکراتی رہتی ہیں۔

کاش یہ پابندیاں، یہ قیود ختم ہوجائیں۔ اور تشنگانِ زیارت بلا روک ٹوک آستانۂ عالیہ پر حاضر ہوسکیں۔ آمین ثم آمین۔ بحرمتِ سید المرسلین ؎

میتوانی کہ دہی اشکِ مرا حسنِ قبول
اے کہ دُر ساختہ ای قطرۂ بارانی را

اے کہ جس نے بارش کے قطرے کو موتی بنادیا ہے
آپ کے اختیار میں ہے کہ میرے آنسوؤں کو قبول فرمالیں۔

آصف صابری نے سرکار غریب نوازؒ کی تاریخِ وصال کہی ہے جو درجِ ذیل ہے۔ ؎

خواجۂ دیوانؒ محمدؐ درجہاں مشہور شُد
در نگاہِ رحمت للعالمینؐ منظور شُد
آصف از قدوسیانِ آسماں در گوشِ من
ایں ندا آمد کہ ماہِ صابری مستور شُد
۱۳۵۹ھ

خواجہ محمد دیوانؒ دنیا میں مشہور ہوگئے۔ رحمت للعالمینؐ کی نگاہ رحمت میں منظور ہوگئے۔ آصف آسمان کے قدسیوں کی یہ آواز میرے کان میں پڑی کہ صابری چاند چھپ گیا۔

ؕ سرکار غریب نوازؒ کا اسمِ گرامی "محمدؐ دیوان" تھا، لیکن ضرورتِ شعر کے لیے شاعر نے "دیوان محمدؐ" درج کردیا ہے۔

مدحِ شریف

در مدحِ قبلہ عالم و عالمیانِ سیدنا و مُرشدنا

حضرت خواجہ محمدؒ دیوان چشتی صابری رحمۃُ اللہ علیہ

کُشتۂ خنجرِ رضا شہِ دیوانؒ   ہالکِ رشتۂ وفا شہِ دیوانؒ

شہِ دیوانؒ رضا کے خنجر کے مقتول ہیں، شہِ دیوانؒ وفا کے رشتہ میں ہلاک ہوچکے ہیں

مے کشِ بادۂ فنا شہِ دیوانؒ   حاملِ رُقعہ بقا شہِ دیوانؒ

شہ دیوانؒ فنا کی شراب پینے والے ہیں، شہِ دیوان بقا کے رقعہ کے اٹھانے والے ہیں

بحر نوشید و باہمیں تشنہ   مظہرِ قُدرتِ خدا شہِ دیوانؒ

سمندر پی گئے ہیں اور اس کے باوجود پیاسے ہیں۔ شہِ دیوان خدا کی قدرت کے مظہر ہیں

با ایں ہمہ کہ شیرِ یزدان است   عجز ہر وقت شیوہ را شہِ دیوانؒ

باوجود اس کے کہ شیرِ یزدان ہیں۔ عجز ہر وقت شہِ دیوانؒ کا شیوہ ہے

رُست از قیدِ ہستی ناچیز   طائرِ لامکاں رسا شہِ دیوانؒ

ناچیز ہستی کی قید سے چھوٹ گئے۔ شہِ دیوان لامکان میں پہنچے ہوئے پرندے ہیں

چُوں زمیں صد ہزار بارِ گراں   بُرد بے چُوں چرا شہِ دیوانؒ

زمین کی مانند لاکھوں بھاری بوجھ بے چُون وچرا شہِ دیوانؒ اُٹھائے ہُوئے ہیں

از خودی کرد دیگراں آزاد   ہست چُوں خود رہا شہِ دیوانؒ

خودی سے دُوسروں کو آزاد کیا، چونکہ شہِ دیوانؒ خودی سے رہا ہیں

آں جمال جمیل لم یزلی   آمد آں را ردا شہِ دیوانؒ

شہِ دیوانؒ اس جمیل لم یزلی کے جمال کی چادر بن کر آئے ہیں

صحو را ناز کہ مشرف گشت　　از قدم بوسیِ ہما شہِ دیوانؒ

صحو کو ناز ہے کہ شہِ دیوانؒ کے ہما کی قدم بوسی سے مشرف ہوئی

خاتم و حجتِ ہمہ عشاق　　شمع و پروانہ راہُدا شہِ دیوانؒ

شہِ دیوانؒ ہدایت کے شمع و پروانہ ہیں اور تمام عاشقوں کے ختم کرنے والے اور حجت ہیں

فارغ از قیدِ قبض وہم ازبسط　　صاحب منزلِ علی شہِ دیوانؒ

شہِ دیوانؒ اعلیٰ منزل کے صاحب ہیں اور قبض و بسط کی قید سے فارغ ہیں

ایں سگِ ادنیٰ غلامِ تو
منتظرِ یک نظر شہِ دیوانؒ

یہ کتا آپ کا ادنیٰ غلام ہے
اور شہِ دیوانؒ کی ایک نظر کا منتظر ہے

مندرجہ بالا مدح شریف حضور "بابوجی" صاحبؒ نے سرکار غریب نوازؒ کی ظاہری حیات کے زمانہ میں رقم فرمائی۔ اصلی مدح شریف میں شہِ دیوانؒ کے بجائے "اصول الدین" تحریر فرمایا تھا۔ حضور ارشاد فرماتے تھے کہ دین کی اصل "خودی" کا نہ ہونا ہے۔ چونکہ سرکار غریب نوازؒ میں خودی کا نام و نشان تک نہیں اس لیے یہ لقب آپ پر عین صادق آتا ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضورؒ یہ نظم پڑھ کر سنا رہے تھے، سرکار غریب نوازؒ بھی تشریف لے آئے۔ جب سنا چکے تو سرکار غریب نوازؒ نے دریافت فرمایا کہ یہ بزرگ "اصول الدین" صاحب کہاں ہوئے ہیں۔ حضور "بابوجی" صاحبؒ نے عرض کی کہ سرکار، یہیں کہیں ہوئے ہیں۔

سرکار غریب نوازؒ کے وصال شریف کے بعد آپ نے یہ مدح شریف ایک محفل میں پڑھی تو آپ نے "اصول الدین" کے بجائے "شہ دیوان" پڑھا۔ مدح شریف کا ہر ایک شعر سرکار غریب نوازؒ کے عین حسبِ حال ہے۔

سلامِ عقیدت

بحضور سرکار غریب نواز حضرت خواجہ محمدؒ دیوان صابری رحمۃ اللہ علیہ

(از آصف صابری)

صبا سلام میرا میرے شاہ سے کہنا   نرالے طور نئی رسم و راہ سے کہنا
میرے حضور، میرے قبلہ گاہ سے کہنا   جنابِ صابریؒ عالم پناہ سے کہنا
بھنور میں پڑگئی کشتی میری تمنا کی   تھلوں کے شاہ میرے قبلہ گاہ سے کہنا
غریب پر بھی ہو نظر کرم غریب نوازؒ   دیارِ چشت کے اس بادشاہ سے کہنا

تمہارے ہجر میں آصفؔ کا حال ہے ابتر
نصیر و یاور و پُشت و پناہ سے کہنا

سلامِ عقیدت

بحضور سرکار غریب نواز حضرت خواجہ محمد دیوان صابری رحمۃ اللہ علیہ

(از حافظ برکت اللہ)

السلام اے مظہرِ ذاتِ الٰہی السلام   السلام اے عکسِ نورِ مُصطفائی السلام
السلام اے معنیٔ علمِ خُدائی السلام   السلام اے شرحِ لفظِ اولیائی السلام
السلام اے خواجہ دیوان محمدؒ السلام
السلام اے پرتوِ حُسنِ محمدؐ السلام

السلام اے سیدِ اجمیر کے نورِ نظر   السلام اے خواجہ قطب الدین کے روشن قمر
السلام اے مہرِ چرخِ حضرتِ گنج شکر   السلام اے صابری آئین کے پیغام بر

السلام اے رونقِ بزمِ خمستانِ حجاز
السلام اے زینتِ کیفیتِ حُسنِ مجاز

السلام اے دستگیرِ بیکساں تجھ کو سلام   السلام اے چارۂ بے چارگاں تجھ کو سلام
السلام اے مفلسوں کے مہرباں تجھ کو سلام   السلام اچھے بروں کے نگہباں تجھ کو سلام

السلام اے مجمعِ خوبی تجھے لاکھوں سلام
السلام اے حُسنِ محبوبی تجھے لاکھوں سلام

السلام اے رہبرِ راہِ طریقت السلام   السلام اے مشعلِ بزمِ حقیقت السلام
السلام اے مالکِ تاجِ ولایت السلام   السلام اے وارثِ تختِ رسالتؐ السلام

السلام اے ساقیٔ پیمانۂ سرکارِ عشق
السلام اے مُرشدِ مے خانۂ سرکارِ عشق

السلام اے میٹھی نیندیں سونے والے ماہ رُو   دیکھ تو گھونگٹ اُٹھا کر عارضِ زیبا سے تُو
بہہ رہا ہے حافظِ بسمل کی آنکھوں سے لہُو   اِک نظارے سے تُو کر دے بے نیازِ آرزو

تیرے جوبن کا گلستاں پھُولتا پھلتا رہے
تیرے مستوں میں تیرا جامِ کرم چلتا رہے

تعمیر مزار شریف

برزمینے کہ نشانِ کفِ پائے تو بود
سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود

وہ زمین کہ جس پر آپ کے کفِ پا کا نشان ہوگا،
سالہا سال تک صاحب نظروں کی سجدہ گاہ ہوگی۔

وصال شریف کے تقریباً آٹھ ماہ بعد مزار شریف کا سنگِ بُنیاد رکھا گیا۔ حافظ برکت اللہ جالندھری رائے عامہ سے تعمیر کے انچارج مقرر ہُوئے۔ اینٹوں کی چنائی کا کام مکمل ہونے کے بعد کام بند ہوگیا۔ سنگِ مرمر کا کام حضور "بابوجی" صاحبؒ کی سرپرستی میں شروع ہُوا۔ آپ نے زرِ کثیر خرچ فرمایا۔ ابھی نصف کام بقایا تھا کہ اِنقلاب ہوگیا۔ اور مُسلمانوں کو مشرقی پنجاب چھوڑنا پڑا۔ بقایا کام سردار لابھ سنگھ کی زیرِ نگرانی ۱۹۶۱ء میں مکمل ہُوا۔ ۵

چمنے کہ تا قیامت گُل اُورا بہار بادا
صنمے کہ بر جمالش دو جہاں نثار بادا

اس چمن کے پھولوں پر قیامت تک بہار رہے
آپ وہ محبوب ہیں کہ جن کے جمال پر دو جہاں نثار ہوں

---

۵ سردار لابھ سنگھ مرحوم زراعتی کالج لائل پور کے بڑے قابل پروفیسر اور مشہور ڈپٹی ڈائریکٹر تھے وہ حضور "بابوجی" صاحبؒ کے ہم جماعت، دوست اور عقیدت مند تھے۔ انہی کی وساطت سے سرکار غریب نوازؒ کے حضور میں شرفِ باریابی نصیب ہُوا۔ بڑے محب اور کمال عقیدت مند تھے۔ خدمت گزاری میں سب پر سبقت لے گئے۔ سرکار غریب نوازؒ کے وصال کے بعد روضۂ مُبارک کی تعمیر میں نمایاں حصہ لیا۔ اِنقلاب ۱۹۴۷ء کے بعد نہ صرف تکمیلِ روضہ مبارک پر ہی زرِ کثیر صرف کیا۔ بلکہ دربار شریف کو مخالفین کی دستبرد سے محفوظ کرنے کے لیے بڑی بڑی تکالیف خندہ پیشانی سے برداشت کیں۔ وقتِ آخر وصیت فرمائی کہ میری راکھ اور ہڈیاں دربار شریف کے آموں کو ڈال دی جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

ملفوظات

دمِ مسیحؑ و چراغِ خضرؑ سے کم تو نہیں
کسی ولی، کسی غوثِ زماں کے ملفوظات

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک درویش نے اپنا کمبل گروی رکھ کر شیرینی خریدی اور ٹانڈہ شریف سرکار غریب نوازؒ کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ آتے ہی سرکار غریب نوازؒ نے اس کو پیسے دیے کہ جا کمبل چھڑا لا۔ رات اپنے پاس رکھا اور صبح کرایہ دے کر رُخصت کر دیا۔

اروپ شریف کے حافظ جلال الدین صاحب پہلے وہابی تھے۔ پھر حضور "بابو جی" صاحبؒ کے فیضِ صحبت سے سرکار غریب نوازؒ کے مُرید ہُوئے، ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ عُرس کے موقع پر دورانِ وعظ، حافظ صاحب نے گیارھویں شریف کے ختم شریف پر دبی زبان سے کُچھ اعتراض کیے۔ دُوسرے روز سرکار غریب نوازؒ نے کسی آدمی کو حافظ صاحب کے پاس یہ دریافت کرنے کے واسطے بھیجا کہ ان کو اس بارے میں کیا اِعتراض ہے۔ جواب میں حافظ صاحب خود حاضر ہُوئے۔ سرکار غریب نوازؒ نے نہایت نرمی سے دریافت فرمایا کہ حافظ جی آپ کو گیارھویں شریف کے ختم شریف پر کیا اِعتراض ہے، آنکھوں سے بے تحاشا آنسو رواں تھے۔ جسمِ مبارک لرز رہا تھا اور آواز بھرا رہی تھی۔ حافظ صاحب معافی کے خواستگار ہُوئے اور اس کے بعد حافظ صاحب نے پھر کبھی ایسا وعظ نہ کیا جس سے وہابیت کی بُو آئے۔

اسی سلسلہ میں سرکار غریب نوازؒ نے یہ روایت بیان فرمائی :۔

ایک ہندو ترکھان قصیدۂ غوثیہ پڑھا کرتا تھا۔ ہمارے ہاں بھی اکثر آتا۔ جب اس کی وفات کا وقت آیا تو اُس نے اپنے گاؤں کے تمام رشتہ داروں کو جمع کیا کہ میں تمام عُمر آپ کی بات مانتا رہا ہوں ۔ اب میری ایک گزارش ہے کہ میں مُسلمان ہوں، میری لاش کو نہ جلانا ۔ مُسلمانوں کو دے دینا، وہ دفن کردیں گے ۔ اس وقت وہ سب مان گئے جب وہ فوت ہُوا تو دُوسرے ہندوؤں کے کہنے سے وہ وعدہ پر قائم نہ رہے اور لاش کو جلانے لگے ۔ تمام ایندھن جل گیا لیکن کفن کو آنچ نہ لگی ۔ دوبارہ پھر ایندھن اور گھی ڈال کر آنچ دی لیکن کچھ نہ ہوسکا ۔ آخر مجبور ہوکر لاش مُسلمانوں کے سپرد کردی اور اُنھوں نے اِسلامی رسم کے مُطابق دفن کردیا ۔

یا غوثِ مُعظّم نُورِ ھُدیٰ مُختارِ نبیؐ مُختارِ خُدا
سُلطانِ ولایت قطبِ علیٰ حیراں زجلالت ارض و سما

خواجہ غریب نوازؒ

یا غَوثِ مُعظّم ۔ نُورِ ہدیٰ ۔ مُختارِ نبیؐ ۔ مُختارِ خُدا ۔ سُلطانِ ولایت قطبِ علیٰ ۔ آپ کے جلال سے زمین و آسمان حیراں ہیں ۔

توئی شاہ ہمہ شاہاں ہمہ شاہاں گدائے تو
گدایانِ جہاں یابند از تو شانِ سُلطانی

خواجہ قطب صاحبؒ

آپ تمام بادشاہوں کے بادشاہ ہیں ۔ تمام بادشاہ آپ کے گدا ہیں، دُنیا کے گدا آپ سے شانِ سُلطانی پاتے ہیں ۔

من آدم بہ پیش تو سُلطانِ عاشقاں
ذاتِ تو ہست قبلۂ ایمانِ عاشقاں

در ہر دو کون جز تو کسے نیست دستگیر
دستم بگیر از کرم اے جانِ عاشقاں

مخدوم علی احمد صابر کلیریؒ

اے عاشقوں کے سلطان میں آپ کے پیش ہوا ہوں۔ آپ کی ذات عاشقوں کے ایمان کا قبلہ ہے، دونوں جہان میں آپ کے سوا کوئی دستگیر نہیں میرا ہاتھ اپنے کرم سے پکڑیئے اے جانِ عاشقان۔

سگِ درگاہِ جیلانیؒ بہاءُ الحق ملتانی

حضرت بہاء الحق ذکریا ملتانیؒ

بہاء الحق ملتانیؒ، جیلانیؒ کی درگاہ کا کتا ہے۔

خداوندا بحقِ شاہِ جیلاںؒ
محی الدین غوث و قطبِ دوراں
بکن خالی مرا از ہر خیالے
ولیکن آں کہ زو پیداست حالے

الحاج محمد امداد اللہ مہاجر مکیؒ

خداوندا شاہ جیلاںؒ محی الدینؒ، غوث اور زمانے کے قطب کا واسطہ مجھے ہر خیال سے خالی کر دیجیے، سوائے اس خیال کے کہ جس سے حال پیدا ہوتا ہے۔

اے صبا از من بآں سلطانِ گیلانی بگو
سوختم اکنوں بیا برباده خاکسترم
مردم از غم الغیاث، اے غوثِ اعظم الغیاث
وقت آں آمد کہ بنمائی جمالِ انورم

شاہ ابو المعالیؒ

اے صبا میری طرف سے اس سلطان گیلانی سے کہو
میں جل گیا ہوں، ابھی پہنچیے کہ برباد خاکستر ہو چکا ہوں،
میں غم سے مرگیا۔ المدد اے غوثِ اعظمؒ المدد ،
وقت آپہنچا ہے کہ اپنے نور کا جمال مجھے دکھائیں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سرکار غریب نوازؒ کپور تھلہ شہر میں ایک مُرید کے ہاں رونق افروز تھے۔ وہاں محفلِ میلاد شریف مُنعقد ہوئی۔ جب سرکار غریب نوازؒ سلام پڑھنے لگے تو مولوی نواب دین صاحب نے ایک عرب صاحب کو کہا کہ وہ سلام پڑھیں۔ چنانچہ اُنھوں نے آگے بڑھ کر سرکار غریب نوازؒ کی کاپی کو بند کر دیا۔ اور خود سلام پڑھنا شروع کیا۔ آپ کے مُریدوں کو سخت تکلیف ہوئی، مگر بہ پاسِ ادب دم نہ مار سکے۔ عرب صاحب نے پہلا مصرع نہایت بلند اور سُریلی آواز سے پڑھا، دُوسرا مصرع کُچھ دھیمی آواز سے اور تیسرے مصرع پر گلا بالکل رُک گیا اور آواز نہ نکل سکی۔ جب وہ خاموش ہوگئے تو سرکار غریب نوازؒ نے سلام پڑھا۔

دربار منصور پُور شریف میں ایک مہمان کو بدہضمی ہو کر ٹٹی خطا ہوگئی، جس سے بستر خراب ہوگیا۔ وہ شخص صبح اُٹھ کر غلیظ کپڑا لے کر دھونے کے واسطے چلا۔ سرکار غریب نوازؒ نے دیکھ کر پُوچھا کہ یہ کیا ہے؟ آپ نے زبر دستی غلیظ کپڑا لے لیا اور ملنگ کو حکم دیا کہ تم پانی ڈالتے جاؤ اور خود کپڑا مل کر دھو ڈالا۔ اور بھی کئی ایک واقعات ایسے ہی ہُوئے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سرکار غریب نوازؒ موضع چٹالہ میں رونق افروز تھے، جہاں آپ کا ڈیرہ تھا' اس کے قریب ہی ایک اور پیر صاحب از جھنگی بابا بخت جمال بھی آئے ہوئے تھے۔ سرکار غریب نوازؒ کا ایک ملنگ ان کے ہاں آنے جانے لگ گیا۔ ملنگ نے پیر صاحب کی خدمت میں عرض کیا مجھے ساتھ لے چلو۔ پیر صاحب نے سرکار غریب نوازؒ کو کہا کہ میں اس ملنگ کو ساتھ لے جارہا ہوں۔ سرکار غریب نوازؒ نے فرمایا: آپ جانیں اور یہ جانے۔ چنانچہ وہ ملنگ کو ساتھ لے گئے۔ کچھ دنوں کے بعد ملنگ پھر واپس آگیا۔ سرکار غریب نوازؒ نے ارشاد فرمایا، اب یہاں رہنے کا کچھ فائدہ نہیں، چاہے رہو یا چلے جاؤ، پہلی بات نہیں بن سکتی[ل]۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ تھلہ شریف میں سالانہ ختم شریف کا آخری روز تھا۔ سرکار غریب نوازؒ کا کمرہ آدمیوں سے بھرا ہوا تھا۔ آپ باہر سے اندر تشریف لائے۔ چہرہ مبارک سے جلال ٹپکتا تھا۔ بھائی لیک شاہ پیچھے پیچھے تھا۔ ارشاد فرمایا کہ جاؤ سب اپنے اپنے گھر۔ ایسا نہ ہو کہ پیر کی شان میں کوئی گستاخی کا خیال آجائے اور وہ مردود ہوجائے۔ پھر سرکار غریب نوازؒ بھائی لیک شاہ کو ساتھ لے کر وداع کرنے کے لیے تشریف لے گئے۔ قبرستان میں آپ ٹھہر گئے۔ بھائی لیک شاہ نے دس روپیہ کا نوٹ سرکار غریب نوازؒ کی خدمت میں پیش کیا۔ ارشاد ہوا رکھ لو مجھے پہنچ گیا۔ اس نے پھر بھی ہاتھ

ل سلسلہ چشتیہ کی نسبت عشقیہ ہے۔ اگر مرید ایک دفعہ پیر کو چھوڑ جائے تو پھر پہلی بات نہیں بن سکتی۔

نہ کھینچا۔ آپ نے پھر یہی اِرشاد فرمایا۔ وہ رونے لگا۔ آپ نے اِرشاد فرمایا کہ اگر کوئی آدمی اپنا تمام مال و متاع میرے واسطے خرچ کردے تو بھی کُچھ پرواہ نہیں، جب تک وہ حکم نہ مانے۔ اس طرح سے کوئی مجھے خوش نہیں کرسکتا۔ میرے خوش کرنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ میرا حکم مانا جائے پھر آپ نے اسے فرمایا کہ یہ رکھ لو اور مجھے ایک روپیہ دے دو۔

ایک دفعہ بابا امام دین ملنگ کو سرکار غریب نوازؒ کسی بات پر ناراض ہُوئے۔ کُچھ دیر بعد آپ نے فرمایا کہ: "بزرگو مینوں معاف کرنا"۔ ملنگ صاحب فوڑا قدموں پر گر پڑے، اور عرض کی کہ حضور وارث ہیں۔ ہمارا اور کون ہے آپ ہی ہدایت بخشنے والے ہیں۔

دسوہہ کے ایک نوجوان پر آپ نہایت شفقت فرمانے لگے۔ خیال شریف میں آیا کہ یہ واصلِ حق ہوجائے۔ آپ نے توجہ فرمائی اور لڑکے پر اسرار کُھل گیا۔ اور ساتھ ہی وہ جاں بحق تسلیم ہُوا۔ اس کے بعد سرکار غریب نوازؒ نے پھر کبھی ایسا نہ کیا۔ عُمر شریف اُس وقت تیس سال سے کم ہی تھی۔ یہ حکایت حضور "بابوجی" صاحب نے بیان فرمائی تھی۔

۱۹۳۵ء میں سرکار غریب نوازؒ سخت بیمار ہوگئے۔ حضور "بابوجی" صاحبؒ ان دِنوں گھر گئے ہُوئے تھے۔ سرکارؒ نے حضورؒ کو تحریر فرمایا کہ اِس خط کو تار سمجھیں اور فوڑا چلے آئیں۔ چنانچہ حضورؒ نے فوڑا حاضری دی، سرکار غریب نوازؒ کو زیادہ بیمار دیکھ کر سخت تکلیف ہُوئی۔ بارگاہِ خُداوندی

میں آپ کی صحت کے واسطے دُعا فرمائی۔ سرکار غریب نوازؒ نے اِرشاد فرمایا کہ اس دفعہ تو آپ نے میری صحت کے واسطے دُعا کی ہے۔ مگر پھر ایسا نہ کرنا اس دفعہ تو دُعا ہو چکی تھی۔ چنانچہ سرکار غریب نوازؒ کا مرض جاتا رہا اور آپ بالکل تندرست ہو گئے۔

حضور "بابوجی" صاحبؒ فرماتے تھے کہ اگر دُعا قبول نہ ہوتی تو سرکارؒ رحلت فرما جاتے۔ اس واقعہ کے پانچ سال بعد سرکار غریب نوازؒ نے وصال فرمایا۔

ملنگ اکثر لوگوں کے ساتھ ناراض ہو کر سرکار غریب نوازؒ کے پاس شکایت کرتے۔ سرکار اِرشاد فرماتے کہ 'جے بابا سر سواہ پَونی ہے، تے ایتھے رہو۔ ایہ تاں کنڈیاں دی چھیج آ"۔ ایک دفعہ اِرشاد فرمایا کہ جس طرح پُل صراط بال سے باریک اور تلوار سے تیز ہے۔ شیخ کا حکم بھی بعینہٖ اسی طرح ہے۔ مان لیا تو بیڑا پار۔ ورنہ بیڑا غرق۔

تھلہ شریف میں ایک سائل آیا اور سرکار غریب نوازؒ سے ایک رُوپیہ طلب کیا۔ آپ نے اِرشاد فرمایا کہ دوکان میں جس قِسم کا سودا ہو، وُہی فروخت کیا جا سکتا ہے۔ میں تو دُعا گو ہوں۔ کشائش رزق کے واسطے۔ بیاہ شادی کے واسطے۔ صحت کے واسطے۔ غرضیکہ جس چیز کے واسطے دِل چاہے دُعا کرالو۔ لیکن اس نے اس بات کی کُچھ قدر نہ کی اور نہ دینے پر محمول کرتے ہُوئے سوال جاری رکھا۔ سرکار غریب نواز نے پھر پہلی پیش کش کو دُہرایا۔ لیکن وہ بدنصیب اپنی بات پر مُصر رہا۔ حاضرین حیران تھے

کہ وہ بات کیوں نہیں مانتا۔ آخر آپ نے اس کو ایک روپیہ دے کر رُخصت کردیا ؎

تہی دستانِ قسمت راچہ سود از رہبرِ کامل
کہ خضر از آبِ حیواں تشنہ کام آرد سکندر را

قسمت سے خالی لوگوں کو رہبرِ کامل سے کیا فائدہ
کہ خضر آبِ حیات سے سکندر کو پیاسا لوٹا لاتا ہے۔

سکرالہ شریف میں ایک سکھ تپِ دق کا مریض آیا۔ شفا کے واسطے دُعا کی۔ حضور "بابوجی" صاحبؒ گڑ کھارہے تھے۔ سرکار غریب نوازؒ نے تھوڑا سا گُڑ اُن سے لے کر اس کو اِرشاد فرمایا کہ لو کھالو۔ شومئ قسمت اس نے گُڑ لے کر رکھ لیا اور نہ کھایا۔ حضور "بابوجی" صاحبؒ فرماتے تھے کہ سرکار غریب نوازؒ کا خیال تھا کہ اگر وہ کھالے گا تو تندرست ہوجائے گا ؎

چاک کو تقدیر کے ممکن نہیں کرنا رفو
سوزنِ تدبیر گر ساری عُمر سیتی رہے

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سرکار غریب نوازؒ پاک پتن شریف کے عُرسِ مُبارک سے واپس آرہے تھے کہ راستہ میں ایک "جانگلی" بیٹھا تھا۔ اُس نے پُوچھا کہ کہاں سے آرہے ہو۔ آپ نے اِرشاد فرمایا کہ عُرس مُبارک سے۔ اُس نے جھٹ اپنی چادر زمین پر بچھا دی۔ اور عرض کی کہ اس پر سے گزر جائیں۔ سرکار غریب نوازؒ نے اِرشاد فرمایا

کہ میں نے ایک پاؤں چادر کے کونے پر رکھا۔ اس نے چادر کو چُوما۔ اور آنکھوں سے لگایا۔

چند بھائی کلیئر شریف جانے لگے۔ تو بوقتِ روانگی اِرشاد فرمایا کہ جہاں جارہے ہو اُدھر ہی دھیان رکھنا۔ اِدھر اُدھر باتوں میں مشغول نہ ہونا۔

ایک مرد اور عورت لدھیانہ سے حاضرِ خدمت ہُوئے۔ اُنھوں نے عرض کی کہ اولاد نہیں ہے۔ آپ نے تعویز دِلوا دیا۔ اس نے اڑھائی رُوپے پیش کیے اِرشاد ہُوا کہ یہ رکھ لو۔ کوئی ٹھیکہ تھوڑا ہی کیا ہے۔

ایک دفعہ ایک سائل نے آکر یہ صدا کی: "سرکار دے بچیاں دی خیر"۔ آپ نے کُچھ عنایت فرمایا۔ غرضیکہ وہ یہی صدا کرتا رہا۔ سرکار غریب نوازؒ کُچھ نہ کُچھ دیتے چلے گئے۔ حتیٰ کہ اچھی خاصی گٹھڑی بندھ گئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کی یہ صدا "بچّوں کی خیر" آپ کو بہت پسند آئی۔

ایک دفعہ ایک آدمی ختم شریف پر کھانا کھانے کے بعد روٹی بلا اجازت لیے جارہا تھا۔ آپ کو معلوم ہُوا تو حکم دیا کہ اس کو اور روٹی دی جائے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سرکار غریب نوازؒ بستی شیخ درویش

میں میاں مُبارک علی قوال کے ہاں رونق افروز تھے۔ شام کا وقت تھا۔ بعد نمازِ مغرب یک بیک آپ کی طبیعت متغیّر ہوگئی۔ کُرتا پھاڑ دیا اور عمامہ مُبارک پُرزے پُرزے کردیا اور فرمایا کہ لو، اِسی پر نازاں ہے۔ سخت اِضطراب میں رونا شروع کردیا۔ تمام محفل پر یہی کیفیت وارد ہوگئی۔ سب لوگ رونے اور چلّانے لگے۔ اِسی حالتِ اِضطراب میں بستی دانشمنداں تشریف لے گئے۔ کئی روز یہی کیفیت رہی۔

سرکار غریب نوازؒ کا ایک مُرید جھنڈا تیلی، طرح طرح کے اُلٹے پُلٹے ورد و وظائف کرتا رہتا۔ نہ سرکار غریب نوازؒ کے پاس بیٹھتا اور نہ ہی پیر بھائیوں میں۔ بلکہ اکیلا بیٹھتا۔ اکثر نماز بھی قبلہ کی بجائے کِسی اور سمت میں ادا کرتا اور سجدے بھی لاتعداد کرتا۔ مساجد میں بسا اوقات لوگوں سے تکرار ہوجاتی۔ سرکار غریب نوازؒ نے بھی اُس کو اِن حرکات سے منع فرمایا۔ ایک دفعہ رات کو بارش آگئی۔ جِس کمرے میں سرکار غریب نوازؒ تشریف فرما ہُوئے، وہ بھی وہیں آگیا۔ آپ نے اس کو فرمایا کہ یہاں سے کِسی اور کمرہ میں چلاجا۔ یہاں مت آؤ۔ تُو یہ کیا اُلٹے پُلٹے وظیفے پڑھتا رہتا ہے۔ جب میری بات نہیں مانتا تو پھر یہاں کیوں آتا ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ چند بھائیوں نے روزانہ روزہ رکھنا شروع کردیا۔ سرکار غریب نوازؒ کو جب یہ معلوم ہُوا تو اِرشاد فرمایا کہ میں نے تو کہا نہیں۔ بھوکے مرنا ہے تو مرتے رہیں۔ ان میں سے ایک کو اِرشاد ہُوا کہ اگر دِل چاہتا ہے تو ہر چاند کے مہینے کی ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ اور

دو شنبہ (پیر) کے دِن روزہ رکھ لیا کرو۔

ایک دفعہ حضورؒ نے بھائی معراج الدین امرتسری کا ذکر کرتے ہُوئے ارشاد فرمایا کہ بہت اچھے تھے۔ جب عرس شریف پر آتے تو ساتھ بہت سی رقم لاتے۔ ایک دفعہ سرکار غریب نوازؒ نے پُوچھا کہ اِتنی رقم کیوں ساتھ رکھی ہُوئی ہے۔ تو عرض کیا کہ حضور میرے پیر و مُرشد عُرس کررہے ہیں، نہ جانے ضرورت پڑجائے تو پیش کرسکوں۔ بھائی عبدالرشید بھی پاس تھے۔ اُنھوں نے اس کے بعد اپنا دستور العمل یہی رکھا کہ جب بھی سرکار غریب نوازؒ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے۔ تو اپنا سارا اثاثہ (تین چار ہزار روپیہ) ساتھ رکھتے۔ کہ شاید کبھی سرکار پاکؒ کی خدمت میں پیش کرنے کا موقع نصیب ہوسکے۔ چنانچہ ایک دفعہ سرکار غریب نوازؒ نے فرمایا عبدالرشید کُچھ پیسے ہیں؟ بھائی صاحبؒ نے ساری پُونجی بصد عجز و نیاز خدمت میں پیش کردی۔ سرکار پاکؒ نے بہت پسند فرمایا۔ لیکن صرف اتنا ہی قبول فرمایا جتنی ضرورت تھی۔

سرکار غریب نوازؒ کے ایک مُرید سید اصغر علی شاہ محکمہ زراعت میں ملازم تھے۔ ان کا افسر اُن پر بہت سختی کرتا اور ان سے اپنے واسطے بے ایمانی کرواتا۔ سید اصغر علی شاہ صاحب نے سرکار غریب نوازؒ کے پاس اس کی شکایت کی اور زار زار رونے لگے۔ آپؒ نے تسلّی دی اور ارشاد فرمایا کہ آپ کو تنگ کرنے والا ذلیل و خوار ہوگا۔ چند ہی روز بعد اس پر غبن کا مقدمہ بَن گیا۔ بمشکل برطرفی سے بچا۔ دَورانِ ملازمت کئی مُقدمات بنتے رہے۔ ای۔ اے۔ ڈی۔ اے کی پوسٹ سے تنزّل ہُوا۔ جبری ریٹائرمنٹ

کا حکم صادر ہُوا۔ افسران سخت بر خلاف رہے۔ غرضیکہ تمام عرصہ سخت ذلیل رہا۔

ایک دفعہ اِرشاد فرمایا: جس طرح لیلےٰ کی گلی سے آئے ہُوئے کُتے کو مجنوں پیار کرتا تھا۔ اور اس کے پاؤں چُومتا تھا، اسی طرح طالبانِ حق کو چاہیے کہ بزرگوں کا اِحترام کریں۔ کیونکہ بارگاہِ الٰہی میں جانے والے ہیں۔

ایک دفعہ سرکار غریب نوازؒ نے اِرشاد فرمایا کہ ایک ہندو مع اہل و عیال ہردوار یاترا کے لیے جارہا تھا۔ رُڑکی کے سٹیشن پر کافی تعداد میں مُسلمانوں کو گاڑی سے اُترتے دیکھ کر پُوچھا کہ یہاں کیا ماجرا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ یہاں سے کچُھ فاصلہ پر حضرت مخدوم علی احمدؒ صابر رحمۃ اللہ علیہ کا دربار ہے اور آج کل وہاں عرس ہے۔ لوگ وہاں حاضری کے لیے جارہے ہیں۔ اس نے خیال کیا کہ جاتے جاتے یہاں بھی سلام کرتے چلو۔ چنانچہ نیازمندی کے ساتھ پا پیادہ روانہ ہُوا۔ اور اہل و عیال کو باہر سامان کے پاس چھوڑ کر خود حاضرِ دربار ہوا۔ جس وقت سلام کیا منظوری ہوگئی۔ اس کو ابدالی مرتبہ عطا ہوگیا۔ اور وہیں سے حسبُ الحکم روانہ ہوگیا۔ اس کی بیوی نے بہت اِنتظار کیا۔ مگر اُسے نہ آنا تھا، نہ آیا۔ کِسی راز دان نے اس کو سمجھایا۔ کہ اب اِنتظار بے سود ہے۔ اگلے سال عُرس شریف پر آنا۔ چنانچہ اگلے سال وہ حاضرِ دربارِ شریف ہوئی اور اپنے خاوند کو مجذوبانہ حال میں دیکھکر فریاد کی کہ ہمیں کِس کے سُپرد کرکے چلے گئے۔ اُس نے ایک چاولوں کی مٹھی چاروں طرف بکھیر دی کہ تیرے اور تیری اولاد کے لیے رزق کا "چھٹّا" دے دیا ہے۔ کوئی فِکر نہ کرو۔ اور خود

اپنی راہ لی ۔ سرکار غریب نوازؒ فرماتے تھے کہ جب ہم کلیئر شریف گئے، تو اس بات کا وہاں بہت چرچا تھا۔

ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ ایک ہی بات کا مطلب کوئی کچھ نکال لیتا ہے، کوئی کچھ ۔ ایک بزرگوں کے مُرید نے عرض کیا کہ مجھے باہر سیر کے واسطے جانا ہے ۔ آپ نے فرمایا کہ ابھی تم اِس قابل نہیں ہو ۔ اس نے دوبارہ عرض کیا تو آپ نے کہا ۔ اچھا تمھاری مرضی ۔ اس مُرید کا گزر گاؤں میں تنور پر سے ہُوا ۔ جس جگہ کہ ایک لڑکی روٹیاں لگوانے آئی ہوئی تھی ۔ اس کی والدہ نے اُسے دُور سے پکارا اور پُوچھا "کُڑیئے حالے تیریاں لگیاں کہ نہیں لگیاں"۔ اُس مردِ حق نے یہ سُن کر اِلّا اللہ کا نعرہ مارا ۔ اور ساتھ ہی کنوئیں میں چھلانگ لگادی ۔ شدہ شدہ یہ بات ان بزرگوں تک پہنچی ۔ آپ کنوئیں پر تشریف لائے اور لڑکی اور اُس کی ماں سے فرمایا کہ وہی بات دُہراؤ ۔ چنانچہ انھوں نے وُہی کلمات دُہرائے ۔ ابھی یہ کلمات پُورے نہ ہُوئے تھے کہ مَردِ حق نعرۂ اِلّا اللہ کے ساتھ کنوئیں سے باہر آگیا ۔ بزرگوں نے فرمایا ہم نہ کہتے تھے کہ ابھی تُو اس قابل نہیں ہُوا کہ باہر جائے ۔

ایک دفعہ سرکار غریب نوازؒ بیرچھہ میں رونق افروز تھے ۔ رات کو چوکیدار نے آواز دی "جاگ وَئی او" یہ سُنتے ہی آپ پر کیفیت طاری ہوگئی اور زار زار رونا شروع کردیا ۔ اسی حالت میں بیٹھے بیٹھے صبح ہوگئی ؎

جاگنا ہے تو جاگ لے افلاک کے سایہ تلے
حشر تک سوتا رہے گا خاک کے سایہ تلے

جب پہلی دفعہ حضور "بابوجی" صاحبؒ سرکار غریب نوازؒ کے سلام کو گئے، تو بھائی فضل الدینؒ کو بھی ساتھ لے گئے۔ آپ موضع میرپور میں لالہ رام بخش کی دُکان پر تشریف فرما تھے۔ گرمی کا موسم تھا۔ جانے پر آپ نے شربت عنایت فرمایا۔ اس کے بعد آپ دیر تک خاموش بیٹھے رہے۔ یہ بھی نہ پوچھا کہ کون ہو۔ کہاں سے آئے ہو اور کیوں آئے ہو۔ جب ظہر کی نماز کا وقت ہُوا تو فرمایا کہ مسجد میں جاکر نماز پڑھ آؤ۔ واپس آنے پر اِرشاد فرمایا کہ نماز میں اِنسان جس چیز کا خیال کرتا ہے نماز اُسی کی ہوتی ہے، نہ کہ خدا کی۔ ایک مُرید ایسے ہوتے ہیں جو خود بخود چلتے رہتے ہیں۔ ایک ایسے ہیں جیسے لدا ہُوا گدھا کیچڑ میں پھنسا ہو۔ اور جب تک ڈنڈا نہ پڑے نہیں چلتا۔ نیز فرمایا کہ جب حضرت علی مُعظم صاحبؒ (گڑھ شنکری) مُرید ہُوئے تو آپ کی عُمر بارہ برس تھی۔ آپ کے شیخ برقعہ پوش تھے، آپ نے بھی بُرقعہ پہن لیا۔ اگر مُرید پیر کے حکم پر پابند رہا تو حلال ہوگیا۔ ورنہ حرام۔

اِس مُختصر سی گفتگو کے بعد سرکار غریب نوازؒ نے اُنھیں رُخصت فرمادیا۔ راستہ میں حضور "بابوجی" صاحبؒ کئی جگہ بیٹھ بیٹھ گئے۔ اور بھائی صاحبؒ سے فرماتے رہے کہ سرکار غریب نوازؒ سے بڑی گفتگو رہی [1]۔ خُدا کا شکر ہے کہ جس چیز کی جستجو تھی وہ مل گئی۔ میں نے اب تک بہت سے بزرگوں کی زیارت کی ہے لیکن اِتنا زبردست اور عالی مَرتبت فقیر نہیں دیکھا کہ جن کی منزل کی کوئی انتہا ہی نہیں۔

---

[1] اگرچہ بظاہر بہت مختصر گفتگو ہُوئی۔ لیکن حضور "بابوجی" صاحبؒ اِرشاد فرماتے تھے کہ باطنی گفتگو بہت ہوئی۔

ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ آدمی دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو راہِ خُدا پر چلنے کی قابلیت رکھتے ہیں اور دُوسرے وہ جو یہ قابلیت نہیں رکھتے۔ ان کی مثال اس طرح ہے جیسے گندم کا آٹا اور چنے کا آٹا۔ گندم کے آٹے سے تو بہت کچھ بن سکتا ہے لیکن چنے کے آٹے سے روٹی بھی نہیں بنتی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر کس اس راستہ پر چلنے کی قابلیت نہیں رکھتا۔ ؎

ہر کسے را بہرِ کارے ساختند
میل او اندر دِلش انداختند

ہر کسی کو کسی کام کے لیے بنایا گیا ہے
اور اس کا میلان اس کے دِل میں رکھ دیا ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سرکار کی مجلس میں حضور غوث الاعظمؒ کی مشہور کرامت بارہ برس کی ڈوبی نیا کو پار لگانے کا تذکرہ ہو رہا تھا۔ سرکار غریب نوازؒ نے اِرشاد فرمایا کہ بیڑے اب بھی پار ہو سکتے ہیں۔ کوئی ایسی عقیدت مند مائی بھی ہو۔ ایسے ایسے بندگانِ خُدا موجود ہیں جو ایک اُنگلی کے اشارے سے دُنیا کو درہم برہم کر سکتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس فقرہ میں اشارہ اپنی ذاتِ بابرکاتؒ پر تھا۔

حضور "بابوجی" صاحبؒ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ سرکار غریب نوازؒ کا یہ خیال تھا کہ اگر کوئی شخص مردہ، زندہ کرنے کے واسطے عرض کرے تو مردہ زندہ کر دیا جائے۔ لیکن کِسی کو یہ خیال نہ آیا ؎

آج بھی ہو جو ابراہیمؑ سا ایماں پَیدا
آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پَیدا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سرکار غریب نوازؒ ہوشیار پور شریف میں رونق افروز تھے کہ مائی صاحبہ بصری کھیر کا دیگچہ سر پر اُٹھا کر صدر پُورہ سے شام کو ہوشیار پور شریف روانہ ہُوئیں۔ صُبح سویرے وہاں سرکار غریب نوازؒ کی خدمت میں پہنچ گئیں۔ جب سرکار غریب نوازؒ کو یہ معلوم ہُوا کہ یہ رات کو سفر کر کے آئی ہیں، تو آپ نے کھڑاؤں مُبارک سے پیٹا اور حکم دیا کہ اِسی وقت واپس چلی جاؤ ؎

ایسے ہوتے ہیں بھلا کِس کے نصیب
جو بلا نازل کرے اس کا حبیب

آپ بالکل ساکن رہیں۔ جب سرکار غریب نوازؒ نے کھڑاؤں مُبارک زمین پر رکھی، مائی صاحبہ نے اس کو اُٹھا کر بوسہ دیا اور سلام کر کے واپس روانہ ہوگئیں۔ کھڑاؤں سے پٹنے کے بعد مائی صاحبہ کا کھڑاؤں کو چُومنا کِس قدر محبّت اور آداب ظاہر کرتا ہے ؎

مذہبِ عشق از ہمہ دینہا جُدا است
عاشقاں را مذہب و ملّت خُدا است

عشق کا مذہب سب دینوں سے جُدا ہے
عاشقوں کا مذہب و ملّت خُدا ہے۔

موضع گھوڑے باہا کے مولوی صاحب نے عرض کی کہ اگر حضور اجازت بخشیں تو میں آپ کی سوانحِ حیات لِکھوں۔ آپ نے بچشمِ گریاں ارشاد فرمایا میری سوانح حیات کیا لِکھیں گے۔ یہی لِکھیں گے نا کہ ہندوؤں کے گھر پَیدا ہُوا۔ اِسلام لایا۔ ڈھولک بجاتا رہا۔ اور گاتا پھرا۔ وغیرہ۔ میں

تو کہتا ہوں۔ میرے عیب کیا ظاہر کرنے ہیں۔ اُن پر پردہ ہی پڑا رہنے دیں۔

ایک دفعہ اِرشاد فرمایا پیر سے نظرِ عنایت طلب کرنا چاہیئے۔ جو دُنیادی مال طلب کرے گا: "چیزوں جو گاہی رہے گا"۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص جو بہت گھبرایا ہُوا تھا۔ عرض کرنے لگا کہ سرکار آج رات مجھے بہت ہولناک خواب آیا ہے۔ میں نے دیکھا۔ میرے گھر میں نقب لگ گئی ہے اور اس خواب نے مجھے پریشان کردیا ہے۔ اِرشاد ہُوا کہ دیکھو کہیں دیوار میں نقب ہے عرض کی نہیں، اِرشاد ہُوا پھر کیوں فکر کرتے ہو۔ یہ محض خواب ہے۔

بابا لسوڑی شاہ صاحبؒ لائل پور کے ایک مشہور بزرگ ہوئے ہیں۔ آپ اکثر فرمایا کرتے کہ میرے پیر دُنیا دار تھے۔ درویشی، سرکار محمدؐ دیوان صاحبؒ نے عنایت فرمائی۔ یہ قوالی کا سلسلہ اسی وجہ سے ہے۔ ورنہ قادریہ سلسلہ میں قوالی نہیں ہے۔ دراصل میرے شیخ سرکارؒ ہیں۔ باباجیؒ نے اپنی سرگزشت یُوں بیان فرمائی :۔

میں ایک دفعہ اپنے رشتہ داروں کے ہاں بیرچھہ گیا ہُوا تھا۔ درویشی راستہ اِختیار کرچکا تھا۔ میرے بیرچھہ والے رشتہ دار سرکارؒ کے مُرید تھے۔ اُنھوں نے کہا سائیں جی، ہمارے شیخؒ کے ہاں ختم شریف ہے اور ہمارے شیخ پاکؒ نے برسوں سے روزہ رکھّا ہے۔ چوبیس گھنٹہ بعد "لسّی" سے اِفطار

کرتے ہیں اور تمام دِن کام میں مصروف رہتے ہیں۔ آؤ آپ کو بھی ساتھ لے چلیں۔ یہ سُن کر مجھے بھی شوقِ زیارت ہُوا۔ چنانچہ میں ان کے ساتھ ہولیا۔ جب ختم شریف ہوچکا تو ہم سب واپسی کے واسطے اجازت لینے گئے۔ سرکار غریب نوازؒ نے باقی سب کو اجازت دے دی اور مجھے ارشاد فرمایا کہ سائیں جی! آپ رہیں۔ یہ سُن کر میں نے اپنے رشتہ داروں کو کہا کہ آپ جائیں۔ مجھے اجازت نہیں ملی۔ وہ چلے گئے اور میں ٹھہر گیا۔ میں ہر روز یہ دیکھتا کہ افطاری کے وقت سرکارؒ ایک پیالہ "لسی" کا نوش فرماتے۔ چنانچہ میں نے بھی روٹی کھانا چھوڑ دی۔ ملنگوں نے عرض کی کہ سرکارؒ بھوری شاہؒ روٹی نہیں کھاتا۔ سرکار غریب نوازؒ نے مجھے بُلایا اور یہ دریافت فرمایا۔ میں نے عرض کی کہ سرکارؒ آپ جو نہیں کھاتے۔ آپ خاموش رہے۔ شام کو "لسی" کا پیالہ آیا تو آپ نے اس میں ایک پیالہ پانی ڈالا۔ ایک پیالہ مجھے عنایت فرمایا اور ایک خود پی لیا۔ پھر اس طرح وقت گزرنے لگا۔ میں نے خدمت میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑا۔ رات کو پاؤں دباتا اور دِن کو پنکھا ہلاتا۔ جب میں سرکارؒ کو پنکھا ہلانا شروع کرتا تو آپ کُچھ دیر بعد فرمادیتے کہ بس کرو۔ میں بس کردیتا۔ لیکن تھوڑی دیر بعد پھر پنکھا ہلانا شروع کردیتا سرکارؒ اکثر فرماتے: "سائیں تیری بانہہ لوہے دی اے تھکدی نہیں"۔ اگر رات کو پاؤں مُبارک دبانے لگتا تو پھر کُچھ دیر بعد آپ فرمادیتے کہ بس کرو۔ میں بس کردیتا۔ لیکن تھوڑی دیر بعد پھر پاؤں مُبارک دبانا شروع کردیتا۔ اِسی طرح رہتے تیرہ ماہ گزر گئے۔

ایک دِن سرکار موضع دارا پُور میں رونق افروز تھے۔ آپ چند مہمانوں کو وداع کرنے کے واسطے روانہ ہُوئے۔ کوئی ملنگ پاس نہ تھا۔ اِس لیے

میں سرکارؒ کے پیچھے ہولیا۔ آپ باغات میں دُور نکل گئے۔ جب مہمان چلے گئے تو آپ نے دریافت فرمایا کہ "سائیں تیرا کی نام اے"۔ میں نے عرض کی کہ جناب یہ ہے۔ پھر فرمایا کہ یہاں کیوں آیا ہے؟ عرض کی کہ سرکار میرے حال پر نظرِ کرم فرمائیں۔ ارشاد ہُوا سائیں جی آپ بڑے بزرگ ہیں۔ آپ نے مجھے آگے کرلیا اور آپ پیچھے چلنے لگے۔ پھر آپ نے فرمایا: آؤ سائیں جی دوڑیں۔ دیکھیں کون آگے نکلتا ہے۔ چنانچہ دوڑ ہُوئی اور میں سرکارؒ سے آگے نکل گیا۔ رات کو ڈیرہ شریف پر واپس آکر حکم ہُوا کہ سائیں جی میرا دِل چاہتا ہے۔ آج آپ میرے پاس سوئیں۔ سرہانہ بھی مشترکہ لگایا۔ اسی رات بخشش فرمائی اور اسی صبح آپ نے مجھے لائل پور شہر روانہ فرمایا۔

ایک دفعہ بابا لسوڑی شاہ صاحبؒ نے اپنے ایک ملنگ کو سرکار غریب نوازؒ کی خدمت میں بھیجا کہ آپ کو لائل پور تشریف لانے کے لیے عرض کرے۔ سرکار غریب نوازؒ رضامند ہوگئے۔ جب جالندھر پہنچے تو ملنگ نے عرض کی کہ میں ڈاک خانہ جاکر تار دے آؤں۔ سرکار غریب نوازؒ نے دریافت فرمایا کہ کس واسطے۔ اس نے عرض کیا کہ باباجی نے فرمایا تھا کہ ہمیں روانگی کی اِطلاع بذریعہ تار دینا اور ہم باجے و آتشبازی لے کر سٹیشن پر پہنچ جائیں گے اور سرکار غریب نوازؒ کا بڑی دُھوم دھام سے اِستقبال کریں گے۔ آپ نے اُسی وقت پروگرام بدل دیا۔ اور پھر کبھی لائل پُور آنے کا قصد نہ فرمایا۔

۱ء باباجی کا اصلی نام محمد خان تھا۔ آپ نے کبھی اس کا اظہار نہ کیا۔ یہ حکایت بیان کرتے وقت بھی اسم مبارک نہیں بتایا۔ اصلی نام کا پتہ آپ کے بیرچھ والے رشتہ داروں سے چلا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سرکار غریب نوازؒ اور بابا لسوڑی شاہ صاحبؒ کے اعراس ایک ہی تاریخ پر آ گئے۔ بھائی مُبارک علی خان قوال کو بہت تردّد ہُوا وہ دونوں عُرسوں پر حاضر ہُوا کرتا تھا۔ عُرس سے چار روز قبل اس نے یہ معاملہ سرکار غریب نوازؒ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے فرمایا کہ ابھی لائل پور چلے جاؤ اور باباجی کو کہدو کہ عُرس ابھی شروع کردیں۔ پیام پہنچتے ہی باباجی نے مُنتظم ملنگ کو بُلا کر فرمایا کہ سرکارؒ کا حکم آیا ہے کہ عُرس ابھی شروع کردو۔ چنانچہ اُسی وقت سائبان لگا دیے گئے۔ قوالی شروع ہوگئی اور دیگیں چڑھادی گئیں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک بھائی نے بابا لسوڑی شاہ صاحبؒ کا اسمِ گرامی صرف "لسوڑی شاہ" ہی کہدیا۔ سرکار غریب نوازؒ نے اِرشاد فرمایا کہ تمھیں اِتنی بھی تمیز نہیں کہ بزرگوں کا نام کِس طرح لیا جاتا ہے۔ بعینہٖ ایسا ہی واقعہ دربار بابا لسوڑی شاہ صاحبؒ میں ہُوا۔ ایک شخص نے جو وضع سے امیر معلوم ہوتا تھا۔ سرکار غریب نوازؒ کا نام ادب سے نہ لیا۔ بابا صاحبؒ نے از رُوئے جلال فرمایا کہ باہر نکل جاؤ۔ اِتنے بڑے ولی اللہ کا نام اس قدر بے ادبی سے لیتے ہو۔ وہ نادم ہُوا۔ اور بمشکل معافی ہُوئی۔

ایک دفعہ بابا لسوڑی شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ سرکار غریب نوازؒ کا ایک ہی کُرتا ہوتا ہے۔ اسی کو دھوتے اور اسی کو پہنتے ہیں۔ میرے بیس بیس چولے ہوتے ہیں۔ اور یہ فرما کر آبدیدہ ہوگئے۔

بابا صاحبؒ بڑے صاحب جلال مست فقیر ہُوئے ہیں۔ دیکھنے میں آیا کہ سرکار غریب نوازؒ کے مُریدوں سے بہت شفقت سے پیش آتے۔

حضرت میاں علی محمد صاحبؒ (اروپی) نے سرکار غریب نوازؒ کی خدمت میں مُرید ہونے کے واسطے عرض کی۔ سرکار غریب نوازؒ نے اِرشاد فرمایا کہ میں گنہگار اِنسان ہوں۔ اگر بعد میں مجھے چھوڑ جانا ہے تو اب مُرید نہ بنو۔ میاں علی محمد صاحبؒ نے عرض کی سرکار دُعا فرمائیں کہ حضور کا دامن میرے ہاتھ سے نہ چُھوٹے۔ پھر آپ نے بیعت فرمایا۔ اور حکم دیا کہ حضور "باؤجی" صاحبؒ کی خدمت کرتے رہنا۔

حضرت میاں علی محمد صاحبؒ نے حکم کی پُوری تعمیل کی اور مُراد کو پہنچے آپ سے بہت سی کرامات ظہور میں آئیں۔ نازک اندام تھے۔ جسم مُبارک ریاضت اور مجاہدہ کے قابل نہ تھا۔ محض محبت سے ہی قطعِ منزلہا کرتے چلے گئے۔

جائیکہ زاہداں بہ ہزار اربعیں رسد
مستِ شرابِ عشق بیک آہ مے رسد

زاہد جہاں چالیس ہزار سال میں پہنچتے ہیں۔ عشق کی شراب سے مست ایک آہ سے پہنچ جاتا ہے۔

ایک بھائی کو چند سفید بال داڑھی میں آگئے۔ اِرشاد فرمایا کہ ان کو نکلوانا نہیں۔

ایک مُرید کو ٹھوڑی پر چند بال آگئے۔ اس کو حکم دیا کہ اُسترا نہ لگوانا۔ پاس سے کسی نے کہا کہ ابھی تو دو ایک بال ہی آئے ہیں۔ اِرشاد فرمایا کہ اتنے ہی کافی ہیں۔

دُنیا کی دُوسری جنگِ عظیم میں جب جرمنی کو بہت فتوحات ہُوئیں تو لوگوں میں یہ خیال عام ہوگیا کہ جرمنی ہندوستان کو بھی فتح کرلے گا۔ اور پنجاب میں بہت اِضطراب پھیل گیا۔ ہندو مُسلم سب لوگ مارے خوف کے سامانِ جنگ مُہیّا کرنے کی فِکر میں مُبتلا ہوگئے۔ سردار لابھ سنگھ نے سرکار غریب نوازؒ کی خدمت میں عرض کی کہ سرکارؒ جنگ سے خوف آتا ہے۔ اِرشاد ہُوا کوئی فکر نہ کرو۔ ابھی انگریز یہاں سے نہ جائیں گے۔ خُدا کے بندے اُن سے راضی ہیں۔ یہ لوگ بہت اچھے ہیں۔ اُن کے عہدِ حکومت میں لوگوں کو بہت آرام ہے۔ پھر بھی کئی بار یہی اِرشاد فرمایا۔ بالآخر انگریزوں کی فتح ہُوئی۔ اور نظام تبدیل نہ ہُوا۔

نمازِ عشا ادا کرنے میں تاخیر فرماتے اور جلدی کرنے سے منع فرماتے یہ بھی فرماتے کہ "جن پھاہا وڈیا اوہدی نماز نہیں ہونی" ؎

چوں شوی ایستادہ از بہرِ نماز
دِل بود در گاؤ خر اے حیلہ ساز

دِل نہ شُد ہرگز خلاص از حرص و آز
گہ نہ کردی از حضورِ دِل نماز

آں نمازِ تو شود آخر تباہ
فِکرِ باطلہا کُند رُویت سیاہ

جب تو نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے اے حیلہ ساز۔ تیرا دِل بیل اور گدھے میں لگا ہوتا ہے۔
دِل حرص و طمع سے ہرگز خلاصی نہیں پاتا۔ تو نے دِ کبھی

سے کبھی نماز ادا نہ کی۔
تمہاری وہ نماز آخر تباہ ہوجاتی ہے۔ اور باطل خیالات
تمہارا منہ کالا کردیتے ہیں۔

شرم نداری کہ گنہ میکنی
نامۂ خود راچہ سیاہ میکنی

سگ نکند باسگِ بیگانگاں
آنچہ تو باحضرتِ حق میکنی

تجھے شرم نہیں آتی کہ گناہ کرتا ہے اور اپنے
نامۂ اعمال کو کیسا سیاہ کرتا ہے۔
کتا، بیگانے کتوں کے ساتھ وہ نہیں کرتا
جیسا تو اللہ تعالیٰ کے حضور میں کرتا ہے۔

یہی حکم، اور وِرد و وظائف کے بارے میں بھی تصوّر کرنا چاہیئے۔

بھائی ڈوگر ہوشیارپوری، سرکار غریب نوازؒ کی خدمت میں معروض ہُوا کہ اگر آپ رام بخش کھتری کو اس قدر مال دیا کریں گے تو میں نہ آؤں گا۔ آپ نے اِرشاد فرمایا۔ اچھا بابا تمہاری مرضی، نہ آنا۔ میرا خُدا مالک ہے۔

بھائی ڈوگر کے آخری ایام کا یُوں ذِکر ہے کہ دربار شریف آیا اور بعارضہ تپِ محرقہ بیمار ہوگیا۔ سرکار غریب نوازؒ نے علاج شروع کردیا۔ لیکن کوئی افاقہ نہ ہُوا۔ چالیس روز گزر گئے۔ علاج ہوتا رہا۔ دِن میں کئی بار آپ لوگوں کو بھیجتے کہ دیکھ کر آؤ کیا حال ہے۔ کبھی کبھی آپ خُود

بھی دیکھنے جاتے۔ باوجودیکہ مرض اِتنا لمبا ہوگیا تھا، جسم چنداں دُبلا ہونے نہ پایا۔ رنگ بھی جیسا پہلے سُرخ تھا، ویسا ہی رہا۔ ایک روز صبح نماز سے فارغ ہوکر اِرشاد فرمایا کہ بوری گندم لے جاکر ڈوگر کا ہاتھ لگاکر غُربا میں تقسیم کردو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ پھر آپ نے حُکم دیا کہ اس کے واسطے باغ میں چارپائی بچھاؤ۔ اور ایک سفید چوتہی بچھوائی اور پھر بھائی ڈوگر کو لاکر اِس چارپائی پر لِٹا دیا۔ سرکار غریب نوازؒ اس کے ماتھے پر ہاتھ پھیر رہے تھے کہ جاں بحق تسلیم ہوگیا۔ حضور"باوجی" صاحبؒ بھی سامنے بیٹھے دیکھ رہے تھے۔ اِرشاد ہُوا کہ سرکار غریب نوازؒ کی بخشش و عنایت دیکھ کر ڈوگر، یہ حسرت دِل میں لے گیا کہ کاش زندگی میں حضورؒ کی تابعداری کرتا۔

سرکار غریب نوازؒ ڈوگر پر بہت شفقت فرماتے۔ بیماری کے ایام میں اگر کوئی کہتا کہ حالت اچھی نہیں، تو آپ پسند نہ فرماتے۔ آخری روز کِسی نے کہا: یہ ڈوگر کے پیسے ہیں، انھیں رہنے دو۔ نہلانے والے کو دیں گے سرکار غریب نوازؒ نے سُن لیا۔ آپ نے سختی سے فرمایا کہ کیا کہا؟۔ اور اُسے یُوں چُپ کرادیا۔ اور ارشاد فرمایا کہ اگر اِنسان سُولی کے تختہ پر بھی کھڑا ہو، پھر بھی خُدا کی رحمت سے نااُمید نہ ہونا چاہیے۔ مایوسی کُفر ہے۔

شاہ محمدؒ ملنگ نے عرض کی سرکار میرا بھورا صاف کردیجیے۔ آپ نے اِشاد فرمایا: "دھوبی ٹکرے گا تو دھیلی پولا دے کر صاف کرالینا۔ مینوں تاں سوہڑ لگانی نہیں آوندی"۔

ایک دفعہ بھائی غلام رسول ملنگ نے عرض کی سرکار مہربانی فرمائیں۔

اور مجھے دماغ کی قید سے رہائی بخشیں۔ آپ نے اِرشاد فرمایا: مجھے ان باتوں کی کوئی خبر نہیں، جو بتایا گیا ہے اُس پر عمل کیے جا۔

ایک دفعہ اِشاد فرمایا کہ میں ابھی لڑکا ہی تھا۔ حضرت علی معظم صاحبؒ کے عُرس پر جانے کا اِتفاق ہُوا۔ محفلِ سماع میں ایک نوجوان سُوٹ بُوٹ پہنے عورتوں کی طرف ٹکٹکی لگائے کھڑا تھا۔ یہ دیکھ کر اکثر لوگوں کو سخت ناگوار ہُوا۔ یک بیک اُس پر کیفیّت طاری ہُوئی اور وہ دھڑام سے زمین پر آگرا۔ بوجہ رنجش لوگوں نے پاؤں باندھ کر درخت سے اُلٹا لٹکا دیا۔ وہ اسی حالت میں شدّت سے حال کھیلتا رہا۔ جب کیفیّت فرو ہُوئی تو نیچے اُتارا۔ گدی نشین صاحب نے فرمایا کہ چادر ڈال دو۔ لوگ دبانے لگے۔ دباتے دباتے وہ مردِ خُدا غائب ہوگیا۔ خالی چادر رہ گئی۔

ایک دفعہ کا ذِکر ہے کہ مست کرم الٰہی و چراغ شاہ آپس میں اُلجھ گئے سرکار غریب نوازؒ نے دونوں کو جُدا کیا۔ اور دونوں کو پُشت ملا کر اکٹھا بٹھا دیا۔ کھانا کِھلایا۔ اس کے بعد جدھر جس کا مُنہ تھا اُدھر چلے گئے۔

ایک روز بھائی لیک شاہ کو نفلی روزہ تھا۔ حکم ہُوا کہ "لسّی" پی لو۔ جب وہ پی چُکے تو فرمایا "لسّی" کیوں پی لی۔ تمھیں تو روزہ تھا۔ اُنھوں نے عرض کی کہ غلطی ہُوئی۔ دوپہر کے وقت کھانے پر بھی ایسا ہی ہُوا۔ کھانا کھانے کا حکم دیا۔ اور جب اُنھوں نے کھالیا تو جواب طلب فرمایا۔ اُنھوں نے پھر اپنی غلطی کو تسلیم کیا۔ پھر دُوسرے گاؤں تشریف لے گئے۔ وہاں "لسّی" آئی

اور آپ نے اُنھیں "لسّی" پینے کا حکم دیا اور ایسا ہی پھر واقعہ ہُوا۔ جب شام ہُوئی تو پھر آپ نے اِفطاری کے واسطے شربت عنایت فرمایا۔

ایک دفعہ اِرشاد فرمایا کہ مُرید کا ہر وقت اِمتحان لگا رہتا ہے۔ جب تک اِمتحان نہ ہو، دُوسری جماعت میں کیسے جاسکتا ہے۔

حضور "بابوجی" صاحبؒ فرماتے تھے کہ ایک دفعہ میں سرکار غریب نوازؒ کے پیچھے راہ چل رہا تھا۔ جہاں سرکار غریب نوازؒ پاؤں رکھتے میں بھی وہیں پاؤں رکھتا۔ سرکار غریب نوازؒ نے قصدًا پاؤں نالی میں رکھ دیا۔ اس وقت میں نے وہاں پاؤں نہ رکھا۔ سرکار غریب نوازؒ نے پیچھے مُڑ کر فرمایا "بابوجی پَیر نالی وِچ بھی رکھ دینا سی"۔

حضور "بابوجی" صاحبؒ فرماتے تھے کہ سرکار غریب نوازؒ نے نالی میں قدم بطور اِمتحان رکّھا تھا۔ اگر میں بھی وہاں قدم رکھ دیتا تو مُشکلیں اُسی وقت آسان ہوجاتیں۔

ایک مرتبہ آپ کی محفل میں ایک سِکھ کلیم کرتارپوری کی نعت پڑھی گئی، جس کا ایک شعر یہ ہے: ؎

فخرِ جہاں کہوں کہ حبیبؐ خُدا کہوں
حَیراں ہوں تجھ کو اے شہِ لولاکؐ کیا کہوں

آپ نے اِرشاد فرمایا کہ اس کو بھی لوگ سِکھ ہی کہیں گے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک بھائی کی بھینس نے بچّہ دیا۔ اس نے بھینس کے واسطے تھوڑا سا سبز چارہ بلا اجازت کسی کے کھیت سے کاٹ لیا۔ جب وہ سرکار غریب نوازؒ کی خدمت میں حاضر ہُوا تو اِرشاد ہُوا: "چوری لکھ دی بھی۔ اور چوری لکھ دی بھی۔" وہ سرکار غریب نوازؒ کے قدموں میں گِر گیا۔ آپ نے اِرشاد فرمایا: میں نے تو ایسے ہی بات کہی ہے۔ تم نے خبر نہیں کیا سمجھ لیا۔

سُبحان اللہ کیا اندازِ گفتگو ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سرکار غریب نوازؒ رات کو لحاف اوڑھے، مُنہ چُھپائے سو رہے تھے۔ ایک شخص پاؤں مُبارک دبا رہا تھا۔ ایک ملنگ جس سے آپ ناراض تھے یہ سوچ کر کہ آپ محوِ خواب ہیں۔ آہستہ آہستہ آیا اور جُوں ہی اُس نے ہاتھ پاؤں مُبارک پر رکھا۔ سرکار غریب نوازؒ نے اِرشاد فرمایا: چلا جا۔ مت ہاتھ لگا۔

جب بھائی فضل الدینؒ پہلی بار آگرہ ملازمت پر جانے لگے تو سرکار غریب نوازؒ نے اِرشاد فرمایا کہ اگر تمھیں کوئی کہے کہ یہ سبق پڑھ لو تو پڑھنا نہیں۔

آگرہ میں ان کا افسر ایک پنجابی مسلمان تھا۔ جو بڑا عابد اور جِنّات کا عامل تھا۔ جاتے ہی اس سے کافی راہ و رسم ہوگئی۔ اس نے بھائی صاحبؒ کو یہ کہنا شروع کر دیا کہ مجھ سے سبق پڑھو۔ اور یہ بھی کہتا کہ تمھیں ایک ہفتہ کے اندر ہی پتہ چل جائے گا کہ ترقی کر رہے ہو۔ لیکن سرکار غریب نوازؒ کے حکم کے پیشِ نظر اُنھوں نے اِن باتوں پر کان نہ دھرا۔

آگرہ میں بھائی صاحب مجرد رہتے تھے۔ شام کو گھر آنے پر دفتر کے دُوسرے لوگ بھی آجاتے۔ جن میں بعض شیعہ، وہابی اور اہلِ سُنت والجماعت و احمدی تھے۔ اکثر عقائد پر بحث جاری رہتی۔ جب بھائی صاحبؒ تھلہ شریف سلام کے واسطے حاضر ہُوئے تو سرکار غریب نوازؒ نے اِرشاد فرمایا کہ کوئی احمدی ہو، شیعہ ہو یا وہابی۔ تمھیں اس سے کیا غرض۔ تمھارے عقائد وہی ہونے چاہئیں جو تمھارے شیخ کے ہیں۔ بحث و مباحثہ میں نہ پڑنا چاہیے۔ کیونکہ یہ ہستی موہومہ کی نفی میں رکاوٹ ہے۔

ایک دفعہ بھائی صاحبؒ نے عرض کی کہ سرکار آگرہ بہت دُور ہے اگر کہیں نزدیک تبدیلی ہوجائے تو بہت بہتر ہو۔ اِرشاد فرمایا کہ اگر ہزاروں میل کا فاصلہ ہو تب بھی ایک ہی بات ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ بھائی فضل الدینؒ سرکار غریب نوازؒ کے سلام کے واسطے موضع اواناں کو جارہے تھے۔ راستہ میں ایک لڑکی کو دیکھ کر خیال آیا کہ کِس قدر خوبصورت ہے۔ فوراً ہی دِل کو تکلیف شروع ہوگئی کہ اس معصوم لڑکی کو ناپاک نگاہ سے کیوں دیکھا۔ شیخ پاک کی خدمت میں جارہا تھا' یہ جُرم کیوں سرزد ہُوا۔ چوتھے روز جب وہ واپس آنے لگے تو حسبِ معمول سرکار غریب نوازؒ ان کو الوداع کرنے کے لیے ساتھ تشریف لائے۔ ارشاد فرمایا کہ اِنسان کو چاہئیے کہ نیچی نگاہ سے چلے۔ اِدھر اُدھر نہ دیکھے۔ اور کُچھ نہیں تو کیڑا مکوڑا ہی پاؤں کے نیچے آنے سے بچ جاتا ہے۔

مندرجہ بالا حکایت سے ظاہر ہے کہ رہبر کامل کو مُرید کے سب حال کی خبر رہتی ہے۔ درویش کے واسطے بُعدِ مکان و زمان کوئی چیز نہیں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سرکار غریب نوازؒ موضع کھیالہ میں رونق افروز تھے۔ بھائی فضل الدینؒ فجر کی نماز کے واسطے مسجد میں گئے۔ نماز سے فارغ ہو کر قریباً آدھ گھنٹہ وہیں دھوپ میں بیٹھے رہے۔ جب واپس آئے تو حضور "باوجی" صاحبؒ نے ارشاد فرمایا کہ تُو اِتنی دیر کہاں رہا۔ اتنی بھی عقل نہیں کہ حاضر تو سرکار غریب نوازؒ کے سلام کو ہُوا اور بیٹھا رہا مسجد میں۔ سرکار غریب نوازؒ نے ارشاد فرمایا: باوجی کُچھ مضائقہ نہیں۔ جب تک پہلی دُوسری جماعت میں نہ پہنچ جائے پتہ نہیں لگتا۔

اس کے بعد گنّے کے رس کا دَور شروع ہُوا۔ یکے بعد دیگرے ان کو تین پیالے عنایت فرمائے۔ سخت سردی تھی۔ پیٹ بہت بھر گیا۔ جب چوتھا پیالہ بھیجا گیا تو انھوں نے اِنکار کیا۔ ان کو خیال تھا، کہ گنجائش بالکل نہیں۔ ایک گھونٹ بھی پیا تو اُلٹی ہوجائے گی لیکن جب یہ اِرشاد ہُوا کہ پکڑتا کیوں نہیں، تو ناچار پیالہ پکڑلیا اور پینا شروع کیا۔ ہر گھونٹ کے ساتھ دباؤ کم ہوتا گیا حتیٰ کہ پیالہ ختم ہونے پر طبیعت بالکل آرام میں ہوگئی۔

جب بھائی فضل الدینؒ مستقل طور پر لائل پُور آگئے تو ان کو خیال پیدا ہُوا کہ یہاں ایک گھر بنالیا جائے تاکہ ہمیشہ کے لیے مکان کی تلاش سے چھُٹکارا حاصل ہوجائے۔ لہٰذا زمین خریدنے کے واسطے ایک صد رُوپیہ بیعانہ دے دیا۔ سرکار غریب نوازؒ کو جب یہ پتہ چلا تو ان کو اِرشاد فرمایا کہ پہلے تو گھر میں نہیں رہتا جو اور گھر بنانے کا خیال کر رہا ہے۔

ان کا دھوگڑی والا مکان حسبِ ضرورت کافی تھا۔ انھوں نے ایک کمرہ کی توسیع کرنی چاہی تو وہ بھی آپ نے منظور نہ فرمائی۔ اینٹوں کا فرش

اکھاڑ کر سیمنٹ اور کنکریٹ کا بنانا چاہا تو وہ بھی آپ نے منع فرمادیا۔ حاصل کلام آپ کو غلاموں کا دُنیاوی کاموں میں زیادہ دِل چسپی لینا ناپسند تھا۔ آپ کا نظریہ یہ تھا کہ اِنسان کو دُنیا میں ایک مُسافر کی طرح رہنا چاہیئے۔

ایک دفعہ کا ذِکر ہے کہ سرکار غریب نوازؒ نندا پور سے تلونڈی کو تشریف لے جا رہے تھے۔ بھائی فضل الدینؒ بھی ہمراہ تھے۔ وہ سرکار غریب نوازؒ کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ دِل میں خیال آیا کہ جہاں سرکار غریب نوازؒ پاؤں مُبارک رکھتے ہیں وہاں پاؤں نہیں رکھنا۔ اسی شغل میں راستہ چل رہے تھے کہ آپ ٹھہر گئے تاکہ جو بھائی پیچھے رہ گئے ہیں ان کو ساتھ ملالیں۔ سرکار غریب نوازؒ باوجود کبر سنی بہت تیز چلتے تھے۔ اِرشاد فرمایا کہ جوں جوں مُرید ترقی کرتا ہے آداب خود بخود آجاتے ہیں۔ اور دُوسری بات یہ اِرشاد فرمائی کہ وِرد و وظائف کا مطلب کُچھ اور ہوتا ہے اور "منظوری" ایک علیٰحدہ چیز ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سرکار غریب نوازؒ بعد نمازِ مغرب کمرے میں تنہا تشریف فرما تھے۔ بھائی فضل الدینؒ نے باہر مندرجہ ذیل شعر ترنّم سے پڑھا ؎

عید گاہِ ما غریباں کُوئے تو
انبساطِ عید دیدن رُوئے تو

حضور کا کوچہ ہم غریبوں کی عید گاہ ہے
حضور کی زیارت ہمیں عید کا چاند ہے۔

آپ نے انھیں اندر بلایا کہ جو شعر پڑھتا تھا وہ سُناؤ۔ وہ حکم بجالائے۔

جب پڑھ چکے تو فرمایا کہ اس کے معنی کرو۔ یہ سُن کر وہ گھبرائے۔ نہ روبرو جرأتِ بیاں نہ خاموشی ممکن۔ آخر بھرائی ہوئی آواز میں یُوں عرض کیا:

"حضور دا کُوچہ ساڈی غریباں دی عیدگاہ ہے۔ حضور دی زیارت ساڈی عید دا چند ہے"

آپ فارسی بخوبی جانتے تھے۔ معلوم نہیں کہ یہ حکم کیوں صادر فرمایا۔

ایک پیر بھائی لاہور شریف میں ڈرافٹس مین تھا۔ سال بھر سرکار غریب نوازؒ کے پاس آتا جاتا رہا۔ وہاں کسی اور پیر صاحب کی خدمت میں بھی آنے جانے لگا پھر ایک عریضہ بدیں مضمون سرکار غریب نوازؒ کی خدمت میں ارسال کیا:

باوجودیکہ بندہ آپ کے حکم کی تابعداری کرتا رہا۔ وظائف پڑھتا رہا۔ نماز، روزہ ادا کرتا رہا۔ اور آپ کی خدمت بھی کرتا رہا۔ پھر بھی ابھی تک کچھ حاصل نہیں ہُوا۔ اس لیے مجھے اجازت دیں تاکہ اور جگہ بیعت ہو جاؤں۔

اس کے جواب میں سرکار غریب نوازؒ نے تحریر فرمایا کہ آپ کو اجازت ہے، جہاں چاہیں مُرید ہو جائیں۔ جو کچھ آپ نے میرے واسطے خرچ کیا ہے، وہ تحریر فرمائیں تاکہ ادا کر دیا جائے۔ اور جو آپ کو تکلیف ہوئی ہے، وہ خُدا کے واسطے معاف فرمائیں۔

کچھ مُدّت بعد اس سے بھائی فضل الدّینؒ کو حضور داتا صاحبؒ کے دربار میں ملنے کا اِتفاق ہُوا۔ کہنے لگا کہ مجھے افسوس ہے کہ میں دُوسری جگہ کیوں مرید ہُوا۔ دُوسرا پیر تو ٹھگ نِکلا۔ سرکار غریب نوازؒ کا اس وقت وصال شریف ہو چکا تھا۔

اے بسا ابلیس آدم رُوئے ہست
پس بہر دستے نباید داد دست

کتنے ابلیس آدم کے چہرے والے ہیں۔
پس ہر آدمی کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں دیا جا سکتا۔

برادرِ موصوف کی شدتِ طلب ہی اس کے واسطے بلا ہوگئی۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ بھائی لیک شاہ سرکار غریب نوازؒ کی خدمت میں گیا ہُوا تھا۔ جب رات کو آپ آرام فرمانے کے واسطے لیٹ گئے، تو اُس نے حضور کے پاؤں دبانے شروع کیے۔ جب اس کو یقین ہوگیا کہ آپ سوگئے ہیں تو وہ چپکے سے جانے لگا۔ اِرشاد ہُوا بس ابھی سے تھک گیا۔ ایسا ہی دو بار ہُوا اور صبح ہوگئی۔ دِن کو بھی نہ سویا۔ دُوسرے دِن پھر یہی ماجرا پیش آیا۔ اس کے بعد تیئیس (۲۳) روز تک متواتر نہ سویا۔ اور دِن رات جاگتا رہا۔ دِل میں یہ خیال پیدا ہُوا کہ کس قدر لطف ہے۔ اب نیند کی حاجت نہیں رہی۔ رات کو سرکار نے حکم دیا کہ بدن پر کھُجلاؤ۔ جُونہی کھُجلانا شروع کیا، سر کو سرکار غریب نوازؒ کے ساتھ لگا کر سوگیا۔ سرکار غریب نوازؒ نے فرمایا: ہوش کرو، وہ جاگا مگر دوبارہ پھر سوگیا۔ یہ دیکھ کر آپ نے حکم دیا۔ جاؤ، جا کر سوجاؤ۔ پھر حسبِ معمول نیند آنے لگی۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سرکار غریب نوازؒ بوقتِ دوپہر کیریاں سے جگت پور شریف کو روانہ ہُوئے۔ برسات کا موسم تھا اور کڑی دُھوپ۔ سب نے دس محرم الحرام کا روزہ بھی رکھا تھا۔ گرمی کی شدّت۔ حبس۔ روزہ

سے نقاہت اور پیدل سفر۔ سب لوگ بہت پریشان ہُوئے۔ پسینہ کی کثرت سے زبانیں خشک ہوگئیں۔ دربار شریف پہنچ کر سرکار غریب نوازؒ نے دو تین ڈول پانی سے غسل فرمایا اور اندر تشریف لے گئے۔ پھر دُوسرے لوگ غسل کرنے لگے۔ گرمی سے خون اس قدر خشک ہوگیا تھا کہ نہانے سے بھی جسم کی جلن بدستور تھی۔ دِل یہی چاہتا تھا کہ نہلتے ہی رہیں۔ ایک وقت گزر گیا اور کِسی نے نہانا بند نہ کیا۔ سرکار غریب نوازؒ باہر تشریف لائے۔ اور آپ نے اِرشاد فرمایا کہ نہانا بند کرو۔ روزہ مکروہ کرلیا۔ ایسا روزہ رکھنے سے کیا فائدہ۔ نہلانے کے واسطے دو چار ڈول کافی ہونے چاہئیں۔ عُمر بھر اس سے سخت روزہ دیکھنے میں نہ آیا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت خواجہ حافظ صاحبؒ کے رشتہ داروں نے سرکار غریب نوازؒ کی شان میں نازیبا الفاظ اِستعمال کیے۔ بھائی مبارک علی خان اُن سے بہت بگڑے۔ جب وہ سرکار غریب نوازؒ کی خدمت میں حاضر ہُوئے تو آپ نے اِرشاد فرمایا: کیا میں نے تمھیں پیام بھیجا تھا کہ میرے لیے جھگڑا کرو۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سرکار غریب نوازؒ کے قوال مبارک علی خان فتح علی خان گانے کے واسطے دربار منصور پُور شریف جارہے تھے۔ راستہ میں بابا چمن شاہ صاحب نے اِرشاد فرمایا کہ ہمارے ہاں چوکی کرنے کے بعد وہاں جاؤ۔ اُنھوں نے نہ مانا۔ آتے ہی سرکار غریب نوازؒ نے اُنھیں واپس لوٹا دیا کہ پہلے وہاں جاکر چوکی کر آؤ۔ حالانکہ بابا چمن شاہ اور اُن کے مُریدوں

کو سرکار غریب نوازؒ سے سخت حسد تھا۔ یہ جانتے ہُوئے بھی آپ کا یہ حُسنِ سلوک اپنی مثال آپ تھا۔

بسا اوقات آپ مہمان سے چند دِن کے بعد یہ پُوچھتے کہ جانا ہے یا رہنا ہے۔ عموماً لوگ یہی جواب دیتے۔ جیسے سرکار کی مرضی۔ پھر فرماتے تم بتاؤ تمھارا کیا اِرادہ ہے۔ وہ یہ کہتا کہ رہنا ہے۔ اس پر آپ فرماتے میں تو کہتا ہوں کہ تو چلا ہی جا۔

ایک مرتبہ آپ ایک مُرید کے ہاں تشریف لے گئے اور بھی کئی اشخاص ہمراہ تھے۔ سرکار کی زیارت سے تو وہ بہت خوش ہُوا۔ لیکن آپ کے ہمراہیوں کو دیکھ کر تنگ ہُوا۔ اِرشاد فرمایا کہ "اُونٹوں والوں سے یارانہ اور دروازے تنگ"۔ "مجھے دیکھ کر خوش ہوتے ہو اور جو میرے ہمراہ ہیں، ان کو دیکھ کر تنگ ہوتے ہو"۔ نیز اِرشاد فرمایا: "یار دی یاری دا تد سواد آے جے یار دی گلی دے ککھ وی سوہنے لگن"۔ ؎

اے دِل نگاہِ شوق کی پہنائیاں نہ پُوچھ
لگتا ہے کوئے یار کا ذرّہ بھی آفتاب

کِسی شخص نے سرکار غریب نوازؒ کے پاس بیٹھے ہُوئے دُوسرے آدمی سے ذکر کیا کہ آپ نے بارہ سال اناج نہیں کھایا۔ سرکار غریب نوازؒ نے اِرشاد فرمایا: "بابا میری قسمت میں ہی اناج نہ تھا"۔

بھائی غلام نبی تھلوی کو سرکار غریب نوازؒ بہت محبت فرماتے تھے۔ اسی زعم میں ایک دفعہ سرکار غریب نوازؒ کی عدم موجودگی میں وہ زبردستی دربار سے چارہ لے گیا۔ جب سرکار غریب نوازؒ دربار تشریف لائے تو ملنگوں نے اُس کی شکایت کی۔ آپ نے اس کو بُلاکر اِرشاد فرمایا: "اگر مکان میں لُوٹ پڑجائے اور سب لوگ لُوٹنے آجائیں تو تم پھر بھی یہاں سے ایک تِنکا نہ اُٹھانا۔ اگر پیر کی نظر ہے تو سب کچھ ہے۔ اگر پیر کی نظر نہیں تو کچھ بھی نہیں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپؒ نے ایک غلام کو حکم دیا کہ اپنے ایک بڑے پیر بھائی کے قدموں کو ہاتھ لگاؤ۔ اس پر مؤخر الذکر بھائی کے دِل میں خیال پَیدا ہُوا کہ اس سے نفس پُھولے گا۔ نقصان کا اِحتمال ہے۔ سرکار غریب نوازؒ نے اِرشاد فرمایا: "نقصان کی کونسی بات ہے۔ فوراً خیال کرے کہ لوگ مُجھ کو اچّھا سمجھتے ہیں۔ مجھ میں یہ عیب ہے۔ وہ عیب ہے۔ اور اسطرح اپنے عیبوں کو چھوڑتا چلا جائے۔"

ایک دفعہ اِرشاد فرمایا۔" اور تو ایک طرف۔ اگر فقیروں کے پاس بیٹھنا اُٹھنا بھی آجائے تو غنیمت ہے۔"

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

اولیاء کی صحبت میں ایک لحظہ
سو سال کی بے ریا عبادت سے بہتر ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ درویشی کے بارے میں گفتگو شروع ہُوئی۔ کسی نے عرض کی کہ سرکار اِک نگاہ سے ہی بیڑا پار ہوجائے۔ اِرشاد فرمایا: "ایسے بہت کم اشخاص ہُوئے ہیں جو اِک نگاہ سے ہی منزلِ مقصود پر پہنچ گئے۔ وہ اُنگلیوں پر گنے جاسکتے ہیں۔ سب کو محنت کا راستہ ہی چلنا پڑا ہے۔ اِس لیۓ مُرید کو چاہیے کہ کمرِ ہمّت باندھ کر محنت کرے۔ جو کچُھ اُس پر ظاہر ہو کسی سے بیان نہ کرے۔ اور اپنے گناہوں سے شرمسار ہو کر خُداوند کریم کے حضور میں گڑگڑایا کرے۔ اس کی رحمت سے دُور نہیں جو اس کی حالت بدل جائے۔

حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیرؒ نے کیا خوب اِرشاد فرمایا ہے ؎

بازآ بازآ ہر آنچہ ہستی بازآ
گر کافر و گبر وبُت پرستی بازآ

ایں درگہِ مادرگہِ نااُمیدی نیست
صد بار اگر توبہ شکستی بازآ

لَوٹ آ۔ لَوٹ آ۔ جو کچُھ بھی ہے لَوٹ آ۔
اگر تو کافر یا گبر یا بُت پرست ہے۔ لَوٹ آ
یہ ہماری درگاہ نا امیدی کی درگاہ نہیں۔
تُونے سو بار بھی توبہ توڑی ہے تو لَوٹ آ۔

ایک دفعہ اِرشاد فرمایا کہ اِنسان کو چاہیے کہ وہ نیک کام کرے۔ نماز پڑھے۔ کیا عجب ہے کہ اس کا کوئی فعل، کوئی سجدہ مولائے کریم کو پسند

لہ اخفا کی تاکید شاید اس لیے فرمائی کہ اظہار سے خود بینی بڑھتی ہے۔ جوکہ بڑا حجاب ہے۔

آجائے اور اسی کے صدقہ میں اُس کی نجات ہوجائے۔

ایک دفعہ اِرشاد فرمایا: مجھے تو معلوم نہیں۔ لیکن وہ کیا فقیری ہے جو پیشاب کے راستے سے نکل جائے۔

ایک موقع پر اِرشاد فرمایا: درویشی الُونی سِل ہے۔ اسے چاٹ چاٹ کر ختم کرنا ہے۔ اِرشاد مُبارک کا مطلب یہ ہے کہ درویشی کا راستہ خالی از لُطف، بے حد مشکل اور دُور دراز ہے۔ یہ بھی اِرشاد فرمایا ہے کہ درویشی کوئی بچّوں کا کھِلونا نہیں ہے جو ہاتھ میں دے دیا جائے۔ جب تک کہ لوہا بھٹی میں لال نہ کیا جائے اور پھر ہتھوڑے سے نہ پیٹا جائے اُس کا کُچھ نہیں بن سکتا۔ ؎

کیا خبر کتنے مراحل سے گزرنا ہوگا
پیکرِ گُل کو حقیقت میں بشر بننے تک

ایک دفعہ ارشاد فرمایا: مُرید کو چاہیئے کہ اور کُچھ نہیں تو کم از کم اِتنا تو کرے کہ کم کھائے۔ کم سوئے اور کم گفتگو کرے۔ بحث مُباحثہ سے سخت منع فرماتے۔ ایک مرتبہ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ مُرید کو چاہیے اپنے شیخ کو حاضر ناظر سمجھے۔ نیز اِرشاد فرمایا کہ نفس انسان کا بڑا بھاری دشمن ہے۔ اس سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔ دشمن کو کبھی حقیر نہ سمجھنا چاہیئے ؎

مرد باید تا نہد بر نفس پا
بگزرد از شہوتِ حرص و ہَوا

تا بود ایں دیوِ نفست ہم نشیں
کے بود بینا ترا چشمِ یقیں

اے گرفتار آمدی در بندِ نفس
نفس کافر را بکش بشکن قفس

خاک افشاں برسرِ نفسِ لعین
چشمِ دِل روشن کُن از نُورِ یقیں

ایسا مرد چاہیئے کہ نفس پر پاؤں رکھ دے۔
حرص وطمع کی خواہش سے گزر جائے۔
جب تک تیرے نفس کا دیو تیرا ہم نشین ہے
تیری یقین کی آنکھ کیسے روشن ہو سکتی ہے۔
اے کہ تو نفس کے جال میں گرفتار ہے
کافر نفس کو قتل کردے اور پنجرے کو توڑ ڈال۔
لعنتی نفس کے سر پر خاک ڈال اور دِل کی
آنکھ کو یقین کے نور سے روشن کر۔

ایک شیخِ فانی اکثر یہ مصرع بہت حسرت کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ ع

رکھّا نہ کسی قابل اے زُہد شکن تُو نے

عارف کی کیفیّت کو سرکار غریب نوازؒ یُوں بیان فرماتے کہ جیسے لوہا آگ کے وصال سے بالکل آگ ہوجاتا ہے۔ اس کی تمام صفات آگ کی ہوجاتی ہیں۔ اِسی طرح انسان بھی جب واصل حق ہوجاتا ہے تو اس میں خُدائی طاقتیں آجاتی ہیں۔ ۵

---

۵ مراد نفس

گفتۂ اُو گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقومِ عبداللہ بود

اُس کا فرمایا ہوا اللہ کا فرمایا ہُوا ہے۔
اگرچہ بندے کے حلق سے ادا ہُوا۔

سُرخ لوہے کو جب آگ سے نکال لیا جائے تو پھر وہی لوہے کا لوہا رہ جاتا ہے۔ بعینہٖ عارف کی مثال ہے۔

یہ مثال نہایت جامع اور ہر اعتراض سے مبرّا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آدمی ہرگز خُدا نہیں ہوسکتا۔ اگرچہ اس سے کتنی بھی کرامات ظہور میں کیوں نہ آئیں۔ یہ کہنا کہ بندا خُدا ہوگیا۔ یہ شرک ہے۔

چہ ممکن است رود داغِ بندگی زِجبیں
زمیں فلک شود و آدمی خُدا نہ شود

کیا ممکن ہے کہ بندگی کا داغ پیشانی سے جاتا رہے۔ زمین آسمان بن سکتی ہے۔ لیکن آدمی خُدا نہیں بن سکتا۔

ایک دفعہ اِرشاد فرمایا کہ اگر پارس پتھر اور لوہے کے درمیان باریک سے باریک بھی پردہ ہو تو لوہا کبھی سونا نہیں ہوسکتا۔ خواہ کتنا عرصہ اکٹھے پڑے رہیں۔ اس تمثیل سے مُراد یہ ہے کہ اگر پیر اور مُرید کے درمیان خفیف سا بھی حجاب ہے تو مُرید لوہے کا لوہا ہی رہے گا۔ کبھی کُندن نہ ہوگا۔

ایک دفعہ اِرشاد فرمایا: کہ جب تک آدمی آنکھوں کا دیانتدار،

کانوں کا دیانت دار ۔ ہاتھوں کا دیانت دار ۔ حتیٰ کہ خیالات کا بھی دیانت دار نہ ہو۔ تب تک اُس پر نامحرم عورتوں میں جانا حرام ہے ۔

ایک دفعہ ارشاد فرمایا میں نہیں چاہتا کہ میرا کوئی ادب کرے۔ میں تو سب سے بھائیوں جیسا سلوک کرتا ہوں ۔ پر یاد رکھنا فیض اُس کو ہوگا جو ادب کرے گا ۔

از خدا خواہیم توفیقِ ادب
بے ادب محروم ماند از لطفِ رب

خُدا سے ادب کی توفیق مانگتے ہیں ۔
بے ادب خُدا کے لُطف سے محروم رہتا ہے۔

کِسی نے کیا ہی خوب کہا ہے :

"طریقت ہمہ ادب است"

طریقت تمام تر ادب ہے۔

یہ بھی ارشاد فرمایا پیرِ طریقت ایک مستری کی مثال ہے ۔ مستری جانتا ہے کہ ایک مخصوص لکڑی سے کیا بن سکتا ہے۔ جیسا کاریگر مستری ہوگا، اتنی ہی خوبصورت چیز تیار کرے گا۔ بعینہٖ یہی مثال اولیائے کرام اور ان کے عقیدت مندوں کی ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ کونسا کس قابل ہے ۔ اس کا کیا کچھ بن سکتا ہے ۔ جیسا شیخ کاریگر ہوگا ویسے ہی رُوح کی تربیت ہوگی اور نقش و نگار ہوں گے ۔ لیکن شرط یہ ہے کہ مردہ بدست زندہ ہوجائے ۔ ان ارشادات سے مُرشدِ کامل کی ضرورت واضح ہوتی ہے۔ مولانا رُومؒ نے اِرشاد فرمایا ہے : ؎

ہیچ شخصے خود بخود شیخے نہ شد
ہیچ آہنِ خود بخود تیغے نہ شد

مولوی ہرگز نہ شد مولائے رُوم
تا غلامِ شمس تبریزیؒ نہ شد

کوئی شخص خود بخود شیخ نہیں ہُوا
کوئی لوہا خود بخود تلوار نہیں بنتا
مولوی ہرگز مولائے روم نہ بنا
جب تک شمس تبریزی کا غلام نہ ہُوا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ بھائی غلام رسول ملنگ کہیں باہر جانا چاہتا تھا۔ سرکار غریب نوازؒ کو یہ پسند نہ تھا۔ ارشاد ہُوا کہ پیر اپنے بچّوں کی اس طرح حفاظت کرتا ہے جس طرح مُرغی اپنے بچّوں کو پروں کے نیچے چُھپاتی ہے۔ اُس نے بچّوں کی کمائی تو کھانی نہیں ہوتی۔ بعینہٖ پیر اور مُرید کی کیفیت ہے۔ میں تو کہتا ہُوں کہ نہ جا۔

ایک دفعہ ارشاد فرمایا پیر تو یہ چاہتا ہے کہ اس کے سب مُرید قطب ہوجائیں، لیکن ہوتا وہی ہے جس کو خُدا چاہے۔

ایک دفعہ ارشاد فرمایا: دَہی تب ہی بن سکتا ہے۔ جب دُودھ بھی ہو اور جاگ بھی ہو۔ اگر پانی کو جاگ لگایا جائے تو دَہی نہیں بن سکتا۔ یہی مثال مُرید اور شیخ کی ہے۔ جس وقت آپ یہ ذکر فرمارہے تھے تو

حضور "بابوجی" صاحبؒ سامنے سے گزرے تو آپ کی طرف اِشارہ کر کے فرمایا کہ: "ایہہ ہے خالص دُودھ"۔

حاجی فضل محمد دھوگڑی والے سرکار غریب نوازؒ کے دیرینہ ملنے والے تھے۔ وہ جو بھی عرض کرتے آپ قبول فرمالیتے اور کبھی رد نہ کرتے۔ اکثر لوگوں کو لاتے اور مُرید کرواتے۔ بھائی فضل الدینؒ اور بھائی محمد صدیق کو انہی کے وسیلہ سے شرفِ بیعت نصیب ہُوا۔ ورنہ سرکار غریب نوازؒ نے دونوں کو بیعت فرمانے سے اِنکار کردیا تھا۔

کچھ عرصہ بعد حاجی صاحب کو بھی بیعت ہونے کا خیال پیدا ہُوا۔ پہلے تو آپ ٹالتے رہے اور پھر ان کے اِصرار پر حلقۂ ارادت میں داخل فرمالیا۔ اس کے بعد سرکار غریب نوازؒ کا سلوک بالکل بدل گیا۔ دوستانہ سلوک ختم ہوگیا۔ اور اس کے بجائے مُرید اور شیخ کا رشتہ قائم ہُوا۔

مُرید ہونے کے بعد ایک دفعہ حاجی صاحب حسبِ معمول چند آدمی مُرید کروانے کے واسطے لائے۔ سرکار غریب نوازؒ نے نہایت سنجیدگی سے فرمایا: حاجی صاحب آئندہ کبھی کِسی آدمی کو مُرید کروانے کے واسطے نہ لانا۔ میں تو کہتا ہوں کہ پہلے مُرید بھی جہاں دِل چاہے چلے جائیں۔

اب پہلی طرح آپ کی کوئی بات منظور نہ ہوتی۔ جیسے اور مرید تھے وہ ویسے ہوگئے۔ حاجی صاحب اکثر مغموم رہنے لگے، دِل میں خیال پیدا ہُوا کہ وہ سابقہ محبت جاتی رہی۔ اکثر کہا کرتے کہ اب امیر لوگ مُرید ہوگئے ہیں۔ ہم غریبوں کو کون پُوچھتا ہے۔ اُنھیں یہ معلوم نہ تھا کہ اصلی محبت تو اب شروع ہوئی ہے۔

ایک دفعہ حاجی صاحب نے سرکار غریب نوازؒ کی بارگاہ میں یہ شعر پڑھا اور مطلب پُوچھا۔ ؎

ہر کہ نہ در نماز بیند جمالِ اُو
فتوٰے ہمیں دہم کہ نمازش قضا کُند

جو کوئی نماز میں اس کا جمال نہیں دیکھتا۔ میں
یہی فتوٰی دوں گا کہ نماز قضا کر رہا ہے۔

اِرشاد فرمایا کہ یہ حُکم اُن لوگوں کے واسطے ہے جوکہ صاحب نظر ہیں۔ عوام کے واسطے نہیں۔ گو نماز پڑھتے وقت یکسوئی حاصل نہ ہو۔ پھر بھی نماز قائم رکھنی چاہیے۔ اور درگاہِ ایزدی سے توقع رکھنی چاہیے کہ شاید یکسوئی حاصل ہوجائے۔ مزید اِرشاد فرمایا: جب کنوئیں میں نئی گھڑونچی لگائی جاتی ہے تو ڈوری پانی نکالتے وقت اِدھر اُدھر بھاگتی رہتی ہے۔ کچھ دیر بعد گھڑونچی پر گہرا نشان پڑجاتا ہے۔ پھر ڈوری اِدھر اُدھر نہیں جاتی۔ یہی حال ذکرِ الٰہی کا ہے۔ جب دِل پر اُس کے کرم سے اُس کی یاد کا نشان پڑجاتا ہے تو پھر یکسوئی نصیب ہوجاتی ہے۔

ایک دفعہ سرکار غریب نوازؒ نے حاجی صاحب کو چائے کا پیالہ بھیجا۔ وہ پاس ہی وظیفہ میں مشغول تھے۔ یہ جانتے ہُوئے بھی کہ سرکار غریب نوازؒ نے چائے بھیجی ہے۔ پھر بھی اُس کی طرف اِلتفات نہ کیا۔ اور پیالہ نہ پکڑا۔ اس پر سرکار غریب نوازؒ نے اِرشاد فرمایا: حاجی جی چائے پی لیجیے۔ یہ بھی میرا حکم ہے اور وہ بھی میرا۔

ایک دفعہ حاجی صاحب نے عرض کی کہ ایک وہ زمانہ تھا کہ جب میں نے سائیں مولے شاہ کی چلم اُٹھائی تو آپ نے میرے ہاتھ سے چلم

تھام لی تھی اور سائیں صاحب کو فرمایا تھا کہ فقیر کے واسطے بلا اُجرت خدمت لینا درست نہیں۔ اور اب یہ حال ہے کہ عرض کرنے کے باوجود محروم ہوں ارشاد ہُوا: حاجی صاحب اب وہ سودا بک گیا۔ ع

آں قدح بشکست و آں ساقی نماند

وہ پیالہ ٹوٹ گیا اور وہ ساقی نہ رہا۔

بھائی مُبارک علی خان اجمیر شریف عُرس پر گیا ہُوا تھا۔ ان کا ایک دوست اُنھیں ایک درویش کے پاس لے گیا۔ جب بھائی صاحب نے سلام کیا تو اُس فقیر صاحب نے فرمایا: مُجھے کیا سلام کرتے ہو۔ میں تو تمھارے شیخ کے سگِ درگاہ جیسا بھی نہیں۔ اور اُنھوں نے سرکار غریب نوازؒ کی بہت تعریف کی۔ وہاں سے واپس آکر بھائی مُبارک علی خان سرکار غریب نوازؒ کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ تو آپ نے عُرس مُبارک کا احوال دریافت فرمایا۔ تو بھائی مُبارک علی خان نے مندرجہ بالا کہانی بھی بیان کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ: بابا میں تو کُچھ بھی نہیں، وہ بڑے بزرگ ہیں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ بھائی مُبارک علی خان نے سرکار غریب نوازؒ کی محفل میں اپنا ایک واقعہ یُوں بیان کیا کہ میں فلاں مسجد میں ظہر کی نماز سے فارغ ہُوا تو ایک درویش نے فرمایا کہ تم ہمیشہ دو نفل نمازِ شکرانہ ادا کیا کرو کہ اللہ پاک نے تمھیں شیخ کامل عطا فرمایا ہے۔ جب یہ گفتگو ہورہی تھی تو بھائی عنایت اللہ نے سرکار غریب نوازؒ سے کُچھ اِستفسار کیا ارشاد ہُوا کہ اس کو چھوڑ دو۔ اور یہ بات سُنو۔ اور بھائی مبارک علی

خان کو یہ واقعہ دوبارہ بیان کرنے کے واسطے اِرشاد فرمایا۔ ؎

قربان شوم برخاکِ قدم تیرے در کی غلامی پہ ہُوں نازاں

بھائی فیروز دین، میاں حسن محمّدؒ صاحبؒ کی خدمت میں عرض لےکر گیا جب سلام کرچکا تو آپ نے اِرشاد فرمایا: "سب کُچھ تو تیرے باپ کا ہے میں تجھے کیا دُوں"۔

حضور "بابوجی" صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ: "سرکار غریب نوازؒ اپنے وقت کے قطبُ الاقطاب تھے۔

حضرت بابا لسوڑی شاہ صاحبؒ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ: "اِک پیر مُریداں نوں تاردے۔ اِک مُرید پیراں نوں تاردے۔ سرکارؒ نے میاں حافظ جی صاحبؒ نوں تار دِتّا۔"

بھائی پیر داد خان، مُلتان شریف میں ایک بزرگ کی زیارت سے مُشرّف ہُوا۔ واپس آکر سرکار غریب نوازؒ کے پاس ان کی مدح سرائی کرنے لگا۔ آپ روتے رہے اور وہ تعریف کرتا رہا۔ جب وہ بات کرچکا تو آپؒ نے اِرشاد فرمایا: "پیرداد، جب تم مُرید ہونے لگے تھے تو کیا میں نے تمھیں نہیں کہا تھا کہ مُرید نہ بنو۔ مجھ میں بہت عَیب ہیں۔

لہ آپ بوہن پٹی ضلع ہوشیار پور کے رہنے والے تھے۔ بڑے مشہور صاحبِ کرامت مست درویش ہُوئے ہیں۔

سرکار غریب نوازؒ کی گھڑی چوری ہوگئی۔ آپ نے کوئی تفتیش نہ کی۔ بعد میں چور کا پتہ بھی چل گیا۔ پھر بھی آپ نے گھڑی کا مطالبہ نہ کیا اور نہ ہی کسی سے اس کا تذکرہ کیا۔

تھلہ شریف میں حضرت خواجہ حافظ صاحبؒ کے سالانہ ختم شریف کے موقع پر ایک شخص کی کلہاڑی گم ہوگئی۔ کلہاڑی والے کو بہت دکھ ہوا۔ بہت ڈھونڈا مگر کہیں پتہ نہ چلا۔ آخر مایوس ہوکر سرکار غریب نوازؒ کی خدمت میں عرض گزار ہوا۔ ارشاد فرمایا: اگر تو اس کو ساتھ لایا تھا تو سنبھال کر رکھتا۔ کلہاڑی کسی نے اٹھاکر باغ میں دفن کی ہوئی تھی۔ سرکار غریب نوازؒ کا ادھر گزر ہوا تو کلہاڑی کھڑاؤں مبارک سے ٹکرائی۔ آپ نے اٹھاکر اس کے حوالہ کی۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضور "بابو جی" صاحبؒ کچھ عرصہ اروپ شریف رہ کر موضع بھاگڑاں میں حاضرِ خدمت ہوئے۔ سر قدموں پر رکھ کر دیر تک زار و قطار روتے رہے۔ سرکار غریب نوازؒ نے شفقت سے اٹھایا، پیار کیا۔ اور یہ کہانی بیان فرمائی:

ایک لڑکا کہیں جارہا تھا۔ راستہ میں ایک بزرگ آدمی ملے۔ انھوں نے پوچھا کہ میاں لڑکے کہاں جارہے ہو۔ لڑکے نے جواب دیا کہ فلاں جگہ جارہا ہوں۔ اس بزرگ نے کہا کہ وہ تو بہت دور دراز ہے اور راستہ بھی دشوار ہے۔ لڑکے نے جواب دیا کہ کوئی فکر نہیں۔ میں بھی چل پڑا ہوں۔ کبھی نہ کبھی پہنچ ہی جاؤں گا۔ یہ سن کر بزرگ

نے آفرین کہتے ہُوئے اُس کی ہمت کی داد دی۔ ع

ہمتِ مرداں ۔ مددِ خُدا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سرکار غریب نوازؒ سکرالہ شریف جا رہے تھے۔ بہت سے آدمی ہمرکاب تھے۔ راستہ میں پنسل پڑی تھی۔ ایک آدمی نے اُٹھالی۔ یہ دیکھ کر سرکار غریب نوازؒ ٹھہر گئے۔ اِرشاد فرمایا۔ کیا یہ پنسل تمھاری ہے؟ اُس نے عرض کی، جناب میری تو نہیں۔ اِرشاد فرمایا کہ پھر کیوں اُٹھائی۔ یہ سُن کر اُس نے پنسل پھینک دی اور سرکار غریب نوازؒ چل پڑے۔ ؎

دِل چو آلودست از حرص و ہوا

کے شود مکشوف اسرارِ خُدا

دِل جب حرص اور طمع سے آلودہ ہو تو

خُدا کے بھید کب ظاہر ہوں گے۔

ایسے اور بھی کئی واقعات ہُوئے اور آپ نے ہمیشہ سختی سے یہ فرمایا کہ جو چیز اپنی نہیں اُس کو ہاتھ تک نہ لگانا چاہیئے۔

سرکار غریب نوازؒ نے بھائی عُمردین لانگری کو اِرشاد فرمایا کہ فلاں بھینس حافظ غلام احمد صاحبؒ (جن سے آپ نے قرآن شریف پڑھا تھا) کو دے دو۔ ملنگ نے رسّہ کھول کر اُن کے حوالہ کر دی۔ اور ساتھ ہی رونا شروع کر دیا۔ آپ نے اِرشاد فرمایا: تو اتنا مال چھوڑ کر یہاں آیا ہے۔ اگر مال سے محبت کرنی تھی تو وہیں رہتا۔

بسا اوقات ایسا دیکھا گیا کہ سرکار غریب نوازؒ کسی کو ناراض ہوتے تو دیکھنے والے بھی آپ کی تقلید کرتے۔ مگر آپ اس کو پسند نہ فرماتے اور ایسے معاملات میں تقلید کرنے سے منع فرماتے۔ ارشاد ہوتا کہ میں جانوں یا وہ جانے تمہیں اس سے کیا مطلب۔

دین محمدؒ قوال ولد مصری خان، ساکن بستی شیخ درویش، سرکار غریب نوازؒ کا مُرید تھا۔ وہ بہت مفلس ہوگیا۔ یہاں تک کہ گھر کا بہت سا اثاثہ اور مکانات بک گئے۔ اور اِسی صدمہ سے ناراض ہوگیا۔ دو سال گزر گئے۔ اس عرصہ میں اگر سرکار غریب نوازؒ بستی شیخ تشریف لے جاتے تو وہ اِدھر اُدھر چلا جاتا۔ ایک روز ایسا ہُوا کہ سرکار غریب نوازؒ اُس کے دروازے کے سامنے سے گزر رہے تھے کہ یک بیک وہ بھی دروازے میں آگیا۔ چاہتا تھا کہ کہیں چھُپ جائے۔ مگر سرکار غریب نوازؒ نے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ وہ زار زار رونے لگا۔ اور پاؤں مُبارک پکڑ کر معافی کا خواستگار ہُوا۔ ارشاد فرمایا: میں تو ناراض نہیں۔ اگر ناراض ہوتا تو تمہارا ہاتھ کیوں پکڑتا۔ دُوسرے روز اُس نے حاضر ہوکر عرض کی کہ میرا تو سب کچھ بک گیا۔ اور کھانا بھی نصیب نہیں ہوتا۔ "توں میرا کی بنایا؟" سرکار غریب نوازؒ کو "توں" کا لفظ پسند آگیا۔ آپ نے ازراہِ لُطف وکرم ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے حال پر فضل کرے۔ فکر مت کرو۔ چنانچہ اُس کی بگڑی بننے لگی۔ مُختلف گراموفون کمپنیوں نے اس کی قوالیوں کے ریکارڈ تیار کیے جو مقبولِ عام ہُوئے۔ اور آمدنی میں ایسا اِضافہ شروع ہُوا کہ تھوڑے ہی عرصہ میں پہلے کی نسبت کہیں زیادہ جائیداد بن گئی۔

ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ جب کسی درویش کی خدمت میں جائے تو خالی کبھی نہ جائے۔ اگر پاس کچھ نہ ہو تو راستہ سے اس کے دھوئیں کے واسطے سوکھا گوبر ہی اُٹھا کر لے جائے۔

اکثر لوگ منت مان لیتے ہیں۔ پھر کام ہونے پر منت پُورا کرنے میں تاخیر کرتے ہیں۔ اس بارے میں ایک دفعہ ارشاد ہُوا: خُدا سے جو وعدہ کیا جائے اس کے پُورا کرنے میں جلدی کرنا چاہیئے۔

سرکار غریب نوازؒ کا معمول تھا کہ جب کبھی کہیں نذرانہ بھیجتے۔ یا کسی کو پیش کرنے کو فرماتے تو اس میں سوا ضرور شامل کر دیتے۔

جو بھائی لاہور شریف میں قیام پذیر ہوتے۔ اُن کے لیے یہ حکم تھا کہ اوّل تو روزانہ ورنہ ہر جمعرات کو حضور داتا صاحبؒ کے دربار میں سلام کے واسطے ضرور جائیں۔ اگر کوئی آپ کے پاس سے لاہور شریف جاتا تو اس کو بھی سلام کے واسطے جانے کا حکم دیتے۔ آپ خود بھی نذرانہ اور سلام بھیجتے۔

اگر آپ کا گزر بزرگوں کے مزار پر ہوتا تو نذرانہ پیش کرتے۔ مزارِ پاک کو ہاتھ لگا کر آنکھوں کو لگاتے۔ اور پھر بائیں جانب قیام فرما کر فاتحہ خوانی کرتے۔

موضع مولی میں سرکار غریب نوازؒ کا ایک برکت علی نام مرید تھا، سخت بیمار ہوگیا۔ گھر والے رونے لگے۔ اس نے کہا کہ روتے کیوں ہو۔

جب تک میرے شیخ پاک تشریف نہ لائیں گے، میرا دَم نہیں نکلے گا۔ کچھ دیر کے بعد اُس نے کہا کہ سرکارؒ آرہے ہیں مجھے چارپائی سے نیچے اُتار دو۔ گھر والوں نے نہ مانا۔ اتنے میں سرکار غریب نوازؒ اندر تشریف لے آئے، وہ خُود ہی ہمّت کر کے نیچے گر گیا اور آپ کے سامنے جان دے دی ؎

بہ چہ ناز رفتہ باشد زِجہاں نیاز مندے
کہ بوقتِ جاں سپردن بہ سرش رسیدہ باشی

نیاز مند دُنیا سے کس ناز سے رُخصت ہُوا ہوگا
کہ جان دینے کے وقت آپ اس کے پاس پہنچے ہُوں۔

ایک دفعہ بھائی مہنگا شاہ نے دعوت کی۔ گرمی کا موسم تھا۔ دوپہر کا وقت اور گھر اُجاڑ میں۔ جہاں ایک ہی شیشم کا درخت تھا اور وہ بھی چنداں سرسبز نہ تھا۔ کھانے کے بعد اِرشاد ہُوا: اب یہیں آرام کرو۔ بھائی شاہ محمدؒ تھلوی کو یہ ناگوار گزرا اور اس نے عرض کی کہ سرکار واپس دربار شریف چلیں۔ آپ نے فرمایا جگہ نہیں دیکھنی چاہیئے۔ محبت دیکھنی چاہیئے۔

شہر جالندھر میں بھائی محمدؒ بخش راول کے ہاں تنگ سی کلّر خوردہ ڈیوڑھی میں ڈیرہ ہوتا۔ نالی بھی وہیں سے گزرتی تھی۔ اور بھی کئی جگہ مویشی خانوں میں قیام فرما ہوتے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سرکار غریب نوازؒ ایک موضع سے تھوڑا عرصہ قیام فرمانے کے بعد چل دیئے۔ بہت سے بھائی آپ کو وداع کرنے

کے لیے ساتھ ہولیے۔ ایک بھائی نے عرض کی کہ جناب ابھی اور قیام فرمائیں اس نے ہر چند کوشش کی۔ مگر منظور نہ ہُوئی۔ آخر اُس نے مایوس ہوکر روتے ہُوئے اپنے لڑکے کو کہا:۔ آجا۔ چھتے جانڈا اے جان دے۔ یہ سُن کر سرکار غریب نوازؒ فوراً لَوٹ آئے۔ پاس سے کِسی نے کہا کہ الفاظ کِس قدر گستاخانہ ہیں۔ آپ نے فرمایا: ایسا نہیں۔ سراسر مؤدبانہ ہیں۔

کُچھ عرصہ بعد وہ بھائی فوت ہوگیا۔ سرکار غریب نوازؒ نے اِرشاد فرمایا کہ وقتِ آخر اس کو "وہم" ہوگیا کہ میں اس کے پاس موجود ہُوں۔

یہ سرکار غریب نوازؒ کا از حد کرم ہے کہ مُرید کو آخری وقت زیارت سے سرفراز فرماتے ہیں۔ وقتِ آخر اکثر مُریدوں نے برملا کہا کہ سرکار غریب نوازؒ تشریف لارہے ہیں۔ چارپائی سے نیچے اُتاردو ؎

جان کندن وِچ آخر دم دے دیوے یار دِکھائی
تاں اوہ نزع نہ جاپے دِل نوں شوق لقاؤں کائی

حضور "بابوجی" صاحبؒ نے اِرشاد فرمایا کہ میرے شیخ عالی مقام سرکار غریب نواز حضور خواجہ محمدؒ دیوانؒ مُرید کی مَوت کے وقت اس کی توجّہ اپنی طرف مبذول فرمالیتے ہیں اور جب تک تجہیز و تکفین نہیں ہوجاتی اسی کے ساتھ رہتے ہیں۔

ایک دفعہ سرکار غریب نوازؒ کے ایک ملنگ (مولوی عمردین) نے نیاز مانی کہ اگر سرکار غریب نوازؒ آج دربار تشریف لے آئیں تو حضور غوث الاعظمؒ کی اس قدر نیاز دوں۔ چنانچہ اسی روز سرکار غریب نوازؒ تشریف لے آئے۔

اس کو فرمایا تمھیں کیا مُصیبت پڑی تھی جو نیاز مانی۔ اگر میں نہ آتا تو پھر تمھارے اِعتقاد کا کیا حال ہوتا۔

ایک دفعہ بھائی محمدؐ علی ملنگ نے بارہ سالہ روزہ رکھ لیا۔ سرکار غریب نوازؒ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی کہ سرکار روزہ کب اِفطار کروں۔ آپ نے از رُوئے جلال اِرشاد فرمایا: مجھے کیا پتہ۔ مُجھے پُوچھ کر رکھا ہے۔

بھائی عُمر دین لانگری ۱۹۲۶ء میں دربار شریف آئے۔ قد لمبا۔ اور جسم لاغر تھا۔ اس وقت ان کی عُمر ۶۵ سال کی تھی۔ ان کے آنے کے چند روز بعد سرکار غریب نوازؒ درختوں سے آم اُتروانے لگے۔ آپ اُنھیں درختوں پر چڑھاتے اور عُمر دراز کہہ کر مخاطب فرماتے اور مُسکراتے۔ جب تک وہ آم اُتارتے رہے یہی شغل اُن کے ساتھ جاری رہا۔ چند ماہ ہُوئے تقریبًا سو سال کی عُمر میں اِس دارِ فانی سے کوچ کیا۔

اکثر کہا کرتے تھے کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ عُمر دراز کے معنی لمبی عُمر کے ہیں تو میں ضرور عرض کرتا کہ جناب بہت لمبی عُمر نہیں چاہیئے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سرکار غریب نوازؒ روضہ خواجہ محمدؐ افضل جی صاحبؒ پر سلام کے واسطے جارہے تھے۔ مولوی نواب دین صاحب بھی دربار شریف میں سرکار غریب نوازؒ کے راستہ پر بیٹھے تھے۔ سرکار غریب نوازؒ بغیر علیک سلیک کیے روضۂ مبارک کے اندر چلے گئے۔ مولوی صاحب کو اس بات کا بڑا رنج ہُوا۔ اور اپنے دوستوں میں اس رنج کا اِظہار کرنے

لگے۔ سرکار غریب نوازؒ جب واپس آئے تو آپ نے مولوی صاحب کو سلام علیکم کہا۔ اور مزاج پُرسی کی۔ مولوی صاحب نے کہا کہ سرکارؒ مجھے تو آپ کے بلا سلام علیکم کہے گزر جانے کی سخت تکلیف ہُوئی تھی۔ سرکار غریب نوازؒ نے اِرشاد فرمایا، میں نے تو آپ کو نہیں دیکھا تھا۔ جہاں آیا تھا، وہ خیال دِل میں تھا۔ اس پر مولوی صاحب نادم ہُوئے اور معافی کے خواستگار ہُوئے۔

چند ایک بھائی اجمیر شریف اور دہلی شریف سلام کرکے واپس لَوٹے اور سفر کے حالات سرکار غریب نوازؒ کے رو برو بیان کرنے لگے۔ بھائی محمدؐ علی ملنگ نے کہا کہ بھائی عنایت اللہ، قطب مینار پر چھوٹا سا معلوم ہوتا تھا۔ سرکار غریب نوازؒ نے بھائی عنایت اللہ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ کیا تمھیں خواجہ قطب صاحبؒ کے ادب کا خیال نہ تھا؛ بزرگانِ دین نے تو اس وجہ سے چارپائی پر سونا۔ مکان کی چھت پر جانا چھوڑ دیا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ محفلِ میلاد شریف میں ایک نعت شریف پڑھی گئی، جس میں یہ مصرع آتا تھا: ؎

محمدؐ کے مُنھ میں خُدا کی زباں ہے

محفل ختم ہونے کے بعد کسی نے پُوچھا کہ آیا یہ کہنا درست ہے۔ اِرشاد ہُوا کہ چلو نہ کہا مگر بات تو اس سے بھی آگے ہے۔

ایک بھائی حضرت خواجہ حافظ صاحبؒ کے عُرس کے ایک دِن بعد

حاضر ہُوئے ۔ سرکار غریب نوازؒ نے دریافت فرمایا کہ ختم شریف پر کیوں نہ آئے اُس نے عرض کی کہ سرکار کام پڑگیا۔ اس لیے نہ آسکا۔ اِرشاد فرمایا کہ ختم شریف پر آنا چاہئیے تھا۔ کام کاج تو یُونہی رہیں گے۔ تمھیں یہ وقت ہاتھ نہیں آئے گا۔

یہ طرزِ کلام خلافِ معمول تھا۔ بیشتر ازیں کبھی آپ نے اِس طرح شمولیّت کی تاکید نہ فرمائی۔ دِل میں خیال آیا کہ چونکہ آپ کا اخیر زمانہ ہے۔ آپ چاہتے ہیں کہ لوگ زیادہ سے زیادہ مُستفید ہوں ۔ چنانچہ اِسی سال آپ نے وصال فرمایا۔ حضور "بابوجی" صاحبؒ اِرشاد فرماتے تھے کہ اخیر سالوں میں سرکار غریب نوازؒ نے مُریدوں کی عاقبت کا خیال کیا۔ دُنیاوی خوش حالی کا کچھ خیال نہ فرمایا۔

ایک دفعہ عید الفطر کے موقع پر سرکار پاکؒ کے بہت سے غُلام دہوگڑی حاضر ہُوئے۔ معاً سرکار پاکؒ کا اِرادہ آخری روزہ کی شام کو تعلہ شریف نمازِ عید ادا کرنے کا ہوگیا۔ سب نے ساتھ غلامی میں رہنے کی عرض کی۔ لیکن سوائے ایک دو کے باقی ناکام رہے۔ بھائی محمدؐ سعید کو بہت صدمہ ہُوا۔ اور وہ مسجد کے باہر مغموم کھڑے ہوگئے۔ سرکار پاکؒ بھی وہیں تشریف لے آئے اور بھائی محمدؐ سعید کو مخاطب کرکے فرمایا کہ: سعیدؔ عید کیا ہوتی ہے۔ عید ہوتی ہے یار کا مِلنا۔ یار مل گیا تو عید ہوگئی۔ لیکن عید کے سلام اور قدم بوسی سے محرومی نے وہ رات اور اگلا دِن فراق کے شعر گانے اور گریہ و زاری میں گزارنے کے سوا اور کوئی چارہ نہ چھوڑا۔

ایک دفعہ اِرشاد فرمایا کہ والدین کو تو اپنے بچوں کی جسمانی تربیت کا

خیال ہوتا ہے۔ مگر شیخ اپنے بچوں کی اللہ میاں کے دربار میں رسائی کا خواہاں ہوتا ہے۔ اس ارشادِ مُبارک سے شیخ کی والدین پر فضیلت واضح ہوتی ہے۔

ایک دفعہ اپنے ایک مُرید کو فرمایا کہ والدین کا حکم ماننا فرض اوّلین سے ہے۔ لیکن اگر والدین رستہ چلنے میں مزاحم ہوں تو تعمیلِ حُکم سے اِنکار کر دینا چاہیے۔

ایک مرتبہ بھائی 'مُنشی' سرکار غریب نواز کی خدمت میں کئی بار، صبح سے دوپہر تک حاضر ہُوا۔ اور پوست پینے کے واسطے پیسے لیتا رہا۔ جُمعہ کا روز تھا۔ آپ جمعہ کی نماز کے واسطے تیاری فرمارہے تھے۔ اور دُوسرے لوگ بھی نماز کے واسطے وضو کر رہے تھے۔ اتنے میں بھائی مُنشی پھر آ موجود ہُوا۔ کہنے لگا کہ جناب ایک عرض ہے۔ اِرشاد ہُوا، کیا اور پیسے لینے ہیں ؟۔ جواب دیا کہ: صبح سے آپ نے بہت پیسے دِیے ہیں، پیسہ نہیں مانگتا۔ اِرشاد ہُوا کہو کیا کہتے ہو ؟۔ عرض کی : جس طرح آپ اب دُنیا میں مُجھ پر بخشش فرما رہے ہیں، ایسا ہی روزِ حساب کرم فرمائیے گا۔ سرکار غریب نواز نے کمال شفقت سے اس کے شانوں پر تھپکی دے کر فرمایا: "جا اُدھرا بھی کُچھ فِکر نہ کر"۔ اس کی یہ عرض سُن کر لوگ عش عش کر اُٹھے کہ واہ رے دیوانے[1] نے کیا خُوب عرض کی ؎

کِس چیز کی کمی ہے مولا تیری گلی میں
دُنیا تیری گلی میں عُقبیٰ تیری گلی میں

---

[1] سنا ہے کہ برادر موصوف اِنقلابِ عظیم میں شہید ہو گئے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت میراں شاہ بھیکؒ کے دربار شریف کے گدّی نشینوں میں سے ایک صاحب حاضرِ خدمت ہُوئے۔ امیرانہ لباس پہنے تھے۔ مونچھیں دراز اور داڑھی مُنڈھی تھی۔ آپ نے اُٹھ کر تعظیم کی اور ایک ٹوکری مٹھائی اور دُو رُوپیہ بطور نذرانہ پیش کیے۔ انھوں نے فرمایا: کہ آپ تکلیف نہ کریں۔ سرکار غریب نوازؒ نے اِرشاد فرمایا: "تکلیف تاں کوئی نہیں"۔ اندازِ گفتگو اس قدر دِلفریب، پُرخلوص اور عجز سے لبریز تھا کہ سامعین کو کمال سرور حاصل ہُوا ؎

چشمِ بد از تو دُور کہ در طرزِ دِلبری
خط بر جمالِ یُوسفِؑ کنعاں کشیدہ ای

چشم بد آپ سے دُور رہے کہ دلبری کے
انداز میں یوسفؑ کنعان کے جمال کو مات کردیا ہے۔

جن دِنوں بھائی لیک شاہ، لائل پُور میں ملازمت کرتے تھے۔ انھوں نے ایک عریضہ سرکار غریب نوازؒ کی خدمت میں پیش کیا کہ میں ملنگ بننا چاہتا ہوں۔ اِرشاد فرمایا: اگر تم چاہو تو وہیں سفید کپڑوں میں ملنگ بن سکتے ہو۔ یہ جتنے ملنگ ہیں ان میں سے ایک بھی ملنگ نہیں۔ سب دُنیا دار ہیں۔

حضور "بابو جی" صاحبؒ سے منقول ہے کہ ایک دفعہ میری جیب میں منجن کی ایک ڈبیہ تھی۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ اس میں کیا ہے میں نے عرض کیا کہ منجن ہے۔ آپ نے اِرشاد فرمایا: جسم کی حفاظت

کا خیال چھوڑ دو۔ غالباً یہ حکم باطنی ہُوا۔ زبانی نہیں۔ آپ نے اُسی وقت وہ ڈبیہ کسی اور کو دے دی۔ فقیروں کے نزدیک ہر ایک خواہش حجاب ہے۔

مولوی عُمر دین ملنگ نے "لانگری" سے اشیائے خورد و نوش پر بہت جھگڑا کیا۔ اور اسے زد و کوب بھی کیا۔ یہ سلسلہ دیر سے چلا آتا تھا۔ سرکار غریب نوازؒ اُن دِنوں ڈھوگڑی میں تشریف فرما تھے۔ "لانگری" نے وہاں جاکر شکایت کی۔ سرکار غریب نوازؒ نے دربار شریف آکر مولوی عُمر دین کو طلب کیا۔ اور پانچ روپیہ دے کر فرمایا کہ یہ لے کرایہ اور اپنے گھر چلا جا۔ تُو چالیس سال یہاں رہا۔ لیکن جُدائی میں ہی رہا۔ تُو پیر بَن۔ مَیں تجھے بتاؤں کہ مُرید کیسے بنا جاتا ہے۔ اس کے خلاف اور بھی بہت سی شکایات تھیں۔ مولوی صاحب کو اس جواب کی توقع نہ تھی۔ ہوش اُڑ گئے۔ بھائی پیراں دِتا تھلوی پاس کھڑا تھا۔ اُس نے اُس کی گھبراہٹ بھانپ کر عرض کی کہ سرکار اب کی دفعہ اپنے شیخ پاکؒ کا صدقہ معافی دے دیں۔ سرکار غریب نوازؒ نے فوراً معاف فرما دیا۔ واہ شانِ رحیمی۔ وہ زبان پر معافی کا حرف بھی نہ لایا اور سرکار غریب نوازؒ نے فوراً معاف فرما دیا۔ کِسی نے کیا خُوب کہا ہے: ؏

رحمتِ حق بہانہ می جوید، بہا نمی جوید

رحمتِ حق بہانہ ڈھونڈتی ہے۔ رحمتِ حق عوضانہ نہیں تلاش کرتی

ڈھوگڑی میں ایک آدمی حاضرِ خدمت ہُوا۔ اور اپنی ریاضات و عبادات کا دیر تک تذکرہ کرتا رہا۔ اور کہا کہ باوجود اس قدر ریاضت و عبادت کے کچھ

حاصل نہیں ہُوا۔ سرکار غریب نوازؒ خاموشی سے سُنتے رہے۔ جب وہ کہہ چکا تو آپ نے اِرشاد فرمایا: ؎

ذکرِ حبیب کم نہیں، وصلِ حبیب سے

آپ کا بیان دِل پذیر اور اِشارے، کنائے بے نظیر ہوتے۔ خواجہ غریب نواز حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ نے اِرشاد فرمایا ہے: ؎

یقیں بداں کہ تُو بہ حق نشستہ ای شب و روز
چو ہمنشینِ تُو باشد خیالِ نامِ خُدا

یقین جان کہ تو دن رات خُدا کے پاس بیٹھا ہے
جب خُدا کے نام کا خیال تیرا ہمنشین ہو۔

سرکار غریب نوازؒ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ: شیخؒ کی محبّت رسولِ پاکؐ کی محبّت ہے۔ اور رسولِ پاکؐ کی محبت، خُدا کی محبّت ہے۔ یہ بھی آپ سے سُنا کہ عشقِ مجازی، عشقِ حقیقی کا زینہ ہے۔ پر کون سا عشق مجازی؟ شیخ کا عشقِ مجازی ؎

گُم شدن در عشقِ تُو توحیدِ ما
دیدنِ رُوئے تُو شد عرفانِ ما

آپ کے عشق میں گُم ہونا ہماری توحید ہے
آپ کے چہرے کو دیکھنا ہمارا عرفان ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سرکار غریب نوازؒ نے حضور "بابو جی" صاحبؒ کو مخاطب کرکے اِرشاد فرمایا: برکت علی، منزل ایک ہی ہے۔ اگر آدمی

پہنچ جائے۔ جہاں دِن ہے' وہاں رات نہیں۔ جہاں رات ہے' وہاں دِن نہیں۔ اِسی طرح جب تک آپ ہے' خُدا نہیں۔ جب خُدا ہے تو آپ نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ درویشی فنائے ہستی کا نام ہے۔ جیسا کہ مولانا رومؒ نے اِرشاد فرمایا ہے: ؎

تو مباش اصلا کمال اینست و بس
تو درو گم شو وصال اینست و بس

تو بالکل نیست ہو جا۔ بس یہی کمال ہے
تو اس میں گم ہو جا۔ بس یہی وصال ہے۔

ایک دفعہ اِرشاد فرمایا: ہر گناہ پر شفاعت کی اُمید رکھنا عین ایمان ہے۔ لیکن جو آدمی اپنے نفس کے واسطے کسی مُسلمان کو قتل کرتا ہے۔ ہرگز مغفرت کی اُمید نہیں رکھ سکتا۔

ایک دفعہ ڈیرہ شریف کے پاس بازی گروں کا کھیل ہو رہا تھا۔ مہمانوں کو اِرشاد فرمایا کہ جاؤ کھیل دیکھ آؤ۔

عاشورہ کے روز ملنگوں نے کُچھ "حلیم" چھپا کر رکھا ہُوا تھا۔ مانگنے والے آ گئے۔ ملنگوں نے جواب دیا کہ کھانا ختم ہو گیا ہے۔ سرکار غریب نوازؒ خود لنگر خانہ تشریف لے گئے۔ اور چھپایا ہُوا "حلیم" نکال کر اُن میں تقسیم کر دیا اور ساتھ ہی یہ بھی فہمائش کی کہ ختم شریف کا کھانا جب تک بالکل ختم نہ ہو جائے' اِنکار نہیں کرنا چاہیے۔

ایک شخص نے عرض کی کہ سرکار درویشی عنایت فرمائیں۔ اِرشاد ہُوا: کہ اگر کُلّی (کُٹیا) میں ہاتھی گُھس آئے تو کُلّی کیسے بچ سکتی ہے۔

ایک شخص نے عرض کی کہ سرکار یہ بیماری ہے۔ وہ بیماری ہے۔ بندہ بہت لاچار ہے۔ ارشاد ہُوا کہ بابا سانس تو آتا ہے۔ پھر کیا فکر ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سرکار غریب نوازؒ نے ایک جنازہ کو کندھا دیا تو اِرشاد فرمایا کہ کیا عجب جو کِسی نیک بندے کے طفیل اپنی بھی بخشش ہو جائے۔

ایک دفعہ اِرشاد فرمایا کہ کِسی امیر کے گھر جاؤ تو وہ خیال کرتا ہے کہ کُچھ مانگنا ہوگا۔ اگر غریب کے گھر جاؤ تو وہ خیال کرتا ہے کہ دھن بھاگ جو اس کے گھر درویش کا قدم آیا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ بھائی مہر دین نے اپنے والدِ بزرگوار کو کہا کہ تسبیح پھیرتے پھیرتے تو میرے ہاتھ بھی گِھس گئے لیکن کُچھ حاصل نہ ہُوا۔ ان کے والد نے یہ بات سرکار غریب نوازؒ کی خدمت میں عرض کردی۔ آپ نے اِرشاد فرمایا کہ: اگر گھاسی پڑجاتی تو پھر یہ بات نہ کہتا۔

آپ کی خانقاہوں میں مست درویش بھی مقیم رہتے۔ آپ مُریدوں کو اُن کے پاس بیٹھنے سے منع فرماتے۔

اوّل تو مستوں کا رابطہ لوگوں کے ساتھ ہوتا ہی نہیں۔ تاوقتے کہ یہ

تکلف کے ساتھ پیدا نہ کیا جائے۔ اگر بالفعل ہو بھی جائے تو پھر بوجہ غلبۂ سکر ان میں اتنی صلاحیت نہیں ہوتی کہ طالب کی ہمت اور قابلیت کے مطابق روح کی تربیت کریں۔ اس لیے ان کی صحبت سے نقصان کا احتمال بھی ہوتا ہے۔

گھر میں تصویریں رکھنے۔ داڑھی منڈانے۔ انگریزی طرز کے بال رکھنے سے منع فرماتے۔ اور شریعتِ عظمیٰ کی متابعت کی تاکید فرماتے ؎

عاشقی محکم شو از تقلیدِ یار
تا شود یزداں کمندِ تو شکار

تو عاشق ہے۔ تقلیدِ یار میں پکا ہو جا
تاکہ یزداں تیری کمند کا شکار ہو جائے

آپ اکثر یہ فرماتے:

۱۔ جو دم غافل، سوئی دم کافر۔
۲۔ دِل کے اندر غیر کو آنے نہ دے۔ دل سے باہر یار کو جانے نہ دے۔
۳۔ ہتھ کار وَل، دِل یار وَل۔

حضرت بُوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے یوں فرمایا ہے بد ؎

ہوش در دم دار اے مَردِ خُدا
یک نفس یکدم مباش از حق جُدا

اے مردِ خُدا اپنے دم میں ہوش رکھ
ایک سانس بھی حق سے جُدا نہ ہو۔

فقیروں کے نزدیک غفلت بڑا بھاری گناہ ہے۔ بعضوں نے تو اسے کُفر ہی کہا ہے۔

ایک دفعہ ایک شخص نے کہا کہ کوشش تو بہت کی۔ جب کُچھ حاصل نہ ہُوا تو خیال چھوڑ دیا۔ اِرشادِ مبارک ہُوا کہ: "اوہ لگیاں نہیں جیہڑیاں ٹُٹ گیاں"۔ وہ طلب ناقص ہے۔ جو بے حاصلی کی بنا پر جاتی رہے ؎

ڈُوب کر بحرِ محبّت سے نِکلنا کیسا
پار ہونے کی تمنّا ہے تو ڈوبے رہنا

عاشق کہ شد کہ یار بر حالش نظر نہ کرد
اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

کون سا عاشق ہُوا ہے کہ یار نے اس کے حال پر نظر نہ کی۔
اے خواجہ درد نہیں ورنہ طبیب موجود ہے۔

ایک دفعہ اِرشاد فرمایا: جب آدم علیہ السّلام نے گندم کا دانہ کھالیا تو اللہ تبارک تعالیٰ نے پُوچھا کہ اے آدمؑ تُونے گندم کا دانہ کیوں کھایا۔ عرض کی کہ یا باری تعالیٰ گناہ ہُوا۔ اس پر اللہ پاک نے فرمایا کہ اے آدمؑ تُو مجھے فاعلِ حقیقی نہیں جانتا۔ عرض کی کہ یہ تو مَیں جانتا ہُوں کہ تُو فاعلِ حقیقی ہے۔ لیکن مُجھے شرم آتی ہے کہ بُرائی تیری طرف منسوب کروں ؎

گناہ اگرچہ نبود در اِختیار ما حافظ
تو در طریقِ ادب کوش وگو گناہِ مَن است

حافظ گناہ اگرچہ ہمارے اِختیار میں نہیں۔ تو ادب کے راستے میں کوشش کر اور کہہ گناہ مُجھ سے ہُوا ہے۔

اسی زمرہ میں ایاز کا محمود غزنویؒ کے حکم سے پیالہ توڑنے کا مشہور قصّہ بھی بیان فرمایا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سرکار غریب نوازؒ اپنے ایک مُرید کی قبر پر تشریف لے گئے۔ حضور "بابوجی" صاحبؒ فرماتے تھے کہ اس کو اس قدر شدید عذاب ہورہا تھا کہ دیکھتے ہی میرے جسم میں لرزہ طاری ہوگیا۔ سرکار غریب نوازؒ نے اِرشاد فرمایا: "بابوجی تُسیں کیوں فِکر کردے ہو۔ تساڈا تاں حساب نہیں ہونا"۔ ؎

ہر کہ بدستِ عشقِ تو شد کُشتہ بَر دَرَت
اُو را دراں جناب سوال و جواب نیست

جو کوئی تیرے عشق کے ہاتھ تیرے دروازہ پر قتل ہُوا
اس کو اس جناب میں کوئی سوال و جواب نہیں رہتا۔

آپ نے اُس کے حال پر رحم فرمایا۔ اور عذاب میں کُچھ تخفیف ہوگئی۔

ایک دفعہ سرکار غریب نوازؒ کے پیر بھائی حضرت شیخ برکت علی صاحبؒ کا تذکرہ ہورہا تھا کہ وہ عرصۂ دراز سے سخت مجاہدہ کررہے ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ جو لوگ فنا فی الشیخ کی منزل میں پھنس جاتے ہیں۔ اکثر چالیس چالیس سال نہیں نکلتے۔ سرکار غریب نوازؒ کے وصال شریف کے بعد حضرت شیخ برکت علی صاحبؒ نے ایک دفعہ فرمایا کہ "کشتی اُلٹ گئی تھی۔ پینتیس سال کے بعد اُلٹی ہی تیری"۔ فقیری دُنیا کے ہر کام سے

؎ نام ارادۃً نہیں لکھا گیا۔

مُشکل ہے۔ خال خال ہی منزلِ مقصود پر پہنچتے ہیں ؎

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

یہ سعادت بازو کے زور سے نہیں
جبتک بخشنے والا خُدا نہ بخشے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص نے آکر عرض کی کہ پُختہ مکان تعمیر کرنے سے قرضہ بہت چڑھ گیا ہے۔ دُعا فرمائیں کہ اُتر جائے۔ اِرشاد فرمایا کہ تمھیں کِس نے کہا تھا کہ قرض لے کر پختہ مکان بناؤ ؎

مِنہ دِل دریں دَیرِ ناپائیدار
زِ سعدیؒ ہمیں یک سخن یاد دار

اس ناپائیدار دُنیا سے دل نہ لگا
سعدیؒ کی بس یہی ایک بات یاد رکھ۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضور "بابوجی" صاحبؒ کو تقریباً ایک ماہ شِدّت سے ملیریا بخار ہوتا رہا۔ انھوں نے سرکار غریب نوازؒ کی خدمت میں عرض کی کہ سرکار ایامِ بیماری میں باطنی معمول میں فرق آگیا تھا۔ اِرشاد ہُوا۔ کہ ابھی مجاہدہ کی ضرورت ہے۔

ایک دفعہ اپنے مُرید کو خط میں تحریر فرمایا: "معاملات میں صفائی، اعمال، خیالات و معاش میں پاکیزگی ہونی چاہیے۔ اللہ رسولؐ سے غافل

نہ ہونا۔ حاضر ناظر سمجھنا۔ علیم، سمیع، بصیر کا خیال رکھنا۔ وقتِ عُمر ضائع نہ کرنا۔" ؎

اے دریغا عُمرِ تو رفتہ بخواب
اندکے ماند است اُو را زُود یاب

عُمرِ تُو باشد مثالِ آبِ جو
آبِ رفتہ باز کے آید بجو

افسوس کہ تیری عُمر سونے میں گزر گئی۔
تھوڑی رہ گئی ہے۔ اسے جلدی حاصل کر،
تمہاری عُمر کی مثال ندی کے پانی کی طرح ہے
گُزرا ہُوا پانی ندی میں واپس کب لوٹتا ہے۔

ایک دفعہ سرکار غریب نوازؒ دھوگڑی میں کمبل تقسیم فرما رہے تھے۔ ایک کمبل حضور نے بھائی غلام رسول ملنگ کو بھی عطا فرمایا۔ جب سب کمبل تقسیم ہو چکے تو ایک سوالی آگیا۔ اور عرض کی کہ سرکار بندہ کو بھی ایک کمبل مل جائے۔ سرکار پاک نے فرمایا کہ بابا کمبل تو سب تقسیم ہو چکے لیکن اُس بھلے آدمی نے سوال دُہرائے رکھا۔ اور سرکارِ پاکؒ کو اپنے مُرشد کا واسطہ دیا۔ یہ سُن کر حضور نے بھائی غلام رسول ملنگ کا کمبل ان سے لیکر سوالی کو عطا فرمادیا اور جلال میں حاضرین کو فرمایا کہ ایسا واسطہ کبھی نہ ڈالنا چاہیے۔ نہ جانے جس سے سوال کیا جارہا ہے وہ اس سوال کو پُورا کرنے کی اِستطاعت بھی رکھتا ہے یا نہیں اور وہ روزِ قیامت جوابدہ ہو۔

ایک دفعہ ایک بھائی نے عرض کی کہ سرکار دُنیا نے ایسا جکڑ رکھا ہے کہ یادِ خُدا کی فرصت نہیں ملتی۔ اِرشاد فرمایا: آپے پھاتھیا، تینوں کون چھُڑاوے۔ درخت کو تو خُود پکڑ رکھا ہے اور واویلا ہے کہ درخت نے مُجھ کو پکڑ لیا ہے۔

سرمد غمِ عشق بوالہوس را ندہند
سوزِ دِل پروانہ مگس را ندہند

عُمرے باید کہ یار آید بکنار
ایں دولت سرمد ہمہ کس را ندہند

سرمد عشق کا غم بوالہوس کو نہیں دیتے۔
پروانہ کے دِل کا سوز مکھی کو نہیں دیتے۔
ایک عُمر چاہیئے کہ دوست پہلو میں آئے
سرمد یہ دولت ہر کسی کو نہیں دیتے۔

ایک دفعہ اِرشاد فرمایا :۔

الف اِک دے نال توں اِک ہو جا نہیں کرنا ہے اچھا پیار تھاں تھاں
تھاں تھاں دی دوستی ہے بہت مندی جدکد کروگی خوار تھاں تھاں

اِک اِک پچھے عُمر گال دیندے، اِک نت بناوندے یار تھاں تھاں
رحیم بخشا جو اِک دے ہون طالب، ہُندا اُنھاں دا ذِکر اذکار تھاں تھاں

مطلب یہ کہ "یک گیر و محکم گیر" در بدر پھرنا اچھا نہیں۔ یہ خلافِ محبّت ہے۔ سلسلۂ چشتیہ میں تو مُرید کی تربیت کا اِنحصار محض محبتِ

شیخ پر ہی ہے۔ ایک دفعہ حضور "بابوجی" صاحبؒ نے اِرشاد فرمایا کہ ہمارے سلسلہ میں مُرید کو کُچھ کرنے کی ضرورت نہیں۔ صرف اتنا کرے کہ مَیدانِ محبت میں غلطیؔ نہ کرے ؎

سَرمد تو حدیثِ کعبہ وَ دَیر مَکُن
در وادیٔ شک چو گمرہاں سَیر مَکُن

رَو شیوۂ بندگی زِ شیطاں آموز
یک قبلہ گزیں وسجدہ بر غیر مَکُن

سَرمد تو کعبہ و بُت خانہ کی بات نہ کر۔
شک کی وادی میں گمراہوں کی طرح سیر نہ کر۔
جا بندگی کا شیوہ شیطان سے سیکھ،
ایک قبلہ اِختیار کر اور غیر کو سجدہ نہ کر۔

ایک دفعہ اِرشاد فرمایا:
"ہمری بولی پُوربی سمجھے نہ کو۔
ہمری بولی سو سمجھے جو دُھر پورب کا ہو۔"

اِس ضمن میں مندرجہ ذیل حکایت بیان فرمائی:

ایک شخص نے سکرالے والے مست صاحبؒ کی خدمت میں عرض کی کہ کُنبہ بڑا ہے اور صرف پچاس رُوپیہ ماہوار تنخواہ ملتی ہے۔ دُعا فرمائیں کہ ترقّی ہوجائے۔ آپ نے از رُوئے جلال فرمایا کہ کِس بے وقوف نے تمہاری

؎ غالباً اس کا مطلب ہے کہ شیخِ پاک سے اپنی کوئی چیز بھی افضل نہ سمجھے۔

پچاس رُوپیہ تنخواہ مقرر کی ہے۔ تمھیں تو پانچ روپیہ ماہوار ملنے چاہئیں۔ یہ سُن کر وہ بہت گھبرایا۔ سرکار غریب نوازؒ کی خدمت میں حاضر ہوکر یہ سب ماجرا کہہ سُنایا۔ آپ نے اِرشاد فرمایا کہ فِکر کی کوئی بات نہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں جو تم سمجھے ہو۔ اس کا مطلب تمھاری بہتری ہے۔ چُنانچہ اس کی ترقّی شروع ہوگئی۔ اور چند ہی سالوں میں تنخواہ پانچ سو رُوپیہ ماہوار ہوگئی۔

ایک دفعہ کا ذِکر ہے کہ عُرس کے ایّام میں لوگ کمرے میں بیٹھے بات چیت کررہے تھے قوالی کئی سال سے بند ہوچکی تھی۔ سرکار غریب نوازؒ اندر تشریف لے آئے اور بھائی مُبارک علی خان قوال کو اِرشاد فرمایا کہ بیکار کیوں بیٹھے ہو، یہ پڑھو:۔

آؤ سیّو رَل دیو وَدھائی، میں در پایا رانجھن ماھی

یہ فرماکر خود تشریف لے گئے۔ اور گانا شروع ہوگیا۔ تمام محفل اس قدر محظوظ ہوئی کہ پہلے کبھی باقاعدہ قوالی میں بھی اِتنا لُطف نہ آیا تھا۔ اِس کے بعد اور بھی اِسی قسم کی کئی نظمیں پڑھی گئیں۔

وصال شریف سے چند روز قبل ایک شخص لاہور شریف سے حاضرِ خدمت ہُوا۔ اس نے عرض کی کہ بندہ مُرید ہونے کی غرض سے حاضر ہُوا ہے۔ آپ نے اِرشاد فرمایا کہ میں مُرید نہیں کروں گا۔ حضور داتا صاحبؒ کے دربار میں گوجرانوالہ سے ایک "بابوجیؒ" ہر ہفتہ آیا کرتے ہیں۔ وہاں سے پُوچھ لینا۔ اور اُن کے مُرید ہوجانا۔ ایسے وہ مُرید نہیں کریں گے۔ میرانام لینا

یہ نہ ہو شیرینی لوگ کھاجائیں اور تیرے ہاتھ کچھ نہ آئے ۔ جو وہ حکم دیں اُس پر عمل کرنا۔ چنانچہ وہ جاکر حضور "بابوجی" صاحبؒ کا مُرید ہوگیا۔ جس بات کی سرکار غریب نوازؒ نے اس کو تنبیہ کی تھی وہی بات ہُوئی۔ حضور "بابوجی" صاحبؒ نے اس کو دو حکم دیے ۔ایک یہ کہ داڑھی قدرے دراز کرو ۔ دُوسرے یہ کہ ایک آدمی کو روزانہ کھانا کِھلایا کرو ۔ وہ کبر سِن (۶۵ سالہ) اور امیر آدمی تھا۔ دونوں احکام سے ایک بھی بجا نہ لایا۔ حضور "بابوجی" صاحبؒ فرماتے تھے ۔ کہ جب وہ فوت ہوگیا تو اُس کی رُوح میرے پاس آئی ۔ کہنے لگی کہ میں آپ کی مُرید ہُوں۔ میں نے کہاکہ تُو ہرگز میری مُرید نہیں ہے ۔ تُو نے میرا کوئی حکم نہیں مانا۔ پھر آپ نے حاضرینِ مجلس کو، جو سب سرکار غریب نوازؒ کے مُرید تھے ۔ مخاطب کرکے فرمایاکہ سرکار غریب نوازؒ نے جو تم کو احکام دیے ہیں، اُن پر عمل کیا کرو ۔ ایسا نہ ہوکہ تمھیں بھی یہی ماجرا پیش آئے ۔ اور سرکار غریب نوازؒ فرمادیں کہ تم ہرگز میرے مُرید نہیں ہو ۔ یہ بھی فرمایاکہ اگر مُرید پیر کا حکم نہ مانے تو شیخ سے اس کی نسبت ختم ہوجاتی ہے۔

مختلف اَوقات پر یہ بھی سُنا گیا؛

۱ پیر بھائی ملا تو پیر ملا۔
۲ پیر بھائی کا پس خوردہ تبرک ہوتا ہے۔
۳ جس نے پیر بھائی کو گالی دی، اس نے پیر کو گالی دی۔
۴ ایہہ گل ہے اَل بللڑی ۔ سر دِتیاں ملے تاں بھی جان سَوَلڑی
۵ جیہڑا بن بیٹھا، اون کی کھٹنا ہے۔
۶ جتھے ہووے کھاہا پھاہا ۔ اوتھوں نسنا ہی لاہا۔

۷ نام کا نشہ ہونا چاہیئے ۔ باقی نشے سب عِلّت ۔
۸ صاحب خانہ کو مہمان کے ہاتھ خود دُھلانے چاہئیں ۔
۹ دتّاں والے ہی گھوڑے خریدن گے ۔ خالی ہتھاں والیاں نوں کون لئی بیٹھا ہے ۔
۱۰ برتاوا اگر تین دِن تک کھانا تقسیم کرتا رہے ، پھر بھی ہاتھ منہ کو نہ لے جائے ۔

شاعرانہ کلام

سرکار غریب نوازؒ اکثر اشعار بھی لکھتے رہے ۔ اپنے سلسلۂ اِرادت کی مناسبت سے "صابری" تخلّص اِختیار کیا ۔ زیادہ تر نعتیہ کلام ہی لکھتے رہے شروع شروع میں کافیاں بھی کہیں ۔ لیکن بعد میں سوائے نعت شریف کے اور کُچھ نہ لکھا ۔

آپ کا کلام سادہ اور پُرسوز ہے ۔ عجز و نیاز اور عرض معروض سے لبریز ہے ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی شاعری غمِ عشق کے بوجھ کو ہلکا کرنے کے واسطے ہی تھی ۔

نعتیہ کلام سے چند نعتیں تبرکاً درج کی جاتی ہیں :

نعت شریف

یا رسولِ مدنیؐ جلوہ دِکھا دو لِلّٰہ
صدقہ حسنینؓ میری آس پُوجا دو لِلّٰہ

میں تڑپتا ہوں بلکتا ہوں تیری فُرقت میں
شربتِ وصل موہے جھبدی پلا دو لِلّٰہ

ہُوں پیاسا میں تیری دید کا اے شاہِ عربؐ
اپنے چہرہ سے ذرا بُرقعہ اُٹھا دو لِلّٰہ

آپ ہو لاڈلے محبوب خُدا کے شاہا
میرے بگڑے ہیں سبھی کاج بنا دو لِلّٰہ

بحرِ عصیاں میں میری کشتی ڈوبی جاتی ہے
آؤ جھب نال کرم پار لگا دو لِلّٰہ

ہوں گنہگار میرا نامۂ اعمال سیاہ
اپنی رحمت سے شاہا صاف کرا دو لِلّٰہ

آپ سُنیئے نہ اگر کون سُنے حال میرا
آپ کا ہو کرکے کہاں جاؤں بتا دو لِلّٰہ

صدقہ صدیقؓ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ۔ علیؓ کا صدقہ
جُرمِ عصیاں کا میرے حرف مٹا دو لِلّٰہ

صابریؒ عاجز و مسکین گداگر تیرا
صدقہ خاتون اسے قدموں میں جا دو لِلّٰہ

(۲)

اب ہوگیا ہے مجھ کو سودائے محمدؐ
دِن رات یہی وِرد میرا ہائے محمدؐ

دِن رات یہی کرتا ہوں رو رو کے دُعائیں
مِل جائے محمدؐ۔ کہیں مِل جائے محمدؐ

سُرمہ کی طرح شوق سے آنکھوں میں لگاؤں
مِل جائے کہیں خاکِ کفِ پائے محمدؐ

ہائے کچھ پاس نہیں چارہ چلتا نہیں میرا
سر بیچ کے لیتا ہوں میں سودائے محمدؐ

ہے صابریؒ کی اِلتجا شب و روز خُدا سے
دم تیرے ہی قدموں میں نکل جائے محمدؐ

(۳)

آؤ محمدؐ درس دکھاؤ
تورے مِلن دی تاہنگ لگی ہے

جیکر درس نبیؐ تیرا پاواں — تاں میں گیت وصل دے گاواں
میرے دِل دی آس پوجاؤ — تورے مِلن دی تاہنگ لگی ہے

ایہو آس چروکی میری — پاواں دید نبیؐ جی میں تیری
لِلّٰہ اِتنا نہ ترساؤ — تورے مِلن دی تاہنگ لگی ہے

میں غلام نبیؐ جی ہُوں تیرا — تُدھ بِن کوئی نہیں ہے میرا
مینوں در در نہ رُلاؤ — تورے مِلن دی تاہنگ لگی ہے

تینوں ڈھونڈاں میں دیس بدیسا — گل وِچ کفنی کُھلڑے کیسا
میرا اُجڑیا دیس بساؤ — تورے مِلن دی تاہنگ لگی ہے

بحرِ گناہ وِچ کشتی ہے آئی — یا محمدؐ تیری دُہائی
باہوں پھڑ کے پار لنگھاؤ — تورے مِلن دی تاہنگ لگی ہے

مِلدی ڈھوئی نہ جس در جاواں — کِس نوں اپنا حال سُناواں
اپنے در توں نہ درکاؤ — تورے مِلن دی تاہنگ لگی ہے

آپؐ کے در پر جو کوئی آوے — خالی مُول نہ ہرگز جاوے
مینوں خیر وصل دا پاؤ — تورے مِلن دی تاہنگ لگی ہے

مدینے والیا چھیل جواناں — رب نُوں پچھاتا تینوں جس جانا
میرے دِل تھیں غیر اُٹھاؤ — تورے مِلن دی تاہنگ لگی ہے

جے میں لاکھ گناہیں بھریا — پر میں سر در آپ کے دھریا
مینوں لِلّہ چا بخشاؤ! — تورے مِلن دی تاہنگ لگی ہے

تُوں ہیں خاص حبیبِ الٰہی — توری دو جگ دے وِچ شاہی
لِلّہ میں پر کرم کماؤ! — تورے مِلن دی تاہنگ لگی ہے

صابریؒ آپ کے در پر آیا — تیرا جُگ جُگ راج سوایا

اپنے دامن ہیٹھ لُکاؤ
تورے مِلن دی تاہنگ لگی ہے

(۴)

میری ہر دم ایہو صدا عربیؐ
اپنا پاک جمال دِکھا عربیؐ

میں عاصی مسکین نتھاواں — آپؐ بنا میں کس در جاواں
کِس نوں میں اپنا حال سُناواں — اے حبیبِ خُدا عربیؐ
اپنا پاک جمال دِکھا عربیؐ

واہ وا آپؐ دا رُتبہ عالی — مولا بخشیا قُرب کمالی
آپ کے دَیں دربار سوالی — اے میرے سخی داتا عربیؐ
اپنا پاک جمال دِکھا عربیؐ

جو کوئی آپ کا نام دھیاوے　　مُشکل اُس دی حل ہو جاوے
منگیاں مُراداں دِل دیاں پاوے　　میرے دِل دی مُراد دِلا عربیؐ
اپنا پاک جمال دِکھا عربیؐ

آپؐ بناں میرا ہور نہ کوئی　　کِس در جا کراں عرضوئی
بخشو بے ادبی جو ہیں تھیں ہوئی　　اے رحمت، دے دریا عربیؐ
اپنا پاک جمال دِکھا عربیؐ

واہ وا آپ دی شان نیاری　　آبی۔ خاکی۔ نُوری۔ ناری
سیوندی آپ نوں خلقت ساری　　تُسیں سب کے ہو رہنما عربیؐ
اپنا پاک جمال دِکھا عربیؐ

نُوری مُکھ توں بُرقعہ اُٹھا کے　　اپنا پاک جمال دِکھا کے
مینوں جام وِصال پلا کے　　میرے دِل دے روگ گوا عربیؐ
اپنا پاک جمال دِکھا عربیؐ

اللہ صاحب خود فرمایا　　آپ دی خاطر جگت اُپایا
سر پر چھتر لولاک جھولایا　　عاشق آپؐ دا ربُ العلا عربیؐ
اپنا پاک جمال دِکھا عربی

جوگن والا کر کے بھیسا　　گل وِچ کفنی گھلڑے کیسا
آپؐ نوں ڈھونڈاں دیس بدیسا　　میرے نینوں میں آن سما عربیؐ
اپنا پاک جمال دِکھا عربیؐ

دم دم آپؐ دا ہجر ستاوے　　میرے دِل نوں کُجھ نہ بھاوے
اِک پل مینوں چین نہ آوے　　جھب میں وَل پھیرا پا عربیؐ
اپنا پاک جمال دِکھا عربیؐ

اے بادِ صبا توں مدینے جاویں جھک جھک قدمیں سیس نواویں
ایہو میری عرض سُناویں لیئو اپنے پاس بُلا عربیؐ
اپنا پاک جمال دِکھا عربیؐ

جس ویلے رب قاضی ہووے باہوں پکڑ فرشتہ دھووے
دیکھ عملاں نوں عاصی رووے اس ویلڑے لاج رکھا عربیؐ
اپنا پاک جمال دِکھا عربیؐ

غفلت نیندر دے وِچ سویا نیک عمل نہ کوئی میں تھیں ہویا
ایتھوں ورتھا جنم نوں کھویا ہُن آپ دے در ڈِگا آ عربیؐ
اپنا پاک جمال دِکھا عربیؐ

صابریؒ اُتے کرم کمائیو اوگن دیکھ کے چھوڑ نہ جائیو
لڑ لگیاں دی اوڑ نبھائیو اپنے دامن ہیٹھ چھپا عربیؐ
اپنا پاک جمال دِکھا عربیؐ

مُناجات صابری رحؔ

شروع کرتا ہوں میں بنامِ کریم
بِسمِ اللہ الرّحمٰنِ الرّحیم

یا خُدا وندا تُو مُجھ پر رحم کر
مُشکلیں میری سبھی آسان کر

اے میرے معبود رَبُّ العالمین
عِلم و حِلم و عقل دے ہوواں ذہین

کر عطا حُبِّ نبیؐ تُو اے رحیم
ہے سخاوت کام تیرا اے کریم

نُورِ ایماں سے مُجھے پُر نور کر
ہے دُعا تجھ سے اے مالکِ بحر و بر

بغض و کینہ، عُجب و حسد و کبر و فر
اِن بلاؤں سے مجھے آزاد کر

پیروی سُنّت کی بھی کرتا رہوں
یاد تیری میں ہی دَم بھرتا رہوں

محو کر ایسا تُو اپنی ذات میں
تا نہ ہو شیطان میری گھات میں

خوابِ غفلت سے رہوں بیدار مَیں
تیری اُلفت میں رہوں سرشار مَیں

یا علیم و یا سمیع و یا بصیر
کردے مُجھ عاجز کو تُو روشن ضمیر

اپنے فضل و کرم سے تُو یا لطیف
دُور کر دِل سے خیالاتِ کثیف

اور مُجھ کو بخشیو شرم و حیا
بد اعمالوں سے مجھے لینا بچا

اپنے دروازے مجھے منظور کر
نہ پھروں آوارگی میں در بدر

میں ہُوں عاصی تیری رحمت بے بہا
صدقہ احمدؐ مجتبیٰ بخشو خطا

کیا کروں کس سے کہوں تیرے سوا
کون مولا مُجھ کو کردے گا رہا

نامۂ اعمال میرا ہے سیاہ
اپنی رحمت سے خُدا کردے صفا

تیرے دروازے سوا جاؤں کہاں
نیک ہوں یا بد ہوں جیسا تیرا ہاں

تو کرم سے تارے تو تر جاؤں میں
دِل دے مقصد سارے تب ہی پاؤں میں

جام وحدت کا تُو دے مُجھ کو پلا — شاد رکھ مُجھ کو طفیل مُصطفیٰؐ
کر دے مُجھ کو صاف مانندِ گہُر — اے خُدا ہر وقت رکھ مُجھ پر نظر
ماؤ تو کا حرف میرے دِل سے کھو — معرفت کا بیج میرے دِل میں بو
رحمتُ اللعالمینؐ کے واسطے — اُس شفیع المذنبینؐ کے واسطے
واسطہ ہے اس جناب پاکؐ کا — واسطہ ہے اُس شہِ لولاکؐ کا
واسطہ ہے مُشکل کُشاؓ کا واسطہ — واسطہ شیرِ خُداؓ کا واسطہ
واسطہ کُل انبیاءؑ کا واسطہ — واسطہ کُل اولیاؒ کا واسطہ
کُل نبیوںؑ، مُرسلوںؑ کا واسطہ — واسطہ کُل مُقبلوںؒ کا واسطہ
واسطہ کُل اصفیاء کا واسطہ — واسطہ کُل اتقیاءؒ کا واسطہ
واسطہ غوث و قطب ابدال کا — واسطہ اوتاد کُل افراد کا
واسطہ ابرار کا ہے واسطہ — واسطہ اخیار کا ہے واسطہ
واسطہ کُل صادقوں کا واسطہ — واسطہ کُل عاشقوں کا واسطہ
واسطہ کُل عابدوں کا واسطہ — واسطہ کُل زاہدوں کا واسطہ
واسطہ کُل صابروں کا واسطہ — واسطہ کُل شاکروں کا واسطہ
واسطہ کُل عارفوں کا واسطہ — واسطہ کُل کاملوں کا واسطہ

واسطہ ہے غوثِ اعظم دستگیرؒ
تیرے دروازے کا بن جاؤں فقیر

میرے سُتے بخت مولا دے جگا — کر کرم جھب مست دیوانہ بنا
کر دے پُورا میرے دِل کا مُدّعا — کر عطا جھبدی مجھے اپنا لقا
اپنی ذاتِ کبریا کا واسطہ — کُل خُدائی کا تجھے ہے واسطہ

کچھ تیرے دربار میں پرواہ نہیں　　سب مُرادیں میری پُوری ہوں آمین
سبھناں بھائیوں کو خُدایا بخش دے　　اپنی اُلفت اور نبیؐ کی حُب دے

صابریؒ کی اِلتجا کیجو قبول
واسطے پاک آل و اصحابِ رسولؐ

مُریدوں کو تعلیم

خاک شو در پیشِ شیخِ باصفا
تا زِ خاکِ تُو بروید کیمیا
شیخ پاک کے سامنے مٹی ہوجا
تاکہ تیری خاک سے کیمیا پیدا ہو

جیسا کہ پہلے ذکر آچکا ہے، سرکار غریب نوازؒ بہت کم گفتگو فرماتے دُوسرے پیرانِ طریقت کی طرح کبھی باقاعدہ وعظ و نصیحت نہ فرماتے۔ نہ فلسفۂ تصوّف پر نہ منازلِ سلوک پر گفتگو فرماتے۔ اور نہ ہی بزرگوں کے حالات اور روایات بیان فرماتے۔ ہاں اگر دَورانِ گفتگو کوئی بات قابلِ فہمائش آجاتی تو کبھی کچُھ فرمادیتے۔ حضور "بابوجی" صاحبؒ فرمایا کرتے کہ آپ زبانی ہدایت کی بجائے مُرید کی رُوح کو ہدایت فرمادیتے۔

سب بلند مرتبہ بزرگوں کی تعلیم ایک ہی ہوتی ہے۔ جو کچُھ اس زمرہ میں نیچے لِکھا گیا ہے۔ وہ ملفوظات میں پیشتر ازیں آچکا ہے۔ یہاں قارئین کرام کی آسانی کے واسطے یک جا کردیا گیا ہے۔

آپ کا درویشی کا معیار بڑا بلند تھا۔ فی زمانہ اکثر صوفیائے کرام تو اسے تصیحِ خیال یا پختگیٔ خیال ہی بتاتے ہیں۔ جو اصلیت سے کہیں دُور ہے۔ حضور "بابوجی" صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ فقیری کے متعلق ہمارے سلسلہ کا نظریہ یہ ہے کہ: ۵

تُو مباش اصلا کمال اِینست و بس
تُو درو گُم شو وصال اِینست و بس

تو بالکل نیست ہوجا بس یہی کمال ہے۔
تو اُس میں گُم ہوجا بس یہی وصال ہے۔

ایک دفعہ اِرشاد فرمایا: منزل ایک ہی ہے۔ اگر اِنسان پہنچ جائے تو جیسے اگر دِن ہے تو رات نہیں اور اگر رات ہے تو دِن نہیں۔ اِسی طرح اگر آپ ہے تو خُدا نہیں۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ درویشی ترکِ خُودی یا فنائے ہستی کا نام ہے۔ جب تک خُودیؒ یا ہستئ موہومہ مِٹ نہ جائے، صحیح معنوں میں عارف نہیں ہوسکتا۔ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے اِرشاد فرمایا: ؎

تنت گرچند مُوئے شُد حجابِ جاں بود مے را
میانِ عاشق و معشوق چیزے درنمے گنجد

تیرا تن اگر بال کی مانند بھی ہوجائے، وہ بھی روح کا حجاب ہوگا۔
عاشق و معشوق کے درمیان کوئی چیز نہیں سماسکتی۔

جب آپ کِسی آدمی کو حلقۂ اِرادت میں داخل فرماتے تو چند ایک نصیحتیں بھی فرماتے۔ مثلاً شرع شریف پر پابند رہنا۔ جھُوٹ نہ بولنا چغلی نہ کرنا۔ ماں باپ کا کہا ماننا وغیرہ۔

باقاعدہ نماز ادا کرنے کی تاکید فرمائی۔ یہ بھی فرمایا: "جن پھاہا وڈھیا

ؒ اصطلاح صوفیا کرام میں خودی سے مراد اپنی ہستی کا عِلم ہے۔ مثلاً میں فلاں ابنِ فلاں ہوں یہ میری ذات ہے۔ فلاں میری بیوی ہے۔ یہ میرے بچے ہیں۔ اِتنی جائیداد کا مالک ہوں وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب بھول جانا' خودی کا مٹنا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ بات خُداوندِ کریم کی عنایت کے بغیر ہرگز نہیں ہوسکتی۔

اوہدی نماز نہیں ہوندی۔ نماز وِچ جس چیز دا دھیان ہووے گا، اوہ نماز اوہدی ہووے گی، نہ کہ خدا دی"۔ ؎

تن درونِ نماز دِل بیروں
گشتہاء زند بہ مہمانی

ایں چنیں حالتِ پریشاں را
شرم نیاید نمازے خوانی

جسم نماز میں ہے اور دل باہر
مہمانی میں گشت کر رہا ہے۔
اس قسم کی پریشان حالت کو
نماز کہتے ہوئے تمہیں شرم نہیں آتی۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی شریف میں اپنی نماز کی کیفیت یوں بیان فرمائی ہے: ؎

بخدا خبر نہ دارم چوں نماز مے گزارم
کہ تمام شد رکوعے کہ اِمام شُد فلانے

جب میں نماز ادا کرتا ہوں خُدا کی قسم مجھے علم نہیں ہوتا
کہ رکوع ختم ہوگیا۔ یا امام فلاں تھا۔

کاش یہ کیفیت ہمیں بھی نصیب ہو۔

نہ صرف نماز بلکہ ہر ایک عبادت میں جس چیز کا دِھیان ہوگا، عبادت اُسی کی ہوگی، نہ کہ خُدا کی۔ اِس لیے عبادت میں یکسوئی نہایت ضروری ہے ورنہ عبادت تضیعِ اوقات اور بے کار ہے۔ عبادت ذوق و شوق، محبت و اِشتیاق، اور یکسوئی سے ہونی چاہیے۔

یکسوئی بغیر مضبوط ارادے کے حاصل نہیں ہوسکتی ۔ یہ دنوں یا مہینوں کا کام نہیں بلکہ اس کے واسطے طویل جد و جہد کی ضرورت ہے ۔ بوقتِ عبادت دِل ہر وقت اِدھر اُدھر دَوڑتا رہتا ہے ۔ اس کو سختی سے بار بار روکے اور عاجز ہوکر خُداوند کریم سے اِستمداد چاہتا رہے ۔

خواہشات کی کمی ۔ کم گوئی ۔ حبسِ دم اور لگاتار کوشش سے یکسوئی بڑھ جاتی ہے ۔ مضبوط اِرادہ سب سے زیادہ ضروری ہے ۔ طالبِ صادق کا حال اس سے مُختلف ہے ۔

بارہا ایسا بھی فرمایا: مُرید کم از کم اتنا تو کرے کم کھائے ۔ کم سوئے اور کم گفتگو کرے ۔

کھانے، پینے، سونے اور گفتگو کرنے، غرضیکہ ہر اِنسانی افعال و سکنات سے خُودی پَیدا ہوتی ہے ۔ اس لیے ضروری ہے کہ یہ چیزیں بقدرِ ضرورت ہی ہوں ۔ اسی بنا پر مُریدوں کو بحث مباحثہ سے بھی منع فرمایا ۔ کیونکہ یہ بھی خودی پیدا کرتا ہے ۔

ارشاد فرمایا: مُرید کے واسطے لازم ہے کہ وہ اپنے شیخ پاک کا جان و دِل سے غلام ہوجائے ۔ یعنی مُردہ بدستِ زندہ کا مصداق بن جائے ۔ اور کوئی دقیقہ ان کے خوش کرنے کا نہ چھوڑے ۔ کِسی نے کیا خوب کہا ہے: ؎

نہ کر پڑھن پڑھاون دی
تُوں کر پیر مناون دی

حضور "بابوجی" صاحبؒ نے اِرشاد فرمایا کہ میں سرکار غریب نوازؒ کی خدمت میں اس طرح رہا ہوں جیسے مردہ بدست زندہ ۔ مردہ ہونے

سے مُراد خواہشات کا مُطلق چھوڑ دینا ہے۔ محبّت عطائے الٰہی ہے۔ اس کے حاصل کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ شیخ پاک کی دِل سے تابعداری اور خدمت کرے۔

ایک دفعہ اِرشاد فرمایا: اگر کوئی آدمی اپنا تمام مال و متاع میرے لیے خرچ کردے تو بھی اس کی کچھ قدر نہیں۔ جب تک کہ وہ میرا حکم نہ مانے میرے خُوش کرنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے: میرا حکم مانا جائے۔ ورد و وظائف جو تلقین کیے گئے ہوں، اُن پر پُورا کار بندؔ رہے۔ کیونکہ اگر تعمیلِ حکم میں کوتاہی کرے گا تو شیخِ پاک سے نسبت اگر ختم نہیں تو کمزور ضرور ہوجائے گی۔

چشم روشن کُن زِ خاکِ اولیاء
تا بہ بینی زِ ابتدا تا اِنتہا

اولیا کی خاک سے آنکھ روشن کر
تاکہ تو ابتدا سے انتہا تک دیکھ سکے۔

اِدھر اُدھر سے سُنے سُنائے وظیفوں میں مشغول نہ ہو۔ آپ نے اس سے سختی سے منع فرمایا۔

یہ غلط خیال عموماً پایا جاتا ہے کہ درویشی وظیفے پڑھنے سے حاصل ہوتی ہے۔ ایک دفعہ اِرشاد فرمایا: وظیفے پڑھنے کا مطلب کچھ اور ہے۔ اور "منظوری" کچھ اور چیز ہے۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ عرفانِ حق کا اِنحصار وردؔ و وظائف پر نہیں۔ کوئی چیز عرفانِ حق کی قیمت نہیں ہوسکتی

ؔ وظیفہ بر وقت۔ باوضو۔ قبلہ رو دو زانو ہوکر پڑھے۔ کوئی چیز کم و بیش نہ پڑھے۔ یکسوئی کا خیال رکھے۔ اس دوران میں گفتگو نہ کرے۔ اگر وظیفہ قضا ہوجائے تو پھر پڑھ لے۔ غرضیکہ ناغہ نہ ہونے دے۔

وہ محض فضلِ ایزدی ہے۔ جیساکہ اِرشاد فرمایا:

ایہہ گل ہے اُں بلڑی۔ سِردِتیاں مِلے تاں بھی جان سولڑی۔

حضور "باؤجی" صاحبؒ مُنتہی درویش ہُوئے۔ اُنھیں سرکار غریب نوازؒ نے کوئی وظیفہ پڑھنے کا حکم نہ دیا۔ بایں ہمہ فرمودہ وظائف کِسی حالت میں بھی چھوڑے نہیں جاسکتے۔

ایک دفعہ اپنے ایک مُرید کو خط میں تحریر فرمایا:

"معاملات میں صفائی۔ اعمال، خیالات اور معاش میں پاکیزگی ہونی چاہیے۔ اللہ، رسولؐ سے غافل نہ ہونا۔ حاضر ناظر سمجھنا۔ علیم، سمیع، بصیر، کا خیال رکھنا۔ وقت عُمر ضائع نہ کرنا۔"

ہر فردِ بشر کے واسطے ضروری ہے کہ وہ پاکیزہ زِندگی بسر کرے۔ خصوصًا طالب کے واسطے اس کے بغیر چارہ نہیں۔ غالبًا ریاضات اور مجاہدات کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ رُوح طاقت ور ہوجائے اور نفس کمزور ہوکر رذیل خصلتیں چھوڑجائے۔

"گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں"۔ زندگی خُدا کا اِنعام ہے۔ اس لیے لازم ہے کہ وقت کی قدر کی جائے۔ ورنہ وقتِ آخر سوائے پچھتاوے کے اور کُچھ ہاتھ نہ آئے گا۔

کرہر نفس سے زادِ رہِ آخرت کی فِکر
شاید یہی نفس نفسِ واپسیں نہ ہو

ایک دفعہ اِرشاد فرمایا: میں نہیں چاہتا کہ میرا کوئی ادب کرے۔ پَر یاد رکھّو فیض اس کو ہوگا جو ادب کرے گا۔

ان کی محفل میں خاموش بیٹھے۔ کِسی اور طرف مُتوجّہ نہ ہو۔ بِن بُلائے

گفتگو نہ کرے۔ ایاز کا محمود کے حکم سے پیالہ توڑنے کا قصہ یاد رکھے۔ مُریدوں کے اِمتحان ہوتے رہتے ہیں۔ اگر بندہ قصور وار نہ بھی ہو تو بھی بریت نہ کرے۔ بلکہ ایاز کی طرح معافی کا خواستگار ہو۔ اور عرض کرے کہ بھُول ہوگئی۔ یہ بھی یاد رہے کہ اَلْاَمْرُ فَوْقَ الْاَدَبْ شیخ پاک کا حکم خُدا اور رسولؐ کا حکم گردانے۔ آپ اکثر فرماتے : ؎

بہ مے سجادہ رنگیں کُن گرت پیرِ مغاں گوید

کہ سالک بے خبر نہ بود زِ راہ و رسمِ منزلہا

اگر پیرِ مغاں کہے تو شراب سے مصلےٰ رنگین کرے

کہ سالک منزل کے راہ و رسم سے بے خبر نہیں ہوتا۔

غرضیکہ آدابِ شیخ مکمل طور پر بجا لائے۔ اس کے بغیر ہرگز فیض نہیں ہوسکتا۔

مُریدوں کا دُنیاوی کاروبار میں گہری دِلچسپی لینا آپ کو پسند نہ تھا۔ فرماتے کہ دُنیا میں یوں وقت گزارے جیسے مُسافر ایک سرائے میں۔ شرع شریف کی پابندی کرے اور اسیرِ ہوس نہ بنے۔

فرمایا : چوری لکھ دی وِی اور لکھ دی وِی" کوئی چیز راستہ میں پڑی ہو تو اس کو بھی ہاتھ نہ لگائے۔

ایک دفعہ اِرشاد فرمایا : وہ طالب ہی کیا جو بے حاصلی کی بنا، پر کوشش چھوڑ دے۔

چاہیئے کہ تا دمِ آخر اس سے فارغ نہ ہو۔ محنت کرتا چلا جائے بُرائیاں چھوڑتا چلا جائے۔ خُدا سے غافل نہ رہے۔ اس کی بارگاہ میں گڑگڑاتا رہے۔ صدقِ دل سے گدائے بیچارہ ہوجائے۔ طلب ہاتھ

سے نہ چھوڑے اور خُدا کی رحمت کا اُمید وار رہے ؎

تا نہ گرید ابر کَے خندد چمن
تا نہ گرید طفل کَے جوشد لبن

جب تک بادل نہ روئے چمن کب مسکراتا ہے
جب تک بچّہ نہ روئے دُودھ کب جوش مارتا ہے

کامِ تو موقوف بر زاریٔ دِل است
بے تضرّع کامیابی مُشکل است

تیرا کام دِل کی زاری پر موقوف ہے
بغیر عاجزی کے کامیابی مشکل ہے۔

بارہا آپ سے سُنا گیا :

۱۔ جو دم غافل سوئی دم کافر۔
۲۔ دِل کے اندر غیر کو آنے نہ دے۔ دِل سے باہر یار کو جانے نہ دے۔
۳۔ ہتھ کار وَل۔ دِل یار وَل۔

اِن اِرشادات سے ظاہر ہے کہ آپ دائمی توجّہ کی کِس قدر تاکید فرماتے رہے۔ کِس قدر افسوس کا مقام ہے کہ ہم اس سبق کو بھُولے ہُوئے ہیں۔ اِنسان کو چاہیے کہ تادمِ آخر دِل کی پاسبانی نہ چھوڑے۔ خُدا کو ہر وقت حاظر ناظر سمجھے اور کِسی وقت بھی اس سے غافل نہ ہو۔ ع

حضوری گر ہمے خواہی از او غائب مشو حافظ

حافظؔ اگر حضوری چاہتا ہے تو اس سے غائب نہ ہو۔

باوجودیکہ سرکار غریب نوازؒ اکابرین اولیاء اللہ سے تھے۔ آپ نے درویشی کا کبھی دم نہ مارا۔ عمر بھر سرتا پا عجز ہی رہے۔ ایک دفعہ اِرشاد

فرمایا: "جیہڑا بن بیٹھا ہے اون کی گھٹنا اے"۔
جس نے اپنی بڑائی کو دیکھا، محروم رہا۔ خود بینی بھاری حجاب ہے۔ اِس سے بچے۔

اِرشاد فرمایا: طالب جسم کی حفاظت خُدا پر چھوڑ دے۔ اور اس کی طرف دھیان نہ کرے۔

ایک دفعہ ارشاد فرمایا: مُرید کو چاہیئے کہ اپنے شیخ کو حاضر ناظر سمجھے۔
یہ حقیقت ہے کہ درویش کے واسطے بعدِ مکان اور زمان کوئی چیز نہیں۔ نفس کو اِنسان کا بڑا دشمن فرمایا اور ہدایت فرمائی کہ اس کو کمزور نہ سمجھنا چاہیئے۔ اور اس سے ہمیشہ برسرِ پیکار رہنا چاہیے ؎

مے خراش و مے خراش
تا دمِ آخر ازیں فارغ مباش

کچھ کر تارہ، کچھ کر تارہ، کچھ کر تارہ
آخری دم تک اس سے فارغ نہ ہو۔

اس راستہ میں مجاہدہ نہایت ضروری ہے، پر ان لوگوں کے واسطے جو کہ صاحب باطن ہیں۔ حضور داتا صاحبؒ نے اِرشاد فرمایا ہے کہ درویشی ہے تو خُداوند تعالیٰ کی عنایت مگر کام مجاہدہ کے بغیر نہیں ہوسکتا۔
مبتدی کو چاہیئے کہ بلا حکمِ شیخ مجاہدہ نہ کرے۔ کیونکہ یہ خودی پیدا کرتا ہے۔ نفس کے شر سے خبردار رہے۔ اور اس کے بہکانے سے مُصیبت میں نہ پڑجائے۔

چند بھائیوں نے صائم الدہر ہوجانے کا اِرادہ کیا۔ آپ نے ان کو اس سے منع کیا۔ اور اِرشاد فرمایا کہ: اگر بھُوکے مرنا ہے تو مرتے رہو

یہ تمھاری مرضی۔ بھائی محمد علی ملنگ نے بارہ سال کے واسطے اناج چھوڑ دیا یہ بھی آپ نے پسند نہ فرمایا۔ ایسا ہی اور بھی کئی ایک مثالیں ہیں۔ اِس سے ظاہر ہے کہ مُبتدی کے واسطے مجاہدہ بلا حکم مضر ہے۔ جب تک کہ نفس نگاہ سے پنہاں ہے۔ مجاہدہ نہ کرنا چاہیئے۔ جس عبادت اور ریاضت سے خودی پیدا ہو، اس کا چھوڑنا بہتر۔ حضرت نوشو گنج بخشؒ درویشوں میں سنگِ میل ہُوئے ہیں۔ آپ نے اپنی کتاب میں لِکھا ہے:

"اے مُرید! تیرے لیے کافی ہے کہ نماز روزہ کیا کر اور شیخ کی صحبت میں بیٹھا رہ۔"

حضور "بابو جی" صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ خُدا کو مِلنے کے بے شمار راستے ہیں۔ سہل ترین راستہ یہ ہے کہ شیخ پاک کی صحبت اِختیار کرے۔ اور خواہشات سے گزر جاوے۔

جِتنے بھی لوگ درویشوں کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوتے ہیں، ان میں خال خال ہی طالبِ مولا ہوتے ہیں۔ باقی سب طالبانِ دُنیا ہوتے ہیں۔ مُرید ہونے کے بعد کُچھ دیر تو وِرد و وظائف شوق سے کرتے ہیں۔ دِل میں یہ خیال ہوتا ہے کہ کُچھ نظر آنا شروع ہوجائے۔ یا کُچھ رُوحانی قوت حاصل ہوجائے۔ جب کُچھ فرق محسوس نہیں ہوتا تو پھر سب کُچھ چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ پہلے تو عبادت کا یہ نظریہ ہی درست نہیں۔ عبادت تو خُدا کی خوشنودی کے واسطے ہونی چاہیے۔ نہ کہ خواہشاتِ نفسانی کے واسطے۔ دُوسرے یہ کہ جب تک گناہوں کا زنگ دُور نہ ہوجائے اور نفس کی رذیل خصلتیں کمزور نہ ہوجائیں، باطن کی آنکھ کیسے کُھل سکتی ہے۔ حق تو یہ ہے کہ یہ معاملہ دو چار سال کا نہیں۔ یہ تو اخیر دم تک کی بازی ہے۔

ارشاد فرمایا کہ: درویشی کوئی بچوں کا کھلونا نہیں جو ہاتھ میں دے دیا جائے۔ جب تک کہ لوہا بھٹی میں لال نہ کیا جائے اور پھر ہتھوڑے سے نہ پیٹا جائے، اس کا کچھ نہیں بنتا۔ کام اس قدر مشکل ہے کہ مردانِ خدا نے اسی جد و جہد میں عمریں گزار دیں۔ آخر یہی کہا کہ ما عرفناك حق معرفتك۔ ؎

بحریست بحرِ عشق کہ ہیچش کنارہ نیست
آنجا بجز آنکہ جاں بسپارند چارہ نیست

عشق کا سمندر ایک ایسا سمندر ہے جس کا کوئی کنارہ
نہیں، وہاں سوائے اس کے کہ جان دے دیں کوئی چارہ نہیں

درویشی ہر مشکل سے مشکل کام ہے۔ سب درویش کٹھن عبادات اور ریاضات کرتے چلے آئے ہیں۔ جب تک کہ پوری توجہ نہ دی جائے، کامیابی ناممکن ہے۔ وہی لوگ منزلِ مقصود پر پہنچے ہیں، جن کا زندگی میں دوسرا اور کوئی مقصد نہ تھا۔ جب معمولی سا علم حاصل کرنے کے واسطے بھی بہت محنت کی ضرورت ہے تو پھر علمِ معرفت بلا محنت کیسے حاصل ہو سکتا ہے یہ جانتے ہوئے کہ اس نعمتِ عظمےٰ کا ایک ذرہ بھی تمام دنیاوی نعمتوں سے افضل ہے۔ طالب کو چاہئیے کہ دل و جان سے کوشش کرے۔ ورد و وظائف محبت و اشتیاق سے ادا کرے۔ ورنہ وقتِ آخر پچھتائے گا۔ اور حسرت کا داغ لے جائے گا ؎

چوں تو مقدورے نہ داری فتحیاب
گریہ کن تا حشر بر حالِ خراب

جب تو فتح پانے والا مقدر نہیں رکھتا تو
حشر تک اپنے خراب حال پر گریہ وزاری کر۔

رسمیہ یا بے جان عبادت سے کچھ فائدہ نہیں۔ ایسی عبادت سے شرم آنی چاہیئے۔ کیونکہ یہ تو خدائے عزّوجل سے مذاق ہے۔ جیسا کہ ارشادِ مُبارک ہے، "کمرِ ہمت باندھ کر محنت کرے"۔ محنت کبھی رائیگاں نہیں جاتی۔ عرفانِ حق نصیب ہو نہ ہو۔ نیک اعمال کا بدلہ ضرور ملے گا۔

جو آدمی کہ خواہشات کو چمٹا ہُوا ہے، ہرگز منزلِ مقصود کو نہیں پہنچ سکتا۔ مجدّد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ کی معرفت اس آدمی پر قطعاً حرام ہے کہ جس کے دِل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی دُنیا کی محبّت ہے ؎

ہم خُدا خواہی و ہم دُنیائے دُوں
ایں خیال است و مُحال است و جُنوں

تو خُدا کو بھی چاہتا ہے اور کمینی دُنیا کو بھی
یہ خیال ہے۔ ناممکن ہے اور جنون ہے۔

دیکھنے میں آیا ہے کہ ہمارے اکثر برادرانِ طریقت پست ہمتی سے، اور تو درکنار فرمودہ وِرد و وظائف بھی چھوڑ چکے ہیں۔ اور پھر یہ اُمید لگائے بیٹھے ہیں کہ جب سرکار غریب نوازؒ مہربان ہوں گے تو بیڑا پار ہوجائے گا۔ اس سے بھلا کِس کو انکار ہوسکتا ہے۔ لیکن اس قدر نافرمانی پر یہ امید رکھنا کِس قدر نادانی اور جہالت ہے۔ بے شک شیخ پاک پر بڑا زبردست ایمان ہونا چاہیئے۔ لیکن محض اسی بات پر تکیہ لگا کر سب کوشش چھوڑ جانا سراسر غلطی ہے۔ طالب کو چاہیئے کہ حصول و وُصول سے قطعِ نظر کر کے اخیر دم تک تعمیلِ حکم کرتا چلا جائے۔ درویشی اگرچہ عطائے الٰہی ہے۔ تاہم کوشش

چھوڑی نہیں جاسکتی۔ ؎

دادیم ترا بہ گنج مقصود نشاں
گر ما نرسیدیم تو شاید برسی

مقصد کے خزانے کی ہم نے تمھیں خبر کر دی ہے
اگر ہم نہیں پہنچے تو شاید تم پہنچ جاؤ۔

خداوند کریم کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے اپنے لطف و کرم سے ہمیں رہبر کامل عطا فرمایا۔ اس عنایت کا شکریہ ادا کرنا مشکل ہے۔ اِس خوش قِسمتی پر جتنا بھی ناز کیا جائے کم ہے۔ حضور "بابوجی" صاحبؒ نے اِرشاد فرمایا کہ سرکار غریب نوازؒ نے اپنے ہر مُرید کی رُوح میں اپنے رُوحانی تصرّف سے ایک نہایت روشن لکیر بخش رکھی ہے۔ اپنے جُملہ مُریدوں کی اَرواح کے قد بھی خاصے دراز کر رکھے ہیں۔ اور میں نے بارہا سرکار غریب نوازؒ کو اپنی باطنی قوت سے مُریدوں کی اَرواح کو وُسعت بخشتے دیکھا۔ یہ بھی فرمایا کہ جس طرح اِس عالم میں غریب آدمی امیروں کو سلام کرتے ہیں۔ اسی طرح عالم ارواح میں دُوسری سرکار غریب نوازؒ کے مُریدوں کی روحیں کو سلام کرتی ہیں۔

آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ کیا یہ کوئی کم نعمت ہے کہ ہمیں قطبُ الاقطاب سرکار غریب نوازؒ کی زیارت نصیب ہوئی۔

بارگاہِ ربُّ العزّت میں عاجزانہ دُعا ہے کہ حضورؒ کا دامن ہاتھ سے نہ چُھوٹے اور حضورؒ کا سایۂ رحمت ہمارے سروں پر تا ابد قائم رہے۔

آمین ثم آمین بحُرمت سید المرسلینؐ

؎ عوام کی روحیں مجھ سے بھی چھوٹی ہوتی ہیں۔

کرامات

اولیاء راہست قدرت از الٰہ
تیر جُستہ باز گردانند زِ راہ

اولیاء کو اللہ سے طاقت حاصل ہے
نکلے ہُوئے تیر کو راستے سے لوٹا دیتے ہیں

عام آدمی کرامات کو بزرگی کا معیار سمجھتے ہیں۔ جس سے بہت کرامات ظہور میں آئیں۔ اُن کے نزدیک وہی بڑا فقیر ہے۔ کرامات تو ہر خیال کے فقیروں سے ظاہر ہوتی رہیں۔ تو پھر اس بناء پر درویشی کی پرکھ کیا معنی۔ درحقیقت کرامات، ولایت کا ثبوت نہیں ہیں۔ "خود اولیائے کرام کرامات کے اِظہار سے کنارہ کشی کرتے چلے آئے۔ نہ ان پر کبھی ناز کیا اور نہ ہی اُن کو کبھی اپنا کمال سمجھا۔"

بظاہر آپ سے بہت زیادہ کرامات ظہور میں نہ آئیں۔ آپ کا باطن سراپا کرامت تھا۔ آپ کامل درویش تھے۔ اور سر تا پا عشقِ اِلٰہی میں سرشار۔ مگر اِس کے باوجود' دِن رات لوگوں سے میل جول رہتا۔ اور تخلیہ کا کوئی وقت نہ ہوتا۔ یہ طرزِ زِندگی پہلے شاید ہی کسی فقیر کا رہا ہو۔

بوجہ اِنکساریٔ مزاج و خیالِ اخفا، آپ نے شاید ہی کبھی ایسا فرمایا ہو کہ جا' تیرا کام ہوگیا۔ مُشکل کُشائی فرماتے، لیکن اس انداز سے کہ سائل کو یہ گمان نہ ہوتا کہ یہ عنایت آپ کی طرف سے ہے۔

اس لیے آپ کی کرامات زیادہ تر پوشیدہ رہیں۔ اس عاجز کے خیال میں یہ سرکار غریب نوازؒ کی سب سے بڑی کرامت ہے کہ آپ نے مُردہ دِلوں کو زندہ کیا۔ اگرچہ کبھی پند و نصائح کا طریق اختیار نہ کرتے۔ مگر آپ کی صحبت کیمیا اثر سے مُریدوں کی کایا پلٹ گئی۔ دُنیاوی کاروبار میں گہری دلچسپی نہ رہی۔ حرص و ہوا کم ہوگئی۔ اور ساتھ ہی ساتھ طبائع کشادہ، خُدا ترس اور عُزلت پسند ہوگئیں۔ نفس کی رذیل خصلتیں جاتی رہیں۔ دُنیاوی معاملات میں صفائی پسند ہو گئے۔ آپس میں محبت بڑھتی گئی اور لوگوں سے تعلقات کمزور ہوتے چلے گئے۔ اس پر طُرفہ یہ کہ نہ کوئی چِلّہ کشی، نہ کوئی ریاضتِ شاقہ کرنی پڑی۔ محض آپ کی بخشش وصحبتِ روح پرور سے ہی دنیا بدلتی چلی گئی۔ اکبر الٰہ آبادی نے کیا خوب کہا ہے۔

نہ کتابوں سے نہ مکتب کے ہو در سے پیدا
دِین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

جب پہلی مرتبہ سالانہ ختم شریف خواجہ خواجگان خواجہ غریب نواز حسن سنجریؒ دھوگڑی میں مُنعقد فرمایا، تو آپ نے ایک دیگ نمکین چاول کی پکانے کا حکم دیا۔ عین ختم شریف کے وقت گرد و نواح سے بے شمار لوگ آ گئے۔ ختم شریف ہونے کے بعد بھائی فضل الدّینؒ کو حکم دیا کہ کُچھ مہمان گھر لے جاؤ اور کھانا کِھلاؤ۔ گھر مہمانوں سے بھر گیا۔ دو سو کے قریب آدمی اندر گئے۔ ابھی اس سے بھی زائد ڈیرہ شریف پر تھے۔ وہ نہایت دہشت زدہ ڈیوڑھی میں مہمانوں کے درمیان کھڑے تھے۔ مارے فِکر کے ٹانگیں کانپ رہی تھیں۔ اور اسی فِکر میں حیران تھے کہ اتنے مہمانوں کو کیا کِھلائیں گے۔ بیس سیر نمکین چاول تو گاؤں کے چالیس پچاس آدمی کھا جاتے ہیں۔ اتنے میں سرکار غریب نوازؒ تشریف لے آئے اور بھائی

صاحبؒ کی گھبراہٹ دیکھ کر اِرشاد فرمایاکہ حوصلہ کر۔ دیگ کے پاس جاکر، دسترخوان اُس کے مُنھ پر ڈلوادیا۔ اور حکم دیا کہ دسترخوان نہیں اُٹھانا۔ حسبِ ضرورت کھانا نکالتے جاؤ۔ جب یہ مہمان کھانا کھاچکے تو پھر اور مہمانوں کو طلب کیا گیا۔ حتیٰ کہ جب سب آدمی کھانا کھاچکے تو آپ دیگ کے پاس تشریف لائے۔ حکم دیا کہ دسترخوان اُٹھالو۔ اور بقایا چاول نکال لو۔ جب چاول نکالے گئے تو ایک پرات پُر ہوگئی، بھائی فضل الدینؒ کو اِرشاد فرمایا کہ تُو یُونہی گھبرا رہا تھا۔ لو اب یہ چاول محلّہ میں تقسیم کردو۔

سرکار غریب نوازؒ کی یہ کرامت بارہا دیکھنے میں آئی کہ جب کبھی بے وقت کثرت سے مہمان آجاتے تو آپ کھانے کے اُوپر کپڑا ڈلوا دیتے۔ اور حکم دیتے کہ کپڑا اُٹھائے بغیر کھانا حسبِ ضرورت نِکالتے جاؤ۔ جب کبھی آپ نے ایسا حکم دیا، کھانا ہمیشہ پورا ہونے کے بعد بچ جاتا۔

زراعتی کالج لائل پور میں ڈپٹی ڈائریکٹر زراعت کی اسامی خالی ہُوئی سردار لابھ سِنگھ عارضی طور پر اس اسامی پر کام کررہے تھے۔ انھوں نے اسے حاصل کرنے کے واسطے درخواست دی۔ ایک اور شخص نے بھی درخواست دی، وہ اِنگلستان سے اعلیٰ تعلیم حاصل کرکے آیا تھا۔ ڈائریکٹر محکمہ زراعت کا منظورِ نظر و دوست تھا۔ اور اس کی گاہے بگاہے خدمت بھی کرتا رہتا تھا۔ سردار لابھ سِنگھ کو فِکر لاحق ہُوا کہ ایسے شخص کے مُقابلہ میں کامیابی کی اُمید عبث ہے۔ ان حالات کے پیشِ نظر سردار

لابھ سنگھ نے بھائی فضل الدینؒ کے ہاتھ سرکار غریب نوازؒ کی خدمت میں عرض پیش کی۔ سرکار غریب نوازؒ نے جواب میں اِرشاد فرمایا کہ سردار صاحب کو کہہ دینا کہ کچھ فکر نہ کریں۔ بالآخر سردار لابھ سنگھ ڈپٹی ڈائریکٹر ہو گئے۔

بھائی غلام حُسین ملازم محکمہ زراعت نے عرض کی کہ ہمارے محکمہ میں ایک مُحرّر بورر کی اسامی خالی ہے۔ جس کے لیے میں نے و دیگر دو اشخاص نے درخواستیں دے رکھی ہیں۔ ایک شخص کی سفارش ڈپٹی کمشنر نے کی ہے۔ دُوسرے پر انجنیئر صاحب، جو یہ اسامی پُر کریں گے بہت مہربان ہیں، اور اُسے رکھنا چاہتے ہیں۔ بلحاظ طوالتِ ملازمت میرا حق سب پر فائق ہے۔ لیکن میری کوئی سفارش نہیں۔ سرکار غریب نوازؒ نے اِرشاد فرمایا: تیرے ساتھ خُدا ہے۔ یہ سُن کر اُن کے دوستوں نے مُبارک باد کہی۔ اسامی ان کو مل گئی۔

ایک دفعہ بھائی فضل الدینؒ آگرہ سے جولائی کے مہینے میں سلام کے واسطے حاضرِ خدمت ہُوئے۔ سرکار غریب نوازؒ نے شجرہ شریف چھپوانے کے واسطے اِرشاد فرمایا۔ حضور "بابوجی" صاحبؒ پاس تشریف فرما تھے۔ از راہِ کرم آپ نے خود بخود سرکار غریب نوازؒ کی خدمت میں عرض کی کہ سرکار اگر یہ لائل پور آجائے تو وہاں یہ کام اچھا ہو سکتا ہے۔ سرکار غریب نوازؒ خاموش رہے۔ تقریباً دو منٹ کے بعد حضور "بابوجی" صاحبؒ نے اِرشاد فرمایا کہ فضل الدینؒ جب تم دسمبر میں وہاں

آؤ گے تو وہاں آگر شجرہ شریف چھپوالینا۔ یہ سُن کر بھائی صاحبؒ کو ازحد خُوشی ہُوئی۔ آپ چند روز کے بعد آگرہ چلے گئے۔ جاتے ہی تبدیلی کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ اور دو دسمبر کو لائل پور پہنچے۔ پھر لائل پور آکر ہی شجرہ شریف چھپوایا۔

بھائی نبی بخش ہیڈ مکینک ورکشاپ زراعتی کالج لائل پُور کو حکام نے پانچ سال قبل از وقت ریٹائرمنٹ کا حکم دے دیا۔ وہ بہت گھبرائے ان کے لڑکے ابھی تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ سرکار غریب نوازؒ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی کہ نوکری بحال ہوجائے۔ آپ نے حکم دیا کہ اپیل کرو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اپیل منظور ہوگئی۔ اور وہ پانچ سال اور ملازمت کرکے ریٹائر ہوئے۔

ایک دفعہ کا ذِکر ہے کہ سرکار غریب نوازؒ موضع بھاگڑاں کو گئے ہُوئے تھے۔ اور شام کو منصور پُور شریف واپس آنا تھا۔ وہاں بہت سے مہمان اِنتظار میں بیٹھے تھے۔ جب آپ تشریف لائے تو سب نے آگے بڑھ کر سلام کیا۔ ایک مہمان جو امرتسر سے آیا ہُوا تھا چیخیں مار کر رونے لگا۔ اور پاؤں مُبارک مضبوط پکڑ لیے۔ سرکار غریب نوازؒ اس سے فرماتے کہ پاؤں چھوڑ دے۔ بتا تو سہی۔ آخر بات کیا ہے۔ لیکن اُس نے چیخ و پکار جاری رکھی۔ اور پاؤں مُبارک کے ساتھ لپٹا رہا۔ لوگوں نے بصد مشکل کھینچ کر جُدا کیا۔ سرکار غریب نوازؒ اسے ساتھ لے کر دربار شریف میں آگئے اُس نے عرض کی کہ وہ ایک عورت کے عشق میں مُبتلا ہے۔ جو ذرا بھی

اِلتفات نہیں کرتی۔ سرکار غریب نوازؒ نے حکم دیا کہ سب بھائی اِس کے واسطے دُعا فرمائیں۔ اور سرکار غریب نوازؒ نے بھی ہاتھ اُٹھائے اور دُعا فرمائی اس کے بعد آپ نے اس کو کرایہ کے واسطے دو رُوپے عنایت فرمائے اور حکم دیا کہ اسی وقت چلا جا۔ گاڑی تو نکل چکی تھی۔ تاہم وہ دربار شریف سے چلا گیا۔ امرتسر پہنچتے ہی وہ محبوبہ سے بالکل بے نیاز ہوگیا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سرکار غریب نوازؒ موضع چتووال میں رونق افروز تھے۔ سرکار غریب نوازؒ، چودھری دولت علی کو آتے دیکھ کر فرمانے لگے۔ خیر نہیں چودھری دولت علی آرہے ہیں۔ وہ آتے ہی آپ کے قدموں پر گر گئے اور رونے لگے۔ سرکار غریب نوازؒ نے دریافت فرمایا، کیسے بات کیا ہے؟۔ چودھری صاحب نے عرض کی کہ جناب میرے لڑکے شیر محمد وکیل پر غبن کا مقدمہ بن گیا ہے۔ اِرشاد فرمایا: اللہ فضل کرے۔ فکر نہ کریں چنانچہ بھائی شیر محمدؒ مقدمہ سے صاف بری ہوگیا۔

بھائی فضل الٰہی چیمہ ذیلدار سوہدرہ ضلع گوجرانوالہ کے لڑکوں نے دُو آدمیوں کو قتل کردیا۔ بھائی صاحب نے سرکار غریب نوازؒ کی خدمت میں اپنے لڑکوں کی رہائی کے واسطے عرض کی۔ آپ نے از رُوئے جلال یہ فرمایا کہ: جب تم لوگ ایسا کام کیا کرتے ہو تو انجام کا پتہ نہیں ہوتا۔ بھائی صاحب نے عرض کی کہ سرکار غلطی ہوگئی، معافی ہوجائے۔ اِرشاد فرمایا اچھا جاؤ۔ فیصلہ کے بعد ۲۵ رُوپیہ کا توشہ تیار کرواکر شاہ عبدالحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ کا ختم شریف دلوادینا۔ دونوں لڑکے بری ہوگئے۔

بھائی تاج دین کولپوری پر بڑا سنگین مقدمہ ہوگیا۔ اور اس میں قید ہوگیا۔ پھر ضمانت پر رہائی پاکر حاضر ہُوا۔ اور گریہ زاری کی۔ آپ کے پاؤں مبارک پر گرگیا۔ اور رہائی کے واسطے عرض کی۔ حکم ہُوا: جا' پھر ایسا کام نہ کرنا۔ اپیل منظور ہُوئی اور وہ بری ہُوا۔

چودھری عبدالکریم و چودھری خوشحال محمد الیکشن کے واسطے کھڑے ہُوئے چودھری خوشحال محمدؐ سرکار غریب نوازؒ کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ اور دُعا چاہی آپ نے دُعا فرمائی۔ لوگوں نے یہ کہا کہ چودھریِ عبدالکریم یقینی کامیاب ہوجائیگا فلاں فلاں نمبردار اُس کے ساتھ ہیں۔ اور فلاں ذیلدار کی حمایت بھی اسے حاصل ہے۔ سرکار غریب نوازؒ نے اِرشاد فرمایا: ساری خُدائی یک طرف، فضلِ الٰہی یک طرف۔ چنانچہ چودھری خوشحال محمد کامیاب ہوگیا۔

دربار تھلہ شریف میں ایک کُتّا تھا۔ جسے باؤلے کُتّے نے کاٹ لیا اور وہ پاگل ہوگیا۔ مُنہ سے جھاگ جانے لگی۔ لوگوں نے کہا کہ اس کو مار دیا جائے۔ سرکار غریب نوازؒ نے یہ منظور نہ فرمایا اور اس کُتّے کو حکم دیا کہ یہاں سے چلے جاؤ۔ کُتّا چلاگیا۔ اور پھر کبھی دیکھنے میں نہ آیا۔

دربار منصور پور شریف میں دو گائے دُودھ دیتی تھیں۔ ایک گائے مرگئی اور دُوسری کا بچھڑا فوت ہوگیا۔ جس گائے کا بچھڑا فوت ہوگیا تھا۔ اس نے بھی دُودھ دینا بند کردیا۔ سرکار غریب نوازؒ نے دُوسری گائے کا بچھڑا لے کر اُس کو فرمایا کہ تو اسی کو اپنا بچّہ سمجھ لے۔

دُودھ دے دیا کر ۔ چنانچہ وہ گائے اس بچھڑے کو دُودھ پلاتی ۔ اور باقاعدہ دُودھ دینے لگ گئی۔

ایک شخص نے آکر عرض کی کہ سرکار میرے لڑکے کی شادی کر دیجیے۔ مایوس ہوکر آپ کی خدمت میں حاضر ہُوا ہُوں۔ آپ نے اِرشاد فرمایاکہ بابا میں کہاں کردوں ۔ میری لڑکی ہوتی تو میں کردیتا۔ لیکن وہ واپس نہ گیا اور ڈیرہ شریف کے ساتھ ہی رہا۔ جب ایک ماہ گزر گیا تو گھر سے پیام آیا کہ لڑکے کی منگنی ہوگئی ہے واپس آجاؤ۔ اس نے واپس جانے کے واسطے اِجازت چاہی تو سرکار غریب نوازؒ نے مُسکراکر فرمایا کہ بابا اگر تم نے بھی شادی کرانی ہے تو بتاؤ۔

بٹالہ کے ایک ساہوکار لالہ نتھو رام کے ہاں کوئی اولاد نہیں تھی۔ عُمر بھی پینسٹھ ۶۵ سال ہو چکی تھی۔ سرکار غریب نوازؒ کی خدمت میں حاضر ہوکر اَولاد کے واسطے عرض کی۔ اللہ پاک نے اس کو دو لڑکے عطا فرمائے۔ دربار تھلہ شریف میں جو کنواں ہے وہ ساڑھے بارہ سو رُوپیہ کے خرچ سے اُس نے لگوایا اور تازیست سالانہ ختم شریف پر دس بارہ بوری آٹا بھیجتا رہا۔
اس قسم کی اور بھی بہت سی کرامات ظہور میں آئیں۔

بھائی فضل الدینؒ کے لڑکے رفیق احمد کو سُوکڑے کا مرض ہوگیا۔ دِن رات روتا اور دست آتے رہتے۔ سرکار غریب نوازؒ اُن کے گھر کھانا کھانے تشریف لائے ۔ وہ بدستور رو رہا تھا۔ آپ نے دریافت

فرمایا کہ یہ کیوں روتا ہے۔ اُس کی والدہ نے عرض کی کہ اس کو سُوکڑے کا مرض ہوگیا ہے۔ اور دِن رات روتا رہتا ہے۔ سرکار غریب نوازؒ نے بابا عُمر بخش کو حکم دیا کہ اکیس تعویذ دے دو۔ اُنھوں نے عرض کی کہ صرف آٹھ ہیں۔ اِرشاد فرمایا کہ اتنے ہی دے دو۔ پہلے ہی روز اس کا رونا بند ہوگیا۔ اور دست رُک گئے اور مرض جاتا رہا۔

ایک دفعہ کا ذِکر ہے کہ حضور "بابوجی" صاحبؒ کی اُنگلی پر "موہری" ہوگئی ہر وقت بخار رہتا۔ درد اس شِدّت سے ہوتا کہ دِن رات جاگتے رہتے۔ عِلاج کے باوجود تکلیف بڑھتی چلی گئی۔ ایک روز جب تکلیف حد سے گزر گئی تو حضور "بابوجی" صاحبؒ نے بھائی فضل الدینؒ کو فرمایا کہ میرا بازو ریت میں دبادو۔ چنانچہ وہ بازو کو ریت میں دبا ہی رہے تھے کہ اتنے میں سرکار غریب نوازؒ مع چند آدمیوں کے وہاں سے گزرے۔ حضور "بابوجی" صاحبؒ کو دیکھ کر مُسکرائے اور اِرشاد فرمایا کہ کیا ماجرا ہے؟ بھائی فضل الدینؒ نے عرض کی کہ بازو میں شدّت سے درد ہے۔ ٹھنڈی ریت میں دفن کرنے کو فرمایا ہے۔ اِرشاد فرمایا کہ مُجھے یاد نہیں رہا۔ ایک نہایت نفیس دوائی رکھی ہُوئی ہے وہ لگاتے ہیں۔ چنانچہ حجرۂ مُبارک سے ایک ڈبیہ نکال کر کاغذی تیار کی۔ اور بِسمِ اللہ کہہ کر اُنگلی پر لگادی۔ اور آپ جہاں جارہے تھے، تشریف لے گئے۔ سرکار غریب نوازؒ کے جانے کے بعد حضور "بابوجی" صاحبؒ نے ارشاد فرمایا کہ کاغذی لگاتے ہی مرض فوت ہوگیا۔ درد فی الفور جاتا رہا۔ بخار اُتر گیا اور زخم چند دِنوں میں ٹھیک ہوگیا۔

ایک دفعہ ایک شخص نے سرکار غریب نوازؒ کی خدمت میں بواسیر کی دوائی پیش کی اور ساتھ ہی اُس کی بہت تعریف کی۔ حافظ ہاشم علی ملنگ بھی پاس بیٹھے تھے۔ انھیں بھی اس مرض سے بہت تکلیف تھی۔ فرماتے تھے کہ مجھے بار بار یہ خیال آتا رہا کہ میں عرض کروں کہ یہ دوائی مجھے عنایت فرمادیں پھر یہ خیال کرکے باز رہا کہ آپ کو میرا سب احوال معلوم ہے۔ دِل میں کافی کشمکش رہی۔ آخر خاموش رہا۔ فرماتے تھے کہ اسی روز مرض سے ہمیشہ کے واسطے نجات ہوگئی۔

دھریاں سرائیں کے مولوی تاج الدین کے داڑھ میں سخت درد ہُوا دِن رات بڑی بے چینی سے گزرا۔ دُوسری رات پھر وہی کیفیّت رہی۔ آخر اِنتہائے اِضطراب میں سرکار غریب نوازؒ کو پُکارنا شروع کیا۔ نیند آگئی، خواب میں سرکار غریب نوازؒ کی زیارت سے مشرّف ہُوا۔ دیکھتے ہی قدموں سے لپٹ گیا۔ آپ نے پُوچھا کیا ماجرا ہے۔ عرض کی داڑھ میں سخت درد ہے۔ آپ نے داڑھ پر پھُونک ماری اور درد غائب ہوگیا۔ اِرشاد ہُوا میرے پاؤں چھوڑدے، میں جارہا ہوں۔ جب اُس نے پاؤں مُبارک چھوڑے تو کھڑاؤں کی آواز سُنائی دی۔ خیال ہُوا کہ واقعی سرکار غریب نوازؒ تشریف لائے ہیں۔ وہ ڈیوڑھی کی طرف بھاگا۔ لیکن آپ کو نہ پایا۔ ناچار آنسو بہاتا ہُوا لوٹ آیا۔ داڑھ کو آرام آچکا تھا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مہر مولا بخش کی بہو بیمار ہوگئی۔ رات دِن غش پہ غش آتے۔ بہت علاج کیا مگر کُچھ فائدہ نہ ہُوا۔ آخر مایوس ہوکر وہ

سرکار غریب نوازؒ کی خدمت میں حاضر ہُوئے اور سب ماجرا کہہ سُنایا۔ اِرشاد فرمایا کہ بابا عُمر بخش سے تعویذ لے لو۔ مہر صاحب بہت مُتفکّر تھے۔ تعویذ لے کر واپسی کی اجازت طلب کی۔ سرکار غریب نوازؒ نے چار روز اور ٹھہرایا اور پھر اجازت عطا فرمائی۔ جب وہ گھر گئے تو معلوم ہُوا کہ جس روز وہ سرکار غریب نوازؒ کی خدمت میں گئے تھے اُسی روز بہو تندرست ہوگئی۔ اور بھی کئی ایک ایسے واقعات سُننے میں آتے ہیں۔

۱۹۰۰ء میں منصور پور شریف میں پلیگ کی وبا پھوٹ پڑی۔ اموات کثرت سے ہونے لگیں اور لوگ خوفزدہ ہوگئے۔ اکٹھے ہوکر سرکار غریب نوازؒ کی خدمت میں حاضر ہُوئے۔ اور عرض کی کہ سرکار ہمارے گاؤں میں قدم رنجہ فرمائیں۔ تاکہ ہمیں اس بلائے ناگہانی سے نجات ملے۔ آپ اُن کے ساتھ وہاں تشریف لے گئے۔ گاؤں کے گرد گھُومے اور دُعا فرمائی۔ جس قدر بیمار تھے، سب تندرست ہوگئے اور آئندہ کوئی بیمار نہ ہُوا۔ اس شکرانہ میں گاؤں والوں نے کُچھ زمین آپ کے نام کرادی، جہاں خانقاہ قائم ہُوئی۔

منصور پور شریف کے بھائی اسمٰعیل کے ہاں ساڑھے تین من گُڑ تھا آپ نے اِرشاد فرمایا کہ اڑھائی من گُڑ ہمیں دے دو۔ اس نے فوراً دیدیا آپ نے گُڑ کے پانچ ٹُکڑے واپس "کوٹھی" میں لوٹا دیے۔ اور حُکم دیا کہ "کوٹھی" کی کھِڑکی نہ کھولنا۔ جس قدر ضرورت ہو، نچلے رستہ سے لیتے رہنا۔ اگر فروخت کرنا ہو تو تولنا نہیں، اندازہ سے دے دیا کرنا۔ چنانچہ وہ بیچتے بھی رہے اور کھاتے بھی رہے۔ گرمیوں کے موسم میں اس کی بیوی نے کھِڑکی

کھول کر گندم ڈالنے کے واسطے کوٹھی صاف کی تو ایک من کا ایک من گڑ برآمد ہُوا۔ شوہر اگر ناراض ہُوا کہ بدنصیب یہ کیا کیا۔ ہم نے تو کوٹھی کی کھڑکی کبھی بھی نہ کھولنی تھی۔

موضع پنڈوری کے ایک شخص کو آپ نے انگریزی طرز کے بال رکھنے سے منع کیا۔ مگر اُس نے آپ کے حکم کی پرواہ نہ کی۔ دوبارہ پھر ملاقات ہُوئی تو آپ نے اُس کے انگریزی بالوں اور مُنہ پر ہاتھ پھیر کر فرمایا کہ اب میں تُجھے بالوں کی بابت نہ کہوں گا۔ دِل چاہے کٹوا یا نہ کٹوا۔ اس دِن سے اس کے بال گِرنے شروع ہوگئے۔ تمام سر کے بال اُڑ گئے اور مُونچھ ڈاڑھی کا بھی صفایا ہوگیا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک سکھ نے عرض کیا کہ میرا جوان لڑکا کئی سال گزرے گھر سے چلا گیا ہے۔ اس کا پتہ نہیں چلتا کہ کہاں ہے۔ از راہِ کرم دُعا فرمائیں کہ واپس گھر آجائے۔ سرکارِ غریب نوازؒ نے حاضرین کو فرمایا کہ سب بھائی دعا فرمائیں کہ خداوند کریم اس کی مُراد پُوری کرے۔ دُوسرے روز وہ سکھ مع اپنے لڑکے کے مٹھائی لے کر حاضر ہُوا۔ لڑکے نے سرکار غریب نوازؒ کو دیکھ کر کہا کہ باپو آپ ہی مجھے ہاتھ پکڑ کر وہاں سے لائے ہیں۔ سرکار غریب نوازؒ نے انھیں جلدی رُخصت کردیا کہ اب گھر جاؤ۔ سلام ہوگیا۔

موضع جگت پُور ضلع گورداس پور، دریائے بیاس کے کنارے واقع ہے۔ ایک دفعہ کا ذِکر ہے کہ اس موضع کو دریا کی طُغیانی کا بہت خطرہ

لاحق ہُوا۔ دریا بہت سی زمین بہاکر لے گیا۔ اور آبادی بھی اس کی ند میں آگئی۔ پندرہ بیس باشندگان دِیہہ اکٹھے ہوکر سرکار غریب نوازؒ کی خدمت میں حاضر ہُوئے۔ اور عرض کی کہ دُعا فرمائیں کہ خُداوند پاک ہمیں اس بلا سے نجات بخشے۔ سرکار غریب نوازؒ نے بہت اِنکساری فرمائی۔ مگر ان لوگوں نے پیچھا نہ چھوڑا۔ بالآخر آپ نے اِرشاد فرمایا اچھا بابا جاؤ۔ اپنا کام کرو۔ اللہ فضل کرے۔ اگلے دِن صبح ہُوئی تو لوگوں نے دیکھا کہ دریا قریب ایک میل کے پیچھے ہٹ گیا۔ اور اس کا رُخ بدل گیا۔ اہالیانِ دیہہ بہت خُوش ہُوئے۔ اور اُنھوں نے بارہ ایکڑ اراضی سرکار غریب نوازؒ کے نام لگادی۔ جہاں بعد میں خانقاہ تعمیر ہُوئی۔

عرضِ حال

از حافظ برکتُ اللہ

دُکھ کی ندیا سر پہ چڑھ بولے   بجلی چمکے برسن اولے
رَین اندھیری منوا ڈولے   کِس بِدھ اُتروں پار
نوریا آن پڑی منجدھار

ناؤ پُرانی دُور کنارا   رُوٹھ گیا ہے کھیون ہارا
اب تو تیرو ہی ہے سہارا   ایشور کردے پار
نوریا آن پڑی منجدھار

چھوڑ گئیں سب سکھیاں سیاں   تھلیاں والے شام گوسیاں
تُم بِن کون اب پکڑے بیاں   بَیری ہے سنسار
نوریا آن پڑی منجدھار

کرپا کرو من موہن مراری   ڈُوب نہ جائے داس تمہاری
تُم بِن پاپن کے بنواری   کون ہے تارن ہار
نوریا آن پڑی منجدھار

چشت نگر کے ہو مہاراجا   تُمرے ہاتھ ہے ہمری لاجا
تھلیاں والے غریب نواجا   تیرو بڑا دربار
نوریا آن پڑی منجدھار

کرپا کرو تھلے والے آؤں   رو رو کے اپنا حال سناؤں
بپتا سناؤں در پر چڑھاؤں   حافظ ہنجواں ہار
نوریا آن پڑی منجدھار

مختصر حالاتِ زندگی

حضرت خواجہ حافظ کرم بخش صاحب چشتی صابری

رحمۃ اللہ علیہ

آپ ہوشیارپور شریف کے رہنے والے تھے۔ اور وہاں بیوپار کرتے تھے۔ اِس کے علاوہ رنگریزی کی بھی دوکان تھی۔ خرقۂ خلافت حضرت امیر شاہ صاحبؒ ساکن ٹانڈہ شریف سے پایا۔ کئی سال متواتر روزانہ شام کو ٹانڈہ شریف جاتے اور صبح کو واپس آتے رہے اور آتے جاتے ایک قرآن شریف ختم فرماتے۔ بارہ سال کے بعد حضرت امیر شاہ صاحبؒ نے حکم دیا کہ اب نہ آیا کریں۔ پھر آپ ہر روز شام کو "جھڑی بابا فریدؒ"[1] جاتے اور عبادت میں مشغول رہتے۔ اور علی الصبح واپس آجاتے۔ آپ نے اِس طرزِ زندگی کو اس قدر پوشیدہ رکھا کہ کِسی کو مطلق گمان نہ ہوسکا کہ آپ فقیر ہیں۔ اکثر کیمیا گر آپ کی دوکان پر آتے اور آپ اُن کے ساتھ جڑی بُوٹیوں یا ایسی چیزوں کو جو کیمیاگر اِستعمال کرتے ہیں، پھونکنے جلانے کے شغل میں شریک رہتے۔ لوگوں میں آپ کیمیاگر ہی مشہور تھے۔

---

[1] ہوشیارپور شریف کے شمال کی جانب ایک جنگل ہے۔ جہاں بابا فریدالدین گنج شکر مسعودؒ نے چلّہ کیا تھا۔

سرکار غریب نوازؒ فرماتے تھے کہ شہر کے سوداگر اکٹھے ہوکر خرید و فروخت کے واسطے کانگڑہ پالم پور جاتے۔ آپ چند روز بعد روانہ ہوتے اور ساتھ ہی پہنچ جاتے۔

آپ کے پاس اکثر درویش بھی عُقدہ کشائی کے واسطے آتے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک مست درویش آپ کے پاس آئے اور کھانا بھی وہیں تناول فرمایا۔ تھوڑا سا روٹی کا ٹکڑا بچالیا اور "لونگو۔لونگو" پکارنے لگے۔ پاس سے ایک شخص نے کہا کہ "لونگو" نام کُتیا تو دیر ہُوئی فوت ہوگئی ہے۔ مست صاحب نے فرمایا: نہیں وہ زندہ ہے۔ اِتنے میں "لونگو" بھی آموجود ہُوئی۔ ٹکڑا لیا۔ اور چلی گئی۔ پھر کِسی نے اس کو نہ دیکھا۔

آپ نے صرف چند اشخاص کو حلقۂ اِرادت میں داخل فرمایا ان میں سے ایک شیخ برکت علی ہوشیار پوریؒ بھی تھے۔ شیخ صاحبؒ محکمہ ڈاک میں تار بابو تھے۔ حضرت خواجہ حافظ صاحبؒ کے وصال کے بعد نوکری چھوڑ کر ہوشیار پور شریف آگئے۔ مغلوبُ الاحوال تھے۔ عُمر بھر ایسے ہی بسر ہُوئی۔ آپ سے سینکڑوں کرامات ظہور میں آئیں۔ اِنقلاب کے بعد شیخوپورہ آکر وصال فرمایا۔

آپ کے چھوٹے صاحبزادے حضرت میاں دولت علی صاحبؒ کی بعارضہ چیچک دونوں آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔ ان کی والدہ محترمہ بہت غمزدہ ہُوئیں۔ اور ایک روز رو کر آپ کی خدمت میں عرض کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا: فِکر مت کرو۔ قرآن کریم حِفظ کروادیں گے۔

لیکن اس جواب سے اُن کی تشفی نہ ہوئی۔ اور عرض معروض جاری رکھی۔ اس پر آپ نے گُٹھی کوڑی جلاکر دوائی بنادی۔ اس دوائی کے ایک ہی دفعہ لگانے سے ایک آنکھ بالکل درست ہوگئی۔ لیکن بدقسمتی سے دوائی کی پڑیا کہیں گُم ہوگئی۔ محترمہ مائی صاحبہ نے بہتیرا عرض کی۔ کہ اور دوائی بنادیں لیکن قبول نہ ہوئی۔ فرمایا: ایک ہی آنکھ کافی ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ کا اپنی حرمِ محترم کے بھائی سے جھگڑا ہوگیا۔ اُس نے آپ کے لاٹھی ماری۔ سرکار غریب نوازؒ پاس کھڑے تھے۔ دیکھتے ہی مارے جلال کے آپ کا چہرۂ مُبارک سُرخ ہوگیا۔ اور کُچھ فرمانے ہی کو تھے کہ حضرت خواجہ حافظ صاحبؒ نے روک دیا کہ وہ تمھاری والدہ محترمہ کے بھائی ہیں۔

سرکار غریب نوازؒ فرماتے تھے کہ جب حضرت خواجہ حافظ صاحبؒ مجھے آخری بار وِداع کرنے ساتھ چلے تو راستہ میں آپ نے فرمایا کہ محمدؐ دِیوان، اب میرا دِل اُداس ہوگیا ہے۔ یہ الفاظ تیر کی طرح میرے دِل سے نکل گئے۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ یہ دیکھ کر قبلہ حافظ صاحبؒ نے اِرشاد فرمایا کہ ہم نے تو ایسے ہی ذِکر کیا ہے۔ ہمارا یہ مطلب نہیں جو تم سمجھے ہو۔ چنانچہ اِسی سال حضورؒ نے وصال فرمایا۔ جیسا کہ پہلے ذِکر آچکا ہے۔ سرکار غریب نوازؒ ان ایام میں تھلہ شریف تھے۔ حضرت خواجہ حافظ صاحبؒ نے آپ کو تین بار پکارا۔ اور آپ آموجود ہُوئے۔ دِن رات تیمارداری میں ہمہ تن مصروف رہے۔ جب وقتِ وصال شریف آیا تو آپ

آبدیدہ ہُوئے۔ حضرت خواجہ حافظ صاحبؒ نے اِرشاد فرمایا کہ کیوں روتے ہو۔ کیا کُچھ کمی باقی ہے۔ دُنیا کے قطب تمھیں سلام کریں گے۔ آپ خاموش رہے اور کُچھ عرض نہ کی۔

تقریبًا پچاسی سال کی عمر میں مؤرخہ ۲۳ ذیقعد ۱۳۱۷ھ۔ بروز دوشنبہ (پیر) وصال فرمایا۔ مزارِ پاک قبرستان کُندن شاہ' ہوشیار پور شریف میں ہے۔ آپ کے صاحبزادگان کبھی کبھی سرکار غریب نوازؒ کی خدمت میں مزارِ پاک پُختہ بنانے کے مُتعلق عرض کرتے۔ آپ فرماتے: حضرت جی اِجازت لے دیجیے۔ اب بنایا جاسکتا ہے۔ آخر ۱۹۳۵ء میں مزارِ پاک پختہ تعمیر ہُوا۔ جگہ تنگ تھی۔ شاندار عمارت نہ بن سکی۔ "حافظ قاری جنید" سے آپ کی تاریخِ وِصال نِکلتی ہے ؎

تیری خاکِ آستاں ہے وہ خاکِ آستاں
جس پر جبینِ شوق کے سجدوں کو ناز ہے

مولانا رومؒ کے کچھ اشعار

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خُدا　　او نشیند در حضورِ اولیاء

جو کوئی خدا کے ساتھ ہم نشینی چاہتا ہے وہ اولیا کے ساتھ بیٹھتا ہے

خاک شو در پیشِ شیخِ باصفا　　تا زِ خاکِ تو بروید کیمیا

شیخِ پاک کے سامنے مٹی بن جا کہ تیری مٹی سے کیمیا پیدا ہو

گر تو سنگ خارۂ مرمر شوی　　چُوں بصاحب دِل رسی گوہر شوی

اگرچہ تو سخت پتھر ہو، جب صاحب دِل کے پاس پہنچے تو موتی بن جائیگا

پیرِ کامل صُورتِ ظلِّ اِلٰہ　　یعنی دیدِ پیر، دیدِ کبریا

پیر کامل اللہ کے سائے کی صورت ہے۔ یعنی پیر کو دیکھنا خدا کو دیکھنا ہے

پیر را بگزیں کہ بے پیرے سفر　　ہست بس پُر آفت و خوف و خطر

پیر کو پکڑ کہ بے پیر سفر مُصیبتوں سے پُر، خوفناک اور خطرناک ہے

ہر کہ او بے مُرشدے در راہ شد　　او زِ غولاں گمرہ و در چاہ شد

جو کوئی بے مُرشد راستہ اختیار کرتا ہے وہ چھلاووں سے گمراہ ہوتا ہے اور کنویں میں گر پڑتا ہے

گر نہ باشد سایۂ پیر اے فضول　　پس ترا سر گشتہ دارد بانگِ غول

اے فضول شخص اگر پیر کا سایہ نہ ہو تو چھلاوہ کی آواز تجھے پریشان رکھے گی

چوں تو کردی صُورتِ مُرشد قبول　　ہم خُدا آمد بذاتش ہم رسولؐ

جب تُو نے مرشد کی صُورت قبول کر لی تو اس صورت میں خدا بھی آگیا اور رسولؐ بھی

پیر باشد معدنِ علمِ لُدن　　پیر باشد قادر بر لفظِ کُن

پیر علمِ لُدن کی کان ہے۔ پیر لفظِ کُن پر قادر ہوتا ہے

گفتۂ اُو گفتۂ اللہ بود — گرچہ از حلقومِ عبداللہ بود

اس کا فرمایا ہُوا اللہ کا فرمایا ہوتا ہے۔ اگرچہ اللہ کے بندے کے گلے سے ہو

یک زمانہ صُحبتِ با اولیاء — بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

اولیا کی صحبت میں ایک ساعت سو سالہ بے ریا اطاعت سے بہتر ہے

چشم روشن کُن زِ خاکِ اولیاء — تا بہ بینی زِابتدا تا اِنتہا

اولیا کی خاک سے آنکھ روشن کر تاکہ تو ابتدا سے انتہا تک دیکھ سکے

ہر ولی را نوحِ کشتی باں شناس — صحبتِ ایں خلق را طوفاں شناس

ہر ولی کو کشتی چلانے والا نوح سمجھو اور خلقت کی صحبت کو طوفان سمجھو

چوں شوی دُور از حضورِ اولیا — در حقیقت گشتہ ای دُور از خُدا

جب تو اولیا سے دُور ہوجائے تو درحقیقت خُدا سے دور ہو گیا

اولیاءُ اللہ ۔ اللہ ' اولیا — ہیچ فرقے درمیاں نبود روا

اولیاء ' اللہ ہیں اور اللہ ' اولیا۔ ان میں کوئی فرق روا نہیں

انبیاء و اولیاء را حق بداں — سرِ پنہانی بتو گفتم عیاں

انبیا اور اولیا کو حق سمجھو' پوشیدہ بھید تجھ سے میں نے صاف صاف کہہ دیا ہے

ہر کہ پیرو ذاتِ حق را ایک نہ دید — نے مُرید و نے مُرید و نے مُرید

جس نے پیر اور ذاتِ حق کو ایک نہیں دیکھا' وہ مُرید نہیں' وہ مُرید نہیں' وہ مُرید نہیں

تا توانی از اولیاء رُو بر متاب — جہد کن واللہ اَعلم بِالصّواب

جہاں تک ہوسکے اولیاء سے مُنہ نہ پھیر۔ محنت کر' اللہ بہتر جانتا ہے

در بدر میگرد و مے رَو کُو بکُو — جُستجو کُن جُستجو کُن جُستجو

در بدر پھرو اور کوچہ بکوچہ پھرو۔ جستجو کرو جستجو کرو، جستجو

عرس ہائے مبارک

الف: دربار شریف کلووال ۱۹۲ ر.ب فیصل آباد

۱:۔ سرکار غریب نواز قطب الاقطاب حضرت خواجہ محمد دیوان چشتی صابریؒ۔ اکتوبر ۲۵، ۲۶

۲۔ سلطان العارفین حضور عالی جناب خواجہ فضل الدین چشتی صابریؒ اپریل ۸ تا ۱۰

مندرجہ ذیل سالانہ ختم شریف بڑے ذوق و شوق سے دلوائے جاتے ہیں۔

۱۔ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ربیع الاوّل ۱۲

۲۔ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیریؒ رجب ۶

۳۔ جناب غوث الاعظم محبوب سبحانی قطب ربانی میراں محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانیؒ۔ ربیع الثانی ۱۱۔

ب ۔ دربار شریف اروپ گوجرانوالہ

۱۔ حضور غریب نواز سلطان العارفین حضرت خواجہ برکت علی چشتی صابریؒ ذیقعد ۴ تا ۷

۲۔ صاحبزادہ ملک دیدار علی چشتی صابریؒ۔ اکتوبر ۱، ۲، ۳

۳۔ صاحبزادہ ملک خورشید علی چشتی صابریؒ۔ ستمبر ۱۸، ۱۹، ۲۰

ج ۔ مطبوعات

۱۔ سرکارِ صابری

۲۔ مشعلِ راہ

۳۔ بہارِ اولیاء

۴۔ صابری گلزار نعت سیّدالابرار